U15592. 12-12-05

Title - MAJMUA NUGHAZ YAANI TAZKIRA SHORAY URDU

Creator - Meer Qudrat ~~Ali~~ Ullah Qasim; Murattiba Mehmood Sheerani.

Publisher - University of Punjab (Lahore).

Date - 1933

Pages - 400

Subjects - Tazkira Shora - Urdu.

سلسلۂ نشریات کلیۂ پنجاب

# مجموعۂ نغز

یعنی

## تذکرۂ شعرائے اردو

از

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبہ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

سلسلۂ نشریات کلّیۂ پنجاب

# مجموعۂ نغز

یعنی

## تذکرۂ شعرائے اردو

در دو جلد

از

حکیم ابو القاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبۂ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی

لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

# فہرست مطالب مجموعۂ نغز

## جلد اوّل

# فہرست مطالب مجموعۂ نغز

## جلد دوم

# دیباچہ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرنے میں ہمیں کسی قسم کی معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظرِ عام پر آنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ جلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے ۔

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے ۔ وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے ۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے ۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے ۔ اس کا نمبر 18 APfI ہے اور تقطیع $8\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{1}{4}$ تعداد اوراق ۳۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں ۔ سیاہ اور سرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے ۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے ۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے ۔ کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے ۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں ۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں ۔ جیسا کہ مسوّدوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے ۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں ۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں ۔ مصنف نے نظرِ ثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں ۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے ۔ کئی مقام پر عین متن میں جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے ۔ ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے ۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظرِ ثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مُصنّف واقف نہیں ہے۔ اصل کتاب سے خارج کر کے تکملہ میں داخل کیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے۔ راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کرلی ہے کہ یہ نسخہ مصنّف کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے۔

لف[۱] :۔ میاں غلام مصطفٰے[۱] تحیر کے کل تین شعر مصنّف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے۔ جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی — مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا
(۲) دل کو دے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو — اوس نے سیکھی ہے عجب سفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) "جدا مجھسے جب وہ دلآرام ہوگا — اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا
(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی — آمد آمد ہوئی شائد ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنّف کر سکتا ہے۔

لف ۱۰۳ پر حسن سوم کے ذکر میں مصنّف نے اولاً لکھا تھا۔

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے :

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود۔ دو بیت ازان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف ۱۳۷ پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس مید انم اول شاعرے است قدیمی غیر از رنگین معاصر شاہ سعد اللہ گلشن جلی المتخلص بہ ولی کہ وے مصرعہ اش بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل — فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا
اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علی طور لایخفی

---

۱ لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اول۔ اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے۔

علی ذوی الافہام مقتضی قوی تضمین است و این ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازین مصرع برشعرے از اشعارش دست نیافتہ و از نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ' صاحب اشعار رنگین"

لیکن مسودہ پر نظرثانی کے وقت ولی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اور تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی:

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دومی صاحب اشعار رنگین"

ت ۱۵۲ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے:

"سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد' این مطلع از وست

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل　　کچھ بھی دھڑکا نکیا ل بے جگرداری دل

مصنف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا +

ت ۳۸۷ "سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع او راست ؎

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل　　کچھ بھی دھڑکا نکیا ل بے جگرداری دل

ت ۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

"اگرچہ در ہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کرلی:

"اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہرشناس می نمائند"

ت ۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے:

"بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

"عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید دلہا باخلاق حسن می نمائد"

لف ۲۱۶ ۔ غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے ۔

"گویندکہ از مال بہرۂ وافی دارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ۔ این سہ بیت از گفتہای اوست"

حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہو گئی

"گویندکہ از مال دنیا بہرۂ وافی دارد واز اسباب این جہان نصیبہ کافی ۔ جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ، این سہ بیت از گفتہای اوست وکشیدن این سہ نالۂ موزون منسوب بدو"

لف ۲۲۰ ۔ فدا کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے ۔

"گویندکہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"

اس فقرہ کو کاٹ کر مصنف نے یوں بنا دیا

"گویندکہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سبیر فرمودہ"

لف ۲۳۹ ۔ فیاض کے تذکرہ کی عبارت

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است ۔ در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

اضافہ کے بعد یوں بن گئی

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یار باش وخوش اختلاط نہایت آسودہ معاش ومستحکم الانباط واقع شدہ است ، در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا

لف ۲۶۳ پر قبول کا ب ۲۶۴ پر قدر کا اور لف ۲۶۵ پر قرین خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا ۔

(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال ومآل ونام ونشانش اطلاعے دست نداد بعضے گویندکہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ بہر حال این شعر از گفتہای

اوست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن     تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "قدر تخلص عزیزے است کہ بر نام و نشانش ظفر نیافتہ ام - گویند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت ' این مطلع وے بغایت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات     لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکروبے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم - این مطلع از وے است ؎

پیارے بیوفا یا باوفا ہو     غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہیے تھے چنانچہ مسودہ پہ دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں لف ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) "قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن     تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "قدر تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد ' اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات     لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا باوفا ہو     غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

ن ۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

"خدا داند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود - شعر خود را کافر پٹکہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے :

"خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

لف ۳۵۲ پہ وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا -

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و ملازمان نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے پر وہم شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہم کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب ہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد با اختلاف بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہم - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو، تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

ص ۳۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - و ہو ہذا

"عزیزیست از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطۂ رونق دہر فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر

ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

---

دیگر:- بھر دیئے دامن سائل میں زر و لعل و گہر تھے جو وہ کیسۂ مفلس ہوئے سب معدن بحر

خورم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں ص ۳۹۶ پہ درج کیا - چنانچہ :-

"ہادی تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است" الیٰ آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ میں - اب جب ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول میر جواد علیخان سلمہ الرحمن است" وغیرہ

بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دوکس بمن رسیدہ۔ تحریر یکے از انہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ وآن دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمن است"

لف ۳۷۶ پر یکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"یکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ' ۔ شعرش برویۂ آن وقت است ۔ این دو بیت او گفتہ قطعہ

لے گئے بے رحم بے کس کر گئے — ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں دل

اب تو یکرو جیتا رہنے کا نہیں — جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں دل

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے ۔ جہاں عبارت اسطرح ہے:

لف ۴۹۷ "یکرو تخلص شاعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ ۔ شعرش برویۂ آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع] آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعراکے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر ۔ میر درد کے گیارہ ۔ سودا کے دس ۔ میر سوز کے چار ۔ فراق کے چار ۔ فغاں کے دو ۔ منیر اول کے تین اور یقین کے سات شعر قلم زد کر دیے ہیں ۔ لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید کی گئی ہے ۔ لف ۲۴۶ و ف ۲۶۳ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج کئے ہیں ۔ اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ دردسر کیوں گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر کر کتاب کو مجروح کرتا ۔

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے ۔ میں صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں ۔

لف ۱۳۴ پر نصف سطر کی ۔ لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی ۔ ف ۲۹۹ پر تین سطروں کی ۔ لف ۳۰۰ پر سولھا سطروں کی ۔ لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی ۔ ف ۳۳۷ پر تین سطروں کی اور ف ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کر دی گئی ہے۔ باقی کی بیاض بدستور قایم رہی ٭

مصنّف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے۔ جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنّف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے۔ ردیف شین صاد غین۔ فا۔ کاف۔ میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے۔ مصنّف نے ردیف کاف میں چودہ ردیف میم میں نراسی اور ردیف نون میں تیس شاعر گنائے ہیں۔ حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ، بیاسی اور انتیس ہے ٭

میں انہی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حک و اصلاح قطع و برید حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں۔ اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنّف کے قلم کا نوشتہ ہے ٭

نسخۂ ہذا مجھکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے۔ اوّل تو مصنّف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا۔ متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے۔ دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عاید ہے۔ متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصّہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا دار و مدار ناممکن تھا۔ اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی۔ مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی۔ ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ۳۱۲۳ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا۔ کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیج دیا۔ مگر کسقدر افسوس ہوا۔ جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ا۔ا۔ کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں۔ تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے۔ ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا۔ کیونکہ سوا ئ اس کے کہ ا۔ا۔ کی اغلاط میں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا۔ البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے۔ یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے ' ا۔ ا۔' اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں۔ میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہوگئی ہے وہ حصّہ میں نے ا۔ ا سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو فلاہین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے۔ بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے۔ دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں۔ اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے۔ البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ٭

جب مجھے ا۔ ا اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہوگیا۔ اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا۔ کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں سوائے املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آتی تھی۔ اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا۔ رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنّف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملتے گئے۔ اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنّف کی مخصوص املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا۔ تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے۔ ہم پر روشن ہو جائے۔ اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے۔ اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے۔ مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے۔ اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ نسخہ' مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے۔ مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے۔ یای مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے۔ علیٰ ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(ا) کئی الفاظ میں مصنّف کے ہاں متروک ہے مثلاً

جھونپڑا = جھوپڑا ص ۴۲/۱

پھینکے (فعل) = پھیکے ص ۳۱۶/۱

چکاچوندہ = چکاچودھا ص ۴۳/۱

ہنسنا = ہسنا ص ۵۱/۱، ص ۶۶/۱، ص ۳۲۲/۱، ص ۳۲۶/۱، ص ۳۱۹/۱، ص ۲۴۵/۱،

کھینچنا = کھیچنا ص ۱۰۶/۱، ص ۲۴۱/۱، ص ۲۵۰/۱، ص ۳۰۵/۱، ص ۳۲۸/۱، ص ۳۲۳/۱،

ہونٹوں = ہوٹوں ص ۳۱۱/۱

چھینٹا = چھیٹا ص ۲۰۲/۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص ۳۳۶/۱

جھمکوں = جھمکو ص ۳۷۳/۱

دونوں = دونو ص

منگانا = مگانا ص ۳۱۹/۱

مہنگا = مہگا ص ۲۵۸/۲

پہنچا = پہچا ص ۳۰۵/۱

پائینتی = پاہتی ص ۲۱۶/۲

نیند = نید ص ۶۵/۲

اوندھی = اودھی ص ۹/۲

سینکڑوں = سیکڑوں ص

آنگن = آگن ص—

نمانینگے = نمانے گے ص ۲۹/۱

پھنسنا = پھسنا ص ۹۴/۱ ، ص ۲۸۱/۱

جانیں = جانے ص ۳۷/۱

سینکنا = سیکنا ص ۱۳۶/۱

جانینگے = جانے گے ص ۳۳۱/۹

دھواں = دھوا ص ۱۵۰/۱

ٹھونک = ٹھوک ص ۸۷/۱

(ب) کہیں الفاظ میں موجود ہے

بیچے = بینچے ص ۸۹/۱

چوموگے (خطابیہ) = چومونگے ص ۱۹/۱

جڑے ہوں = جڑیں ہوں ص ۳۳۸/۱

جاگینگے = جاگیں گیں ص ۳۰۷/۱

صدمے = صدمیں ص ۴۱/۱

چلینگے = چلیں گیں ص—

نے (فاعلی) = نیں ص ۲۴۶/۱ ، ص ۳۳۵/۲

(ج) تقدیم و تاخیر غنہ

یوں ہی = یوہیں ص ۲۴۵/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ، ص ۳۲۹/۱ ، ص ۲۸۰/۱

جوں ہی = جوہیں ص ۳۳۹/۱ ،

(۲) ہائے مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنّف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا ص ۲۲/۱ ، ص ۴۸/۱ ، ص ۶۶/۱ ، ص ۵۴/۱ ، ص ۱۳۰/۱ ، ص ۲۴۴/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ،
ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ، ص ۳۲۸/۱ ،

تڑپنا = تڑپھنا ص ۱۲۸/۱ ، ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۰۷/۱ ، ص ۱۱۰/۱ ، ص ۱۲۴/۱ ، ص ۲۵۰/۱ ، ص ۳۱۰/۱ ،

سچ = سچھ ص ۲۳/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱

سچ مچ = سچھ مچھ ص ۱۱۸/۲ ،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنّف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو ص ۳۲۰/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ، ص ۳۳۵

تجھکو = تجکو ص ۲۲/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ،

مجھسے = مجسے ص ۲۲/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۵/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۲۴/۱

تجھسے = تجھے ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ،

اونگھ = اونگ ص ۸۶/۱ ،

سونگھ = سونگ ص ۸۶/۱ ،

پگھلانا = پگلانا ص ۲۴۸/۱ ،

ہاتھوں = ہاتوں ص ۳۱۸/۱ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص ۴۲/۱ ، ص ۵/۲ کمھاری = کھماری ص ۱۴۸/۱ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص ۳۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ،

اڑنا = اوڑنا ص ۵۳/۱ ،

اُدھر = اُودھر ص ۱۲۲/۱ ، ص ۱۲۳/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

اُٹھنا = اوٹھنا ص ۲۱/۱ ،

بہت = بہوت

اُن = اون ص ۳۴/۱ ، ص ۵۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۵۷/۱ ،

الجھنا = اولجھنا ص ۷۹/۱ ،

مڑگئی = موڑگئی ص ۸۹/۱ ،

اُسے = اوسے ص ۳۶/۱ ، ص ۵۸/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،

چکنا (مصدر) = چوکنا ص ۱۲۷/۱ ، ص ۳۳۳/۱ ،

منہ = مونہہ ص ۲۳/۱ ، ص ۱۰۸/۱ ، ص ۱۲۵/۱ ،

(۴) ی کا استعمال

(۱) اضافہ کی شکلیں

اِدھر = ایدھر ص ۵۰/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۶۳/۱ ، ص ۶۴/۱ ، ص ۲۴۲/۱ ، ص ۳۱۱/۱ ، ص ۳۱۲/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،
ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ،

جدھر = جیدھر ص ۲۴۱/۱　　　ترا = تیرا ص ۷۴/۱

اک = ایک ص ۹۰/۱　　　مرا = میرا

کِدھر = کیدھر ص ۲۴۵/۱

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دوانا ص ۶۸/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۰/۱ ،

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱ ،

(۵) الف کا استعمال

(۱) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستائے = ستاٰاے ص ۶۹/۱ ،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص ۴۲/۱ ۔　　　وگرنہ = واگرنہ ص ۱۶۲/۱

(ج) حذف کی شکل

ہاتاپائی = ہتاپائی ص ۱۸۹/۱

سرانجام = سرنجام ص ۲/۱ ، ص ۳۱/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۸۴/۱

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص ۴۶/۱　　　پردہ = پردا ص ۲۴۲/۱

قہقہہ = قہقہا ص ۳۰۷/۱　　　سینہ = سینا ص ۳۳۱/۱

پیش خانہ = پیش خانا ص ۲۴۴/۱　　　دیوانہ = دوانا ص ۲۸۰/۱

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱

(۶) سین

(۱) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ، ص ۳۳۵/۱

اُس سے = اوسے ص ۶۸/۱ ، ص ۳۶/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱ ،

جس سے — جسے ص ۵۵/۱ ، ص ۳۳/۱ ،

کس سے — کسے ص ۳۱/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علیٰحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً

اشارۃ یا بشارۃ ص ۳/۱ ، خیرۃ ۔ قنوۃ ص ۵/۱ ، مبادرۃ ص ۹/۱ ، سعادۃ ص ۱۸/۱ ، بصارۃ ص ۳۵/۱

صورۃ ص ۳۹/۱ ، معاودۃ ص ۵۶/۱ ، حسرۃ ص ۵۸/۱ وغیرہ

(ب) ی جبکہ درمیان میں ہو۔ اسپر ہمزہ لگادی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال:

نہائت ص ۳/۱ ، گرائید ص ۶/۱ ، غائت ص ۹/۱ ، پوئند ۔ بلند پائگی ص ۱۱/۱ ، آئد ص ۲۱/۱ ،

یائد ، آئد ص ۱۳۸/۱ شائد ص ۵۷/۱ ، عنائتے ص ۶۹/۱

یہی حالت پائو ، کی ہے جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے جیسے پائو

ص ۲۰/۱ ، ص ۵۵/۱ ، ص ۷۶/۱ ،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :۔

صنائع بدائع ص ۸۶/۱ ، شوخ شنگ ص ۳/۱ ، افراط تفریطے ص ۲۷/۱ ، کلیلہ دمنہ ص ۱۶/۱ ،

نان حلوا ص ۸۱/۱ ،

(د) کا پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :۔

بمعتقد ولا ۔ ورجہ اعتبار ص ۱/۱ برشتہ نظم ص ۱/۱ رشتہ الفت ص ۲/۱ بخانہ خود ص ،

آراستہ کاک خود ص ۳۱/۱ شیشہ دل ص ۳۲/۱ قطرہ اشک ص ۷۵/۱ وغیرہ وغیرہ

(ہ) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :۔

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص ۶۲/۱ — طپیدگان = طپیدہ گان ص ۲۲۴/۱ — محابا = مہابا ص ۸۳/۱ حاشیہ

بذلہ گو = بزلہ گو ص ۸۱/۱ — اطعمہ = اطمعہ ص ۸۱/۱ — گلزار = گلذار ص ۱۹۸/۱ حاشیہ

زیبا — ذیبا ص ۱۳۱/۱ ، ص ۲۳۵/۱ — ذخیرہ = زخیرہ ص ۱۴/۱ — رسیدگان = رسیدہ گان ص ۲۲۴/۱

محاورہ — مہاورہ ص ۱۱۶/۱ حاشیہ — زیب = ذیب ص ۱۶۹/۱ ، ص ۲۳۴/۱

# مُصنّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔ اکثر تذکرہ نگار "خان" کا لفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں۔ حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ ان کے سر برآوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل غوریبندی ہیں دوسرے سید فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے مصنف کا بیان ہے کہ "بیزار و بینیر کیہ" (ص ۹۳۔ جلد ۲۔ مجموعۂ نغز) ' سید فاضل کے متعلق بختاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع و تقویٰ موصوفست و بہ نہی منکر و امر معروف مقید مکرر بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بصنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردیدہ والحال در گجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہرگوبند عرف عبدالباری منافق و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف عمدۃ نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے +

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف شیخ علیخان حسینی جو ایک شیخ باکمال ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے۔ انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل　　نہیں کوئی اس کے سوا آج کل
نہیں کوئی باقی رہا دوسرا　　شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا
حسب اور نسب کا مری دوستاں　　وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ "خان" کا لفظ بھی ضم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور وراثتاً ان تک پہنچا ہے۔ یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔ انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں:

ہمیشہ ایسے والد نامدار | کہ بابا بر و رحمت کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو | جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جان پدر | شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا پوجھ سب کا انھیں پیشوا | کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر بارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم | ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جا کر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر | جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار | مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انھیں سید احمد ابا حسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد | مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سید پاک و عالی تبار | نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن | لکنیت تھے کہتے انھیں با حسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو | گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت ڈثار | خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین | محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو مصنف نے اپنی اسی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کردیا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا - علی الصباح اٹھا - آٹا گوندھا - اس کا ایک پیڑا بنایا اور جاکر تنور میں لگوالیا - اور کھاپی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا -

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل　　کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل
غرض شام سے صبح تک میں بکد　　مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد
لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام　　علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام
پکا اوس کو تنور سے اور کھا　　میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا
مجھے بس کہ مقصود میاں علم تھا　　میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پڑا
کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق　　بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخرالدین کی معیت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے - یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہوجانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پاکر سبق بھی پڑھ لیتے -

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں　　زیارت کو پیروں کی پھرتے رواں
سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور　　سدا ساتھ رہتا میں با صد سرور
جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے　　میں لیتا سبق پڑھ وہیں لطف سے
زیارات تھے مجکو مفت اے پسر　　میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیرالامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا - نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں - مگر امیرالامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنف کے کفیل معاش تھے -

نجیب زماں تھا وہ خان زماں　　کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں
وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز　　کہ عہد اس کے میں یا ہزاراں تمیز
ہوے لاکھا حافظ با وقار　　ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار
یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے　　ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

کہ نانا سے اسکے وہ صاحب کرم — مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم
عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر — کرے تھا تواضع قلیل و کثیر
یہ تھا حال پر اس کے حد مہرباں — وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں
میں سدرمق کھا کے نانا کے ہاتھ — شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں رہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آ گئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ سنہ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیر الامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو سنہ ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیر الامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیر الامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب سنہ ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی +

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ سنہ ۱۱۷۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال سنہ ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخر الدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور سنہ ۱۲۴۶ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا +

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخر الدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی ملقب بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز صہ ۴۰/۱)۔ فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایت کے تلمیذ ہیں۔

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی۔ مولوی کریم الدین "تاریخ شعرائے اردو" میں لکھتے ہیں "علمِ طب خوب ان کو آتا تھا۔ علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۳۱۹) صاحب گلستان سخن انکو "حکیم کامل اور طبیب فاضل" کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے۔

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی۔ ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا۔ مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے۔ امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرف کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی۔ حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے۔ لیکن مشاعرہ میں ضرور شامل ہوا کرتے۔ فرماتے ہیں:۔

"در ایام دولت نواب معلےٰ القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت۔ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود مجلس وے حاضر می شد" (صہ ۳۴/۱)

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے۔ حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

"در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد" (صہ ۱۸۹/۲)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے۔ ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں:

"قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے نادیدہ کہ از وے کسی رنجیدہ" (صہ ۳۱۷/۲)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنے ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ (۱۱۸۱ = ۴۰ - ۱۲۲۱) ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں۔

نوعمری سے جو زلف سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا مشاعروں میں ان کی حاضرباشی ضروری تھی۔ کثرت مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فن شعر کے ماہر تسلیم کر لئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشا سے ان کا اور عظیم بیگ عظیم کا بگاڑ ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلاست مزاج سے توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ خود کسی معاملہ میں پہل کرتے البتہ انشا کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بد دماغی زیادہ تر اس ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشا کی طرف سے بعض ناجائز امور کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا میڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انہوں نے انشا سے خطاب کر کے کہا۔ شہزادہ! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پر بھی کان دھریے۔ صاحب مشاعرہ کو گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محب اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرادی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے۔ معاملہ بخیر و خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی۔ اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ کا وہ مشہور مخمس ہے۔ جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے

شہزور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق      وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشا ص ۸۲، ۸۶)

تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات ادھر ادھر سفر بھی کئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندرابن میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (ص ۴۸؍۲۶) اس سے ان کا بندرابن پہنچنا ثابت ہے۔

منت کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منت ایک ہی گاڑی میں لکھنو پہنچے۔ میں واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے

"اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان در یک گردوں

تا بلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین دریا در اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آن میر میلان سخنوری در ہمان (نواح) توطن گزید" (ص ۲۱۵)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی۔ نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے۔ جب شہزادہ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار شرقیہ کو چلے گئے۔ مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکاروں میں ہو گیا۔ آخر میں خانہ نشین ہو گئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی۔ اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بیحد عزت کرتے تھے۔ یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہو گئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا۔ اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص ۲۱۲)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ" وہ بھی شاعر ہیں۔ ان کا نام عزت اللہ عشق ہے۔ حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابو الظفر بہادر ظفر (ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتۂ استادی این دودمان عالیشان دارد استشارہ می فرمایند" (ص ۳۴۳)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشق کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو۔ بہر حال استاد ذوق سے پیشتر عشق ظفر کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے۔

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا۔ آخر الذکر کو ترک کر کے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا - فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہانتک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے - نہایت مختصر ہے - لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے - خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق - میر فریدالدین - اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں - لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷/۱)

(۲) احسن - احسن اللہ - حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۵۴/۱)

(۳) اشرف - غلام اشرف - منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں - ساز سندرہین انکی ایجاد ہے - بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں - انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں - کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲/۱)

(۴) افسوس - غفور بیگ - اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں - لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھالیا کرتے ہیں (ص ۶۶/۱)

(۵) بیان - خواجہ احسن اللہ خاں - مصنف کے ساتھ بلاناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳/۱)

(۶) تنہا - ایک افغان زادہ تھا - عین عالم شباب میں انتقال کیا - اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۱/۱)

(۷) حفیظ - حافظ محمد حفیظ - کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے - اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا - بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳/۱)

(۸) راقم - غلام محمد ہفت قلم - مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں - مجموعۂ نغز کی تالیف سے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا - حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے - اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴/۱)

(۹) شفیق - مظہر علیخاں - مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے - لیکن حکیم صاحب اور اُن کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴/۱)

(۱۰) نیاز - میاں نیاز احمد شاعر مشہور - حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۳۸۸/۲)

(۱۱) سرور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجڑاڑہ میں واقع ہے - سادات کبرویہ میں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سرور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہو گیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہے (ص ۳۸۹/۲ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر مشاقی اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرتِ مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہو چکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جا چکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۳ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کراماتِ پیرانِ پیر ختم کر چکے ہیں - جس میں پانچہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں ؎

کراماتِ پیران پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صدر یار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے ؎

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے - ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخِ ادب کی ان مصنفات کا ذکر کرنا

ہوگا - جو اس تذکرہ سے پیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے ٭

۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی - ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات - ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا - ۱۱۸۸ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین میر حسن کا تذکرہ ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش، ۱۱۹۶-۵ھ میں گلزار ابراہیم - ۱۲۰۹ھ میں تذکرۂ مصحفی - گلشن ہند ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں - مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک مبسوط اور ضخیم تالیف ہے - لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں - چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے - اس لئے ان کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے ٭

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا - اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافہ کرتا رہا - آخری تاریخ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے - اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں ٭

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے ٭

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے - یہ تالیف چھ سو تراسی ریختہ نگاروں کے حالات اور آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے - ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے - اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے ٭

[اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر مبنی معلوم ہوتا ہے - ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے - مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بری ہے - کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے - حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے - ہم ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بنا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں کا پرتو کس قدر ہے - اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے - حکیم صاحب ذکا اور سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں - مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے ۔ البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔ اشپرنگر جس کے پاس شفیق اور میر حسن کی مؤلفات کے سوا فہرست بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں ۔ ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مدّنظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے ۔ مجموعۂ نغز کو تین سو بیس شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے ۔ جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے ۔ ادھر دتاسی نے اپنی تاریخ شعرای اُردو میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے ۔ لیکن اس تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے ۔ مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے ۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آب حیات کا ایک بڑا حصہ اس تذکرہ سے ماخوذ ہے ۔

یہ تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے ۔ فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ و عاری کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے ۔ لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے ۔ محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات و کلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے ۔ مصنف دور سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے ۔ چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے ۔ شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے ۔ اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق ۔ قابلیت و استعداد اور جوہر کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے ۔

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دہرایا گیا ہے ۔ گویا سرکار قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں ۔ شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے !

"استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" ص ۹۸/۱ ، ص ۱۱۴/۱ ، ص ۲۸۶/۱

میرزا مظہر کے لئے : "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" ص ۱۲۳/۱ ، ص ۲۰۰/۱ ، ص ۲۵۳/۱

سودا کو : " سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا" ص۳۰/۱ ، ص۵۹/۱ ، ص۱۰۶/۱ ، ص۳۵۹/۱ ، ص۳۵۷/۱

میر صاحب کو : سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر" ص۱۰۷/۱ ، ص۱۹۵-۴/۱ ، ص۳۴۶/۱ ، ص۳۶۱/۱ ، ص۳۶۶/۱

میر درد ۔ مملکت سخن سازی را پایہ تا ز مرد خواجہ میر درد" ص۲۴/۱ ، ص۱۲۶/۱ ، ص۱۷۷/۱ ، ص۳۶۷/۱ اور

سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر" ص۲۷۷/۱ ، ص۲۸۶/۱ ، ص۲۰۴/۱ ،

ص۳۳۵/۱ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں ۔

میر سوز ۔ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز ص۳۴/۱ ، ص۸۰/۱ ، ص۲۰۳/۱ ، ص۲۷۶/۱ وغیرہ

ہدایت ۔ "استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت" ص۱۹/۲ ، ص۲۴/۲ ، ص۸۲/۲ وغیرہ

فراق ۔ "دوستدار (محب) سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق" ص۱۲۶/۱ ، ص۲۷۴/۱ ، ص۳۵۴/۱ ، ص۳۶۶/۱

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں ۔ ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بار ور مانی جا سکتی ہے ۔ شعرا کی تاریخ وفات و حیات اگرچہ درج نہیں ہے تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا ۔

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں ۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے ۔ دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں لیکن راجا سے پرجا تک جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے ۔ ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چھینٹ سے خالی نہیں ۔ مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال ۔ امرا و علما ۔ سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے ۔ مثلاً میر صیقل گر ہے ۔ اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے ۔ محمد امان نثار معمار ہیں ۔ جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں ۔ یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اژدر نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مشاعرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا ۔ اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدسنگھ شگفتہ آہنگر ہے ۔ خواجہ ہینگا شیدا علاقہ بند ہے ۔ میر صادق علی صادق فیلبان ہے ۔ شنبھو ناتھ عزیز مہاجن ہے ۔ میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر ۔ بدر الدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے ۔ محمد ہاشم شائق خیاط ہے ۔ اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے ۔ محمد عارف رفوگر ہے ۔ عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخر الدین کی سرتراشی کرتا ہے ۔ شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے ۔ مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے ۔ غلام ناصر جراح ہے مقصود ایک سقہ ہے ۔ جو فن شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے ۔ قرین ایک خاکروب ہے ۔ اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے ؀

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں ۔ ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش ۔ ہزال و لواح اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی اٹل (میر عبد الجلیل بلگرامی) ۔ محمد عطا بانکہ ۔ صاحبقران ۔ شہوت وغیرہ ۔ مؤخر الذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خان بہادر پھکڑ جنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا ۔ بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں ۔ کوئی اوباش ہے ۔ کوئی عیاش ۔ ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے ۔ یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافرکٹہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں ۔ پنچھا ۔ جھبنا ۔ نکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں ؀

احمد نگر فرخ آباد ۔ رامپور ۔ لکھنؤ ۔ عظیم آباد ۔ مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں ۔ لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دہلی ہے ۔ مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں ۔ مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی ۔ نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی ۔ جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے ۔ رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے جہاں امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے ۔ وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلے قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنو) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں ۔ متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا ۔ جرأت ۔ مصحفی ۔ رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیق شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان (دہلی) پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا۔

مرزا محمد تقی ترقی کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی۔

مہدی علی خان عاشق کے ہاں بلاناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا۔ یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا۔

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیا کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا۔

والاجناب بہادر بیگ خاں غالب تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں۔ شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔

حمید الرحمٰن عرف میاں جان انیس۔ عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں آشفتہ۔ میر سجاد سجاد میر محمدی شرف۔ مولوی قدرت اللہ قدرت۔ غلام ہمدانی مصحفی کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں۔)

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں۔ ان کی تمام عمر شعر اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے۔ اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں۔ باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے۔ ان میں ایسے بھی ہونگے۔ جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک اختلاف و عداوت بھی ہوگی۔ لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے۔ کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطہ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مدنظر رکھا گیا ہے، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

جرأت کے تذکرہ میں میر و جرأت کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میر کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان وے گذشت۔۔۔۔۔۔۔"

میر محب علی عالی کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سودا و۔۔۔۔ محمد تقی میر

را موزون الطبع میگفت وشاعرنمی دانست تا به دیگران خود چه رسد ع
ہرکس بخیال خویش خبطے دارد"

آگے چلکر اس کے ایک شعر پر اعتراض کر کے طنزیہ فرماتے ہیں کہ" زہے شعور دشمنی کہ شاعری این و دعوی آن . . . . . . "

میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوآنہ کے لئے کہتے ہیں " خوش میگوید اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر گردیدہ"

سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف ' مجالس رنگین' کے تذکرہ میں لکھا ہے" بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز . . . . . . بزعم خود دران دخل بیجا کردہ . . . . باین ہمہ عیب ازین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ وسپاہانہ خواندہ است . . . . . . "

مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے " شاعرے بود بسیار خوب ' اما نہایت برخود غلط . . . . . . "

انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے ۔ شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی ۔ فخریے اور ہجویں لکھی گئیں ۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا ۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی ۔ ان کی سیرت واخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی ۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تزلزل نہیں کیا ہے ۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول ۔ شوخ اور ہنگامہ آرا تھے ۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنّف کا روّیہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کارفرما ہے ۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

" اما از انکہ بے عیب ذات خداست تعالیٰ شانہ اعظم برہانہ ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد قاسم ناتمام باین مسکنت مالا کلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد ' بنا بر مقتضای بشری اند کی شوخ طبع وہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدۂ لکھنؤ بمشاعرۂ مرشد

معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذاشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است وبمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک وسلاطین چہ رسد چہ برطراز دکہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطاے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست　　　در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" ص ۸۱/۱

ان الفاظ پر یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے :۔

" اگرچہ گلہ گذاری خاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرۂ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈھو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد نبذے ازان شرح دادن مضائقہ ندارد "

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع　درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (ص ۸۶-۲/۱)

اور اسی مصرع پر یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے ۔

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہوکر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آنے لگتے ہیں :

"باوصفے کہ والد جدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان برایں سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور ایں عین قصور و دیگر امور مستدعیہ مودت و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم ملایمت باطناب محل می کشند از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشمداشت پیش مے آید۔ ہے ہے غلط کردم و خطا کردم۔ جاے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ" (ص ۲۷۳/۲)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی۔ یار شتاب اور تلوار شتاب۔ شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے　　انوری نے دیا دیواں الٹ اے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن　　سن اسے ہو گیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے۔ اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشتاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے۔ اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا:

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے　　میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں　　گر نہ خم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص ۴۰۷-۸)

لیکن مصنف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ ناقابل قبول ٹھہرتی ہے۔

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میر) سے بھی خفا ہیں۔ خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں۔ الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنی "نخوت اور بد دماغی"۔ یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے۔ آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں۔ ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں۔

## آبحیات اور مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے۔ یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے:

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی، کا قصہ ص ۹۳ آبحیات، شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق - نکھن پاکباز کا ذکر ص۹۷ ، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲ ، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲ ، آرزو کی بدیہہ شعر خوانی ص۱۲۳ ، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۷۲ ، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادر شاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۰۵ ، شاہ حاتم کے بیشتر اور اشرف علیخاں فغاں وغیرہ کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۷ ، اسی تذکرہ سے منقول ہیں ؂

میرزا جان جان مظہر کے واقعۂ شہادت کے ذکر میں تو خود آبحیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں : " لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے - اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی " ؂

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے : " عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا - لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا " ( ص۱۴۴ )

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے - ان کی عبارت ہے : " ازانجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بوے ارزانی داشتہ بود طالبے ناحق شناس در ایام متبرکۂ عاشورہ بہ تعصب مذہب پے بحقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک — نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

بے گناہیش گواہی و بدے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلاے معلے علیہم السلام والرضوان رسانید ( ص ۱۹۹/۲ )

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں : " زعم بعضے آنکہ سرآمد شعرای فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است مرزا در پایئہ بیکران و میر نہریست عظیم الشان - در معلومات قواعد میر را بر مرزا ترجیح و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری " ( ص ۱۶۴/۱ )

سودا کا لطیفہ قائم علی امیدوار کے ساتھ ص۱۷۱ ، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو ہیں ص۲۲۲، میر خاں کمترین کا حال حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں،

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جذبات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنفِ گلِ رعنا کا بیان ہے :۔

''آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبّہ ہے'' ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے'' مگر جب اسکی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے'' (گلِ رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے ''سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بے دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبّہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے'' (آبحیات ص۲۱۶-۲۱۷)، اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیّل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے: ''از نخوت و خود سریش چہ نگارم کہ سینۂ قلمِ حقایق رقم می فگار د بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سر ہم نمی جنبانند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرا نمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین بر زبانش رود (ص۲۳)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے'' ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں: ''ولی شاعریست از شیطان مشہور تر'' میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصّہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آکر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں'' (ص۲۱۲-۲۱۱)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے: ''در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجوہاے متعددہ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ'' (ص۲۳)

"بنابر نوشتن میر در تذکرهٔ خود شاعر شان جلی التخلص به ولی را که وے شاعر ایست از شیطان مشہور تر ہجوہائے رکیکہ بواجبی نمود (ص ۱۴۳/۲)

"حقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر نخش ابلیس منش و شیطنت۔ بیر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پہ جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹۷/۲)

محمد امان نثار کے حالات اژدرنامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص ۲۱۸، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ : "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص ۲۳۶) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص ۲۳۷ مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوماچاٹی کہہ لیا کرو (ص ۲۴۱) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوماچاٹی' کی جگہ 'چوماچاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۵۵/۲)، میر حسن کے حالات ص ۲۵۳، میر انشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص ۲۵۹، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص ۲۶۲ - ص ۲۶۵) اور نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے ؂

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اولیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے ؂

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی" اور عزیزی محمد باقر سلطانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصّہ لیا ہے ؂

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے ؂

محمود شیرانی

# مجموعۂ نغز

# جلد اوّل

بسم الله الرحمن الرحیم

بیان فصاحت نشان که نظام جواهر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت
وجلال و تبیان بلاغت انتظام که انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلذار همیشه بهار حسن
وجمال باشد حمد و ثنای گویائی است جل جلاله وعز جماله که بی وساطت کام و زبان هزاران هزار ناطقه
را با هر کن گویا ساخت و بی یاوری لهاة و دندان سخن سنجان بی شمار را بفرمان یک سخن به تشریف نکته
پردازی بنواخت متکلمی که بخطاب لَنْ تَرَانِیْ دیدار جویان ارنی گو را کلیم کردار بصعقه ولا واد سخن گوی
که بالقاء کلمه حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم برآورد فصاحت کلمات عزت آیاتش
فصحای عرب را با وجود حرص بر معارضه عاجز ساخت[۲] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغای
بطحا و یثرب را با وصف کمال جهد و کوشش بمقابله اقصر سور از درجه اعتبار انداخته نکته سنجان جادو
طراز را چه یارا که در جنبش دم بسخن سرائی زنند که ما هو بقول شاعر قلیلاً ما تومنون سحر پردازان
مختلط بیان را چه روی سخن پیرا که در برابرش نفس از نکته پیرائی بر آرند که ولا بقول کاهن قلیلاً ما
تذکرون و جواهر زواهر صلوات زاکیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقی که چون زبان صداقت[۳]
بیان بدعوت خاص و عام برگشاد قفل قلوب قاسیه اکثری از اهل عالم به مفتاح همت درگشاد کاملی

---

۱ ا، ا، توامان ، ۲ ا، ا، انداخته ، ۳ درفشان ا، ا،

که به لسان صداقت ترجمان انس وجان را بخوان ایمان صلا در داد - غشاء عیون پوشیده بیشترے از ارباب دنیا بدست قدرة بباد فنا ور[1] داد - سخنش از سخن آرائی سخن آرایان امتیاز دارد بصدده که ما علمناه الشعر وما ینبغی له - معاندان را به ظنون فاسده در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار بس زبون که ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون مخالفان را بنا بر عدم سرانجام نبذے از محاسن آن داغ کذب و افترا بر جبین که فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صادقین ولآلی با آب وبهاے دریاے مدح وثنا آرائی و دراری با صفوة وصفاے فلک منقبت وصفت پیرائی فداے متکلمان کلمه حق مظاہر اسرار ناطق مطلق اراکین بارگاه عرش اشتباه نبوت اساطین ایوان گردون نشان فتوة معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطهار خیر الناطقین که شکوه یکسر ستوده کنایان بدیدهٔ حضور سراپا سرور ایشان ناپیدا وگم که ندع ابناءنا وابناءکم وذات ستوده صفات ہریکے از ینها مطرحے است مر انوار طهارت و پاکی را که انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا واصحاب کبار سید المتکلمین که آن یکے افضل نوع بشر بعد انبیا ومشرف بشرف ثانویهٔ حضرت خیر الورا قاله الله الملک الجبار ثانی اثنین اذهما فی الغار وآن دیگرے مستعد نبوت اسود واحمر که لوکان بعدی نبیاً لکان عمر کافی باکفائیة دین[2] ختم النبیین که حسبک الله ومن اتبعک من المومنین عزیزے از ایشان سرو فتر اصحاب بیعة الرضوان قلب خدا را آگاهش[3] بتعلق قلع وقمع کفرهٔ فجره که اذ یبایعونک تحت الشجرة وافر تمیزے از آل اہل ہنر ہارون حضرت خیر البشر مختار کار سرکار جناب مصطفےٰ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ جوانمردان دریا دل را ہادی ورہنمون که یؤتون الزکوٰة وهم راکعون موالی اہالی منزلتش را دوست ذو المنن بحکم وال من والاه عادی ایادی کوتهش را حق دشمن بفحواے عاد من عاداه مصابیح مسالک قویم دین وشموع طریق مستقیم یقین[4] غیرهم کلهم که اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم -

اما بعد میگوید بندهٔ ضعیف نحیف دریوزه گر طلاب جهان خوشه چین خرمن سخنوران مصطفوی

[1] برداد ۱ - ۱ [2] دین متین ۱ - ۱ [3] خدا آگاهش، در هر دو نسخه [4] تعین ۱ - ۱

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابوالقاسم
امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[۵۱] بہ میر قدرت اللہ قادری عفی اللہ عنہ و عن والدیہ و احسن
الیہما و الیہ کہ این ہرزہ کارنامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ دراے شوخ شنگ آشفتہ راے بے
ربو و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سربسر خودی خیرہ سر پر بے خبر پریشاں برون خراب
اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہردانی و قاصی از بدو تکون شعور و ابتداے تیسر دریافت امور[۵۲]
با وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ شوق سخن سازی و ذوق نظم آرائی
در سر داشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے
از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مآل[۵۳] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار بہ بخت
گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنا بر رفیق ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب
مالیق اقدام بر این امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ روزے میمنت افروزے باشارۃ بایشارۃ ملہم غیبی کہ بروش
ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی و الاتمام
من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد با وصف تشتت بال و تفرقہ حال کمر ہمت
بہ سرانجام مکنون خاطر[۵۴] قدیم و انصرام ما فی الضمیر دیرینہ بربست و بدستیاری قلم جواہر رقم و پامردی
کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی این گلستان بے خس و خار شروع رفت
اما بناء علی ما مضی اتفاق تسوید این حدقہ دانش و حدیقہ بینش بسیار کم می شد و مدت مکث[۵۵] این
جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت نہائت بطول کشید گاہے حسب
الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیاں بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین نجا نجا ملبس
بلباس فاخرہ تحریر و ردا پوش کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از جزودان فراموشی بیروں کشیدہ شاہدان
مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک محلے بحلی ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم
تا رفتہ رفتہ در سنہ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب
حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و شدہ شدہ بروز سعید عید الفطر بر ذکر[۵۶]

۵۱ المشتہر ا۔ ب، ۵۲ آمور ا۔ ب، ۵۳ مآل ا۔ ب ۵۴ خاطر و انصرام ا۔ ب، ۵۵ بحث ا۔ ب،
۵۶ دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

متضمن گردیده به اختتام گرائید و هرگاه از نظر عنایت اثر بعضے از راست طبعان نصفت شعار وخردمندان دانش کردار که راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی ودانش پژوهی آن معادن ذکا جبلّی گذشت و پسند خاطر دریا مقاطر و مرغوب طبیعت اشفاق طویت ایشان گشت ازانجمله سخن آرای فصاحت نشان نکته پیرای بلاغت توامان سحر بیان جادو طراز شیرین زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نهاد دشمنی دشمن مودت بنیاد والا منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاه سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدهٔ صاحب دلان محسود اهل حسد الملقب به میر علیخان المتخلص به سید میر میدان هنروری و سخن آرائی المخاطب به خطاب مستطاب سید الشعرائی به دو تاریخ گزیده که یکے را ازان که سالم است و مادهٔ وے مجموعهٔ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را که بحسن تعمیه که لفظ بو را از بوستان سخن بآئین بهیں و روش گزیں تخرجه فرموده در قطعهٔ فارسی که از عنایات بے غایات خود ایں هیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکه عیب را حبیب هنر دارد و نقصان را دوست کمال پندارد از هرچه تمامتر ستوده برشتهٔ نظم کشیده درخورده

## رباعی

سیّد قاسم کلام نغزش همه مغز ... تخص سخنش را نه گزند پا لغز
چوں تذکرهٔ ریختة فرمود رقم ... سیّد تاریخ گفت مجموعهٔ نغز
۱۲۲۱

## قطعه

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم ... خدیو کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صورت و معنی ... چراغ بزم هنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرهٔ شاعران ریختہ گو ... که شهد معنی شیرینش ریخت شان سخن
ز بوستان و گلستان حکایتے باقیست ... حضور رونق ایں باغ بیخزان سخن
به سید آں گل باغ قسیم نار و جناں ... که هست قاسم هر نعمتے زخوان سخن
خطاب کرد که آیا کدام سال است ایں ... که یافت است[له] در و نظم ایں جهان سخن

له ثبت ۱۰۱۱

جواب داد کہ گل میکند بر اوسالش    سخنورے کہ برد بو ز بوستان سخن

و دوست یکرنگ سراپا ہوش و فرہنگ سخن سنج عالی فطرۃ نکتہ طراز صاحب خبرۃ فصاحت بیان معانی آفرین بلاغت نشان مضامین آگین خلاق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف خوش فکر پارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب فطانت انتساب دریا دل فتوۃ توامان المسمیٰ بہ ثنا اللہ خان سراپا اتحاد و وفاق المتخلص بہ **فراق** بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرجان **مجموعۂ انتخاب** مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سرید **باغ گل** معنی ظفر یافتہ

## قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ایں تذکرہ    ابوالقاسم استاد عالی جناب

فراق از سرجاں بتاریخ آں    خرد گفت **مجموعۂ انتخاب**

۱۲    ۲۱

## قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم    روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنے

ہو غنچہ نمط سر بگریبان تفکر    ہاتف سے کیا تب ہیں سراغ گل معنے

دی اونے ندا یہ کہ سر بلہ کو قلم کر    تاریخ میں پھر دیکھ تو **باغ گل معنی**

و برخوردار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنوری[۲] دری[۲] فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقویٰ سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سترہمہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموز بے زبانی صاحب درد درد رس اہل دل مسیحا نفس محبت قران عزت نشان فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ **عشق** مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مد عمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دراں بہ تعمیۂ روی دیدہ وری باغ و بہار است انشا و نمودہ وھوہذا

## قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف    فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار

خدیو ملک فصاحت سر آمد شعرا    خدایگان بلاغت طبیب حلم شعار

امیر نطق و بیاں خسرو سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار ورق ۵
صفا منش ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت نپٹ ہیں خوش کردار
یہ طبع عالی ہیں انکی بہری ہے رنگینی — کہ عندلیب زر گل کرے ہے جس پہ نثار
بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار
کہ منصفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال[1] سے کرتے ہیں یاں سبھی اقرار
کمال اونکے رقم مجسے ہو سکیں کیونکر — ز مور وصف سلیماں نمی شود زنہار
ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار
غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کالک گوہر بار
لکھا وہ تذکرۂ ریختہ بہ رنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حد بیکار
ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار
پھر اونے اوس گھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار
تو اس حدیقۂ معنی کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار
کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ عشق باغ و بہار
١٢ ٢١

## تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سر بسر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چندے اشعار ایشاں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر فاتر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتاد[2] ناچار ہماں رطب یا یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

[1] حلال ا۔ ا، [2] افتادہ ا۔ ا،

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[1] و بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بہ یک جا فراہم آوردن ہم تخلصان صاحب شعور انسب دیدہ ازاں کمتر تخلف گزیدہ امّا نام نامی شاہ عالم پناہ جم جاہ و اسم سامی آں گردوں کلاہ انجم سپاہ سرِ دفتر جملہ و پیشروے ہمہ گردانید والآن نستعین بالمعبود و نشرع فی المقصود واللّٰہ المستعان و علیہ التکلان ۔

# مقدّمہ

در بیان بدو ظہور شعرای ذو فنون و ابتدائے بروز کلام موزوں و تبیان برخے [ از بزرگی و ] سخن آرائی و بلند پایگی [ نکتہ ] پیرائی و ذکر نبذے از احترام اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن ۔

پوشیدہ نماند کہ حوادث آباد این خاکدان جاے است کہ راہ و رسم جہانیاں بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[2] است کہ بہ انقضاء اندک زمان و در گذشتن قلیلے از اوان متغیّر گردد السنۂ اہل دوران از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غیرا زبانے[3] دارد و ہر قطعۂ از قطعات زمین بیانے پس بہتر[4] زبانے کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ پابند شعر نامند مگر آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گویندہ بداں شعر مراد ندارد و ازینجاست کہ کلام اللّٰہ تعالےٰ شانہ مانند لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا و کل حزب بما لدیھم فرحون و در ثانی اثنین اذ ھما فی الغار و ما یلیہما و سخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب و لا خیر الا خیر الآخرہ فا غفر للانصار والمہاجرہ و ما بینا سبہا را شعر نگویند ۔

و گویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیر گشتہ آنست کہ ابوالبشر

---

[1] ا.د میں یہ عاطفہ نہیں ہے [2] معانی [3] زبانے ا.د ، [4] ہر ا.ا ،

علی نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اعجاز نشان بزبانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ وےرا برادرش قابیل کہ اوّل من سن القتل در شان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے بسیار حسین ولس صاحب جمال و توام قابیل و بروے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنوے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام آکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام و رواج تمام داشت و در زمان سعادت توامان حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیت حسّان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعرائے اسلام است [ و موید بتائید دعائے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہم ایدہ بروح القدس ] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجّار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بنیان کلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خود می نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا من التحیات اکملہا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخوان شعر تو از تیر گزندہ تر است در دلہاے ایشاں

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلاے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقت الحال

امّا شعر فارسی پیش از ظہور ملّت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوستہ لاکن در افواہ افتادہ اول کسے کہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گویند کہ وے محبوبۂ داشت شیریں شمائل نیکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

---

ط مذکورہ ا۔ ۱ ؎ ۵۲ کوبیدوے ا۔ ا ؎

بحسن خطاب بر و جواب مبادرۃ می نمود روزے بہرام شیرے را در بیشۂ بہردو گوش گرفتہ پیش کشیدہ برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں تہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ

ازانکہ ہر سخن بہرام را دلآرام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چہ داری و در مقابل ایں در بے بہا چہ نقد سرہ می آری دلارام بدیہہ [بر زبان گوہر] فشان گذرانید ع

نام بہرام ترا و پدرت بو جبلہ

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و بحکما عرض داد تا در قانون نظم بند کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل کہ بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممتنع گشتہ مندرس شدہ باشد و در ایام دولت بنی امیہ و خلفاے عباسیہ شعر عربی خاصہ قصائد بدرجۂ اعلیٰ مروج و شائع گشت اما شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکہ یعقوب لیث صفار [حقوق] دیرینۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہیں پورش کہ جوز می باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیر زادہ نا امید بنشست بعد لحۂ بحرکت قہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنہ امیر بر سرش ایستادہ تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود کہ ایں از جنس شعری نماید کہ دل میربایدا بو دلف[1] و بنت الکعب ہرگاہ بہ تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج دیرا در یافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش بہم رسانیدہ بیتے قرار دادہ بیتے دیگر گفتہ گفتند کہ ایں چار مصرع را رباعی میتواں

---

[1] دولتشاہ کے ہاں " ابو دلف عجلی و ابن الکعب " ہے ۔ صفحہ ۳۰ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براؤن ۔

گفت ازاں پس علما و فضلاے دوراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع
سخن [ اشتغال ] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیان[۵۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار
بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالےٰ عنہ سرآمد شعراے عجم گشت امّا غزل
کسے نمیگفت و ایں درِ بے بہا برشتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا دراوان خجستہ نشان آنالکان
پیش خرام دل پاکان اعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستاں سراے
گلزار ہمیشہ بہار سرائرُ لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [ رہ نوردان ] مسلک اللہ [ صورت
زہد ] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہرورد
گیہان خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن
ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و از اینجا است کہ وے را روح اللہ
روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند امّا شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع
گاہے از طبع دُرریز طیب[۵۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت بادشاہ کشور عرفان و معرفت
نازل منازل عزّ و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردونِ اقتدار مضمار خدا
ورق ۸ آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن
سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید
بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب
بہ ترک اللہ مظہر تام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ
تعالےٰ اسرارہم ہم ریختہ [ و ] اشعار [ متعددہ ] علی اختلاف الروایتین از قدوہ متغزلان علیہ
الرحمۃ والغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمۃ ستار العیوبی بظہور پیوستہ امّا گفتن سخن از ہر دو
و تدوین دیوان مروف یکسر از شاعرستان جلے المتخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد
آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکھنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ ہم شاہ
مبارک ] آبرو و غیر آں نیکو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

---

۵۱ سامانیاں چاہیئے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے ۔ ۵۲ طیبت ،

بہ نکتہ پیرائے ہنر گستر مرزا جان جان مظہر رسید و لی علیہ الرحمۃ این زبان را بجز اط کشید اما [ سر آمد سخن سنجان ] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیہم الرحمۃ من اللہ السمیع البصیر انچہ گفتند ع

چہ بگویم نمی توان گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشان صورت بست و نقش [ سخن پرور و فصاحت طراز از تگ و دوا ایشان درست نشست و ] طریقے کہ بزمان ما بظہور رسیدہ و بمعاملہ موسوم گردیدہ [ بآنکہ بعضے [ بزبان ] نسوان سخن گویند و دریں سرزمین رخش ہمت می پویند انچہ ہست ہست و مخفی نماند کہ منجملۂ بزرگیہاے سخن طرازی و بلند پایگیہاے نکتہ پردازی [ قطع نظر ازاں کہ ان من الشعر لحکمۃ در شان سخن خوب وارد شدہ ] آنست کہ قبل از ظہور نور دین متین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت و ارتقا بمعارج بلاغت از اعاظم فخرہاے عرب و اعالی افتخارہاے بطحا و یثرب بود چنانچہ قصۂ تعلیق سبعۂ معلقہ بر در بیت الحرام زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [ بعد افشاے ] خیر الکلام و عاجز آمدن [ فصحا ] از معارضۂ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا از مقابلہ کوتہ ترین آیات آسمانی اظہر من الشمس الظہیرہ و اشہر من قصص شہیرہ است و بر راے دانش آراے ارباب خبرۃ و دیدۂ بینش گزیدہ اصحاب بصیرۃ ظاہر و ہویدا است کہ زیادہ ازین بزرگی سخن آرائی [ و برتر ازیں بلند پائگی ] نکتہ پیرائی چہ خواہد بود کہ شکنندۂ کلام خدا و قدر شکن آن سخن رب الورا است جل جلالہ و عم نوالہ و معہذا ارکین قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفٰے علیہ من الصلوٰۃ اذکاہا و من التحیات اوفاہا مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشتہ و بیشترے از اشعار دُربار معرفت بار از زبان کرامت بیان قبلۂ [ اہل ] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زہرا

---

نسخہ رسیالورا ہ۔ہ۔

ورق ۹ امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ بمنصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف الٰہی و مشحون اسرار فیض ہائے نامتناہی بداں حضرت منسوب گردیدہ و سیدۂ نساء عالم و عالمیاں بلکہ خواتین جہان و جہانیاں ذریعۂ مجرمان امت شفیعۂ عاصیان فاصرہمت بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [ نبوۃ ] انتساب انشاد فرمودہ و اکثرے از علمائے دین و عرفائے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [ علما و رئیس ] شافعی [ بن ادریس ] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ و مثل صاحب دو زبان پیشوائے انس و جان امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالٰی اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی و سخن آرائی اشتغال نمودہ

دانا و آگاہ باشید کہ [ عزت ] و احترام شعرا و عنایت جائزہ و صلہ بایشاں از اکابر دین و دنیا و سرگردگان این جہان و عقبٰے بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ بہزاراں ہزار مرتبہ از بیداری ما فائق و بہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت ایاب [ صلوۃ اللہ علیہ و سلامہ ] بعطائے چادر سر افتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی الفور از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود باعجاز نبوی نجات یافتہ و صاحب قصیدۂ بانت سعاد بسعادۃ اصلاح آنحضرت کہ بجائے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستسعد گردیدہ و چادر مبارک در جائزہ یافتہ بمآرب دنیوی و اخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم آنسرور بمدینۂ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کناں استقبال نمودہ آں جناب بعد فرود آمدن بسرائے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ و ارضاہ بعنایت حصۂ از رہ آورد عزیزان آں کنیزان انصار را بخشیدہ بانعام قراضۂ زر از جیب خاص ہریک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور و شجاعت نہنگ دریائے پردلی و شہامت رکن رکین دین متین اصل اصول شرع مبین صورۃ [ بطش ]

---

سلہ ابو الغریب ۱۰۱

جبّار معنے اشداء علی الکفار، فاروق اعظم [ اعدل ] منظم قاطع خارین اہل نفاق قالع قلاع فارس[۱] و عراق فاتح روم و شام پشت پناہ اسلامیان و اسلام امیر المومنین قاتل المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ و ارضاہ غازی گردوں عمامہ مجاہد کذّاب یمامہ غازیان شام را سرسپاہ المخاطب بہ سیف اللہ بصف شکنی کفرہ فجرہ یکتا و وحید خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ شاعرے را بصلۂ فراوان و جایزۂ شایگان خوشدل و شادان گردانید اگرچہ از حضور پُرنور خلافت و پیشگاہ عالی جاہ امارۃ بدیں اسراف و کشادہ دستی مخاطب و معاتب گردیدہ و در زمان شقاوۃ بنیان ہشام بن عبدالملک بن مروان علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ وبرکاتہ از فیض مدحت طرازی و برکت منقبت سازی جناب امامت انتساب شاہ ملائک خدم و شاہزادۂ کروبیاں حشم مقتدای صلحاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیہ صاحب مقامات سنیہ [ دین و دنیا پناہ ] ابن رسول اللہ قبلۂ امت خیرالانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی نسب سجاد لقب مورد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع المجرمین زین العابدین امام المحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما وکرم اللہ وجوہہما باآنکہ [ ذخیرہ اخروی اندوختہ ] بحصول گلگونۂ جائزۂ [ نما ] یاں چہرۂ مقاصد دنیوی ہم افروختہ و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چون ہشام بدسر نجام بنا بر اژدہام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید و ازاں [ روخائب وخاسر ] برگردید [ جاے بنشست ] کہ خاص و عام از پیش روے وے میگذشت بیک ناگاہ بعزم تقبیل حجر [ پیشواے ہر ] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چہارم سلام اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ آں سرزمین را بفرقدوم کرامت لزوم خود رشک باغ جنّان و محسود روضہ رضوان میکند و بمجرد استماع طرقوا گوئی [ موالی ] آں دیں پناہ و بہ محض مستعد گشتن بدیدار فرحت آثار آں والا دستگاہ خلق اللہ تعالےٰ بحرمت لائق و پسندیدہ راہ میدھد و بعزت

---

[۱] ب۱. د۔ میں فارس و عراق مرقوم نہیں + [۲] تمامہ +

ہرچہ تمامتر پیش می آید تا شاہزادہ خود را آسودہ و فارغ البال بمقصد می رساند و بہ
تقبیل حجر فائز میگردد بمشاہدۂ این حال و بمعائنہ این جاہ و جلال سرے از
سران بے سر و پا پایان شام کہ گرداگرد ہشام حلقہ زدہ نطاق بندگی آں جبار نابکار
بر میان جان بستہ نشستہ بودند متفحص حال خیریت مآل شاہ عالی مقام غلمان غلام
میگردد ہشام بد انجام بہ تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینۂ دیرینہ بحکم ختم
اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ دیدہ را نادیدہ انگاشتہ و
شنیدہ را ناشنیدہ پنداشتہ دیدہ و دانستہ بر جوابش ملتفت نمیگردد از اتفاقات
حسنہ فرزدق عالی تبار ع

کہ بادا بر و رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود در ضمن قصیدۂ کہ بمدح امام صاحب فتوۃ و منقبت اہل بیت نبوۃ
[ بدیہہ ] میگوید بجواب آں شوم شامی سرمایۂ بدنامی مبادرۃ میجوید و مورد تحسین
حاضران و موقع آفرین ہائے خویش و بیگانگاں میشود و بامر نفس امارہ ہشام زشتی فرجام
بزندان خانۂ وے محبوس میگردد و در اندک فرصت باعانت عنایت اہل ملت رسالت
نجات یافتہ بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش
ورق ۱۱ احوال دوازدہ ہزار درم بصلہ مدح طرازی و جائزہ منقبت سازی بوے میرسد و وے
معروض میدارد کہ این ہمہ مدح سرائی و جملہ منقبت پیرائی برائے ذخیرۂ[1] اندوزی اخروی
است حطام دنیوی منظور نظر دوربین این کمینۂ غلام اہل بیت نبی السلام نیست فرمان
واجب الاذعان آں والا نژاد عالی نہاد بانی مبانی مرسومات آبائے کرام محی سنن اجداد
ذوی الاحترام عز صدور می یابد کہ ما اہل بیت نبوت ہرچہ بہر کس انعام میکنیم باز
پس نمی گیریم فرزدق با وصف درک سعادۃ اخروی بہ قبض زر تسلیم نمودہ بہ نعمت
دنیوی ہم میرسد بالجملہ در ایام سالف عظمت این فن و تعظیم اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ بود

[1] زخیرہ در ہر دو نسخہ

وہریکے از ملوک وسلاطین واغنیا صاحب تمکین انعام وتکریم این طائفہ را فرض عین پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلدار یہاے شعرا وکام روائیہاے ایشان بمرتبہ [قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت وبخانہاے اولاد طلحہ کہ بطنے است از ایشان وارد گشت ایشان قدومش را غنیمت شمردہ ما حضرے لائق پیش کشیدند[۱] و بشرط اعزاز واکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے بواجبی رسیدند مشار الیہ دلخوش شدہ بمدح شان بیتے چند انشاد نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند [گزیدہ یا سہ] غلام چوپان کار دیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر خواہی فرمود اصمعی چوں بمجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصالی ایشان رطب اللسان گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ این چنین [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و از بساط خلافت مہجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشان پرداخت وبمناصب مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[۲]] با اصمعی در میجوردند میگفتند کہ [ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام خجستہ فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [شبل] الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا وشعراے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن علاء کرمانی کہ یکے از صنادید کرمان ووزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر بصلۂ آں بوے رساند و ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نباید انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می باید و خزانہ من بداں وفا نمی نماید این خود بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلیبان این بوستان باید دید کہ بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذوالفقار خاں مہرور یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود وشاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ برباد داد و یا بندے[۳]

---

[۱] برکشیدند ۱۰۱ ، [۲] اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے - ۱۰۱ میں اسدیاں بنایا گیا ہے +

فیلبان فیل بوے بخشیدہ باد بمشت به کلبۂ خود رسید
و[۵۱] در شعرای عجم استاد رودکی را امیر نصر[۵۲]الدین سامانی صلۂ کتاب مستطاب
کلیله دمنه هشتاد هزار درم نقره بخشیده - امیر عنصری بعهد نصفت مهد سلطان ق ۱۲
محمود سبکتگین انار الله برهانه بمرتبۂ امارت رسیده - سلطان جلال الدین سلجوقی
امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[۵۳] - حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاه
طاب الله ثراه فیضی فیاضی را پایۂ امارت عنایت فرمود[۵۴]
اما از آنکه این فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصه میرزا حسین و میر علی
شیر نوائی علیهم الرحمت والغفران بدست جاهلان افتاد هجوم عامیان مرتبۂ این فرقه را
شکست فاحش داد ع

هر چیز که بسیار شود خوار شود

بهر حال در آنوقت خود گذشت آنچه گذشت که الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زنده گویم مرده در گور

از حال این زمان چه برطرازم و از قال و مقال این دوران چه بنگارم که درین ماتم
خامه سینه چاک نموده جامه سیاه میکند و کاغذ جگر پاره فرموده شکن بر پیشانی می افگند
بهر سو که می نگرم شاعرے می بینم و بهر [طرف] که گوش فرا میکنم زمزمۂ شعر می شنوم
و طرفه اینست که با همه نا اهلیها[۵۵] هر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را همسر بلکه
برتر از دانایان این فن می شمرد بیت

زهرۂ مردی نه و با شیر مردان در مصاف

رتبۂ کاهے نه و در جلوه با سرو سهی

و معهذا قدردانی هم بدرجۂ رسیده که اگر استاد رودکی هشتاد هزار کلیله دمنه بر

---

۵۱ واز ا۔ ا۔ ۵۲ نصیرالدین ا۔ ا۔ نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی سنہ ۳۰۱ھ۔ و ۳۳۱ھ سے مراد ہے ۔
۵۳ نموده ا۔ ا۔ ۵۴ فرموده ا۔ ا۔ ۵۵ نااہلیان ہر یکے ا۔ ا۔

روے کار آرد پشیزے درجائزہ نیابد و خاقانی [شروانی اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیمانہ بگوناگوں صنائع بدائع در مدح کسے سرانجام دہد واشے[1] درصلہ آں بدو نرسد بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہر کیف اللہ بس و باقی ہوس +

---

# حرف الالف

درطی این حرف ذکر شصت سخن گو کرسہ کس از ایشاں **آرام** تخلص میکنند و دو کس **آشفتہ** و چار عزیزبہ **احمد** متخلص اند وسہ بہ **احسن** و دو کس را **ارمان** تخلص است و [دو] را **اصغر** و دو شخص را **افسوس** تخلص اختیار افتادہ و دو را **اکبر** و دو بزرگ **امیر** تخلص گزیدہ اند وسہ **امین** اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعراے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہا شاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ

یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[2] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[3] بیگ و یک قطعہ دو بیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ

# آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فر دارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طراز ندہ سریر گورگانی فرازندہ دیہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفہ

---

[1] درمے ا.ا  [2] است ا.ا میں درج نہیں  [3] ا.ا. میں عظیم مرقوم نہیں

الرحمن ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی است خلداللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ و احسانہ از آنجا کہ حسب و نسب آن خاقان گیتی ستان اظہر من شمس الضحیٰ و روشن تر از آفتاب نصف النہار است شبدیز قلم حقایق رقم را از ان جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار تسطیر شمۂ از اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچہ اقدام بر ایں امر خطیر خالی از بلاہت و عاری از نادانی نیست ع

کہ وصف سلیمان نہ آید ز مور

امّا نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادۃ مطلقاً ازاں پہلو تہی کردن شومی و بے سعادتی است ـ مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بہبودش موجب صلاح و فلاح جہان و جہانیان خاطر ملکوت مآثرش پیوستہ مصروف احوال رعایا ضمیر ہدایت تنویرش ہمیشہ مشغول پرداخت برایا زبدۂ احیان ہمایونش برضا جوئی حضرت احدیت موصوف خلاصۂ اوقات مبارکش بہ پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے ازاوان شبا روزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدیں شغل شریف کہ عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریختہ سنکرۃ بود خواہ بھاکا صرف می شود دریں ہنگام عشرۃ آغاز فرحت انجام شطرے از نکتہ سنجان شیریں زبان و برخے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف میگردند[۱] وبحکم ارفع اعلیٰ اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در دیوان خاص بہ وقت معینہ سعادت اندوز خدمت گشتہ [نہ][۲] در رغرر ہر گونہ اشعار آبدار سامعہ افروز آں خدیو ہفت کشور می شوند و از کلک جواہر سلک آں شہسوار عرصہ شاہنشہی دیوان فارسی و ریختہ مکمل و مردف مشتمل بر قصائد و ورق ۱۴

۱؎ میگردد ر۔ا۔ ۲؎ نسخۂ اصل میں 'نہ' ہے

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصہ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلم ببیت و یک عدد ازاں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لوء لوء ایست لا لا و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کلک خود تیمنا و تبرکا منظم می سازد والسلام لجنا بہ دام ملکہ سلہ

آوے جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

---

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پر سلہ
ہوتا ہے منہ رقیب کا کیا لال دیکھیے

---

منہ کرے کس وجہ دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے

بید مجنوں خاک میں ملجاے ای لیلےٰ منش
باغ میں نکلے اگر تیری کمر کے سامنے

تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھینگے دھونی تیرے در کے سامنے

---

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

---

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

---

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کار فرماے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا

خوب سا سید ھا نے لگا دیکھ اے سرو چمن
اوس کی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

---

سلہ پھر ۱۰۱ سلہ طرح ۱۰۱ سلہ اوس ۱۰۱

جالگیا پروانہ جسدم رشتہ الفت کے ساتھ خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا
طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا
اپنی قسمت میں ازل سے تھی لکھی سرگشتگی گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا
واہ وا رحمت ہے مجکو اور اوسکو آفریں راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا
دستگیری بھی نہ کی تونے کہ جوں نقش قدم خاک میں میں تیری خاطر اے توانائی ملا
سرکشی اے چرخ مت کر دیکھہ پیش آفتاب خاک میں ساری یہ دیگا تیری خودرائی ملا

---

تصور ترا جسکو اسے یار ہوگا اوسے [غیر سے] کب سروکار ہوگا

---

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو بات میں ہم سے خفا ہوگئے لو اور سنو
آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھو گے دل اوس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

---

صنم کے نازنیں پاؤں میں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

---

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی مکھڑے پہ اوسکے صدقے ہی جاتی ہے چاندنی[۱]

---

# آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

---

[۱] نسخہ ۱۰۱ میں اشعار بالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں +

وازمشاهیر شعرائے عهد آسوده مهد حضرت فردوس آرامگاه انار الله برهانه ورق ۱۵
واز معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب
رواج آں وقت بیشتر بایهام گوئی صرف [ همت ] می نمود - وجود الفاظ منکره
وعدم مبالات تنگی الفاظ و جواز قافیۂ سین و صاد و امثال آں در کلامش و
وکذالک در اشعار معاصرانش زیاده براں است که به تحریر در آید - امّا در
شاعری ایں بزرگان علی تفاوت المراتب هیچ شک شبه نیست - رواج یافتن
امرے در عهدے که مرغوب الطبع اہل عهد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعشقون[1] مذاهب

با میر مکهن پاکباز فرزند ارجمند سید شاه کمال بخاری سرخوش داشته چنانچه
در بعضے از اشعار خود باظهار آں همت گماشته بالجمله اشعار یکه آں مرحوم بیاد
زمانه در داد بست و دو شعر ازاں در ینجا ثبت افتاد منه عفی الله عنه ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں لبا ہوا

---

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے بھرتا ہے پتلا خاک کا

---

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

---

کنجی اوسکی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاشے[2] کا

---

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جاں کچھ پانی[3] مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

---

۱ یعقون ا۔ا۔ ۲ تباہی ا۔ا۔ ۳ باقی میری،

مجلس رنداں میں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

---

کون چاہیگا [گھر بسے] تجکو    مجسے خانہ خراب کی سی طرح

---

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندہ کر

---

کھن میاں غضب ہیں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

---

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے[1] ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

---

یار و خدمتگار خاں خوجوں کے بیچ    ہے تو مشتثنا و لیکن منقطع

---

سر سے لگا کے پانو تلک دل ہوا ہوں میں    یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

---

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

---

[1] کہیں ۔ ا ۔ ا ۔

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہوے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

---

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے    کہاں ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے

---

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہاے زمانے کدھر گئے

---

اب دین ہوا زمانہ سازی    آفاق[1] تمام دہریا ہے ✓

---

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

---

شور ہے اوسکی اشکباری کا    آبرو چشم تر قیامت ہیں[2]

---

ورق ١٦ سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ    کرے کیونکر نہ مجسے چشم پوشی

---

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے    دینے کے تئیں شہادت انگشت آہ بس ہے

---

تخلص آبرو برجا ہے میرا    ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[1] آقاہی ١.١.    [2] ہے و.و.

# آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جادو طرازان سحر بیان و استادان نکتہ دان خاک[1] پاک ہندوستان و صاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم و حلم آراستہ بزیور دانش و بینش پیراستہ - باوصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود - بر کتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور داشت کہ درس شرح [ مطالع ] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ دراں اوان مروج بود میداد اما چوں طبع نقادش بیشتر میل بہ شعر داشت بہ شاعری نام بر آورد - دیوانے در جواب بابا فغانی و دیوان دیگر در جواب کمال خجند بہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از مہر حسد بانفس الامر از وحسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان حکم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت و کتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور ظاہر است و ہویدا - پیداست کہ انصاف و تامل امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر دیگر نسخہ پرداز[2] الہام گوئی میاں آبرو و سرآمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سودا و مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر منجملہ فیض اندوزان آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمثابۂ کہ علماء اہل حق راہ امت برکاتہم عیال امام ہمام قبلہ انام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگویند اگر شعرائے ہندی زبان را عیال خان آرزو گویند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

---

ف[1] ا. ا. میں 'خاک پاک' درج نہیں ٭ ف[2] سخن پرداز ا. ا. ٭

یکدو بیت از طبع عالیش سرمی زد بہرکیف ہفت شعرو یک بند خمسہ از زادہ ہاے طبعش درّ اینجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملک دل غارۃ کیا    کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

---

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو    کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

---

تجھ زلف میں لٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
بیکار ہے اٹک نہ رہے دل تو کیا کرے

---

رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

---

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے    در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے ورق ۱۷

---

مرزا محمد رفیع سودا ایں بیت را در تذکرۂ خود بایں طور ثبت فرمودہ ؎
اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے    آئینہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

---

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

## حکائت

روزے درمجلس مشاعرہ کہ درخانۂ خان موصوف انعقادمی یافت میرزا محمد رفیع

---

لہ اینجا +

سودا غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساخته بر خواندن آں [ بہ شدّ و مدّ
تمام ہمت گماشت ] اتفاقاً احدے از حضار مجلس [ براں نرسیدیا ] از خوف مترجم کہ
[ بہ ادنیٰ ] سبب بے محابا ہجو ہر کس میپرداخت سکوت [ ورزید ] خان تحسین بلیغ فرمود
و در اثنائے توصیف [ بدیہۃً ] بر زبان روشن بیان [ جاری نمود کہ ] ؎

شعر سودا حدیث قدسی ہے　　　لکھ رکھیں چاہیئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار بر خواستہ[2] بر سینۂ خان چسپید و سخن بمزاح و طیبت کشید۔

## دیگر

روزے جوانے سر [ اپا ] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لا ابالیانہ از پیش
او درگذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [ سحر
بیان ] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہو کے بڑے آدمی ہوے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سودا نقل میکند مولوی ہدائت اللہ
ندرۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ و من آں قصیدہ را [ خمسہ ] نمودہ [ ہجوش ] کردہ
ام مطلع آن را خان آرزو تضمین فرمودہ و آن [ اینست ] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ　　　کب کہا میں قتل کر مضموں کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سُن کے میرا ریختہ　　　خون معنی تا رفیع باد پیما ریختہ
آبروے ریختہ از جوش سودا ریختہ

---

[1] ا۔ ا۔ میں 'بیچارہ' ہے۔　　　[2] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔

# آرام

تخلص سہ کس [ بمن ] رسیدہ

اوّل - راے پریم ناتھ کھتری پیشکار تن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [ اقتدار ] در تیر اندازی مہارت تمام و در خوش نویسی دسترس تام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ بروبہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ ہیچکس ] در عہدش بہ پختگی و خوبی قلمش [ نمی رسید ] و عالمے از و استفادہ میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار دریں ہر دو کار عالی مقدار صرف کردہ قلم ہاے واسطی و وصیلہاے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہاے لاہوری و لیبہاے گجراتی و سواے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذہ تکلیف می کرد در ورق ۱۸
انشا پردازی ہم دستے داشت در آخر ہاے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد رو داد در [ مومن ] آباد بندابن کہ از معابد مقرریہ ہنود است سکونت ورزید و ہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [ سرمیزد ] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نمودہ و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [ تخمیناً ] تدوین فرمود و ایں دو[1] بیت ازاں کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر برکشیدہ ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا ۔۔۔ دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون غمخواری کرے آرام کی ۔۔۔ ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[2]

---

[1] ۱.۱. میں لفظ "دو" پر قلم کھینچ دیا گیا ہے ؛

[2] ۱.۱. میں یہ شعر داخل نہیں ہے ؛

## دوم

آرام (۲)

خیر اللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیرگران آنجا با پسر شمر و فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں والمتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد درعین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [برداد] خداش رحمت کناد این سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ　　تا و کھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

---

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق سے جھٹکتا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہواے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

---

## سوم

(آرام ۳)

مکھن لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں][۱] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشا اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی بانواع المعاصی چار شعر از اں درینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

---

[۱] حد قرابتیان ۱۰۱

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان چشم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جس روش تر کر ٹھہرتے ہیں

ترے سلک در دنداں کی ایسی آبداری ہے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

---

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
بیناے مے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

---

## آزاد

تخلص جوانے است اعمیٰ بہ رام سکھ مسمیٰ کہ آزادانہ بتوکل اوقات بسر میکرد و باوصف عد [یم البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود و شوق ایں فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرہ مہدی علیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرانجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [و ایں] مطلع از وے است

ورق ۱۹ آندنوں پیارے تیرا طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسم اور ہے

---

[1] ا۔ا۔ اب یہ، وزن بھی اسی کا متقاضی ہے،

# [آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سیّد کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دو کس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے وست بہم نداده انشا اللہ تعالےٰ در سلک شعر[ا کہ در تکملہ مذکور خواہد شد] ______ بر رشتۂ تحریر خواہم کشید و یکے ازیناں [میر زین العابدین المعروف] بہ میر نواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گویند کہ وے از سادات گجرات [و نہائت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل و حاضر جواب [حکائت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود[عزیزے ستایش خان بدرجہ] اعلےٰ رسانید اصلح الدین خاں تبسم کناں [بر زباں راند کہ] ع

[آرزو خوبست امّا ایں قدرہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میر زین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میر موسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ و شخص پسندیدہ بود بہر کس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار وا گزاشت[۱] [وایں سہ بیت] ازآں اینجا ثبت افتاده ؎

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے بندوں پہ ظلم [کرتے ہیں] ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

---

[۱] رساند [۲] داده ۱۰۱

بات کہنے ہیں [ذبح کرتے] ہیں　　　ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

---

# آشفتہ

تخلص دوکس [میدانم]

## اوّل

عظیم الدین خان عرف بھوریجاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے ازو خوب سرنجام می یافت و بفصاحت می نگاشت و طرح مراحت بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہاے اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ می نمود بعد یک چندکہ [بصحبت اہل دل در پیوست] و از بند حرص و آز دنیا وا رست بجذبۂ [محبت و اشارۃ بابشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے ازمجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین روح اللہ روحہ و بحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] ضمیرو استقامت پیراستہ بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلےٰ و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و تو] جہ موجہ بزھد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائۃ] للتخلص [مضمون زلف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [شاہ محمدی مایل رسیدہ بالجملہ بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے درسلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم]

منہ سلمہ ربہ

---

ل خدیه ۱۰۱

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

---

ورق ۴۰

ہائے رے نازکی شیشہ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں
شکل آئینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

---

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

---

سر رشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
زنار نہ ٹوٹے [گا تا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

---

آفت [ ہے قیامت ہے بھبوکا ہے پری ہے ]
[ عالم سے نرالی یہ تری ] جلوہ گری ہے

---

[بکل جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے ]

---

[پانوں] کو توڑ جو بیٹھے [ ترے در ] کے آگے
[ سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے ]

---

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ ہم ] ہوئے مقابل وہ [ منہ کو پھیر بیٹھے ]

---

بت خون عاشقوں سے سر دار گرم ہے [جبتک جہاں ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق جی سرد] ہو چکا یہ تن زار گرم ہے

---

کل بعد عمر بزم میں کر اوس کی بیٹھے راہ
[ فن سے ] کہیں سے داو سے حیلے سے گھات سے
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصے سے داستاں سے حکائت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طمانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ ادب سے ] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

لہ جواب ۱۰۱۰

پھر تو [ وہیں وہ چیں بجبیں ] ہو کے بول اٹھے
اس موہنہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

---

تمام [ رات ] رہی ٹکٹکی ستاروں سے — خلاف وعدہ [ تعجب ہے ] دوستداروں سے
نبی کو خاطر اصحاب کیوں نہو منظور — کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یاروں سے

---

[ اس ] دار سلام کے [ تصدق جاؤں ] — محبوب مقا [ م کے ] تصدق جاؤں
بنیاد چہل [ دلی ہے یہ ہشت ] دری — اس کے در و بام کے تصدق جاؤں

---

(آشفتہ ۲)

# دوم

[ مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق ] حکیم محمد شفیع گویند کہ [ در فن طبابت دستے دارد فکر ریختہ گاہے بر روے ] کار آرد [ آشفتہ است ] اما سراپا [ آراستہ مزاج و دیوانہ است لکن یکسر فرزانہ ] با [ ابتہاج ] شعرش کیفیتے دارد و [ سخنش حلاوتے چندے در بلدہ لکھنؤ ] طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ و بجالست [ اہل سخن پرداختہ از تلامذہ شاعر ] فصاحت [ افروز محمد میر سوز است و این ہفت شعر از طبع زاد او ] ست

غصّے میں اون سے رات کو [ لڑتے تو لڑ لیا
پر اوٹھ کے جب چلا ] تو کلیجا پکڑ لیا

---

چہرہ کچھ [ ان دنوں ] غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

---

[ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے]   الٰہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے

---

ورق ۲۱ عزیزے دیگر ہم ایں معنیٰ دریں ردیف و قافیہ خوب بستہ میگوئد ؎

نہ درد دل سے [نکلتی] ہے نہ آہ سینے سے
قسم ہے عشق کی گذرے ہم ایسے جینے سے

پوشیدہ نیست کہ ایں [از ہر جانب کہ باشد] از جنس سرقہ است یا از عالم توارد ؎

نہ جانے کیوں کے بصارۃ وہ چاند سا [مکھڑا]
نظر پڑا نہیں مجکو کئی مہینے سے

---

وہ رشک مہر جو عالم میں بے نقاب [پھرے]
[پھر اس چمک سے] نگردوں پہ آفتاب پھرے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ [پارسا بن کر]
[خدا] جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے

---

جسوقت کہ میاں [میری تری آنکھہ لڑی تھی]
کیا جانیئے وہ کونسی [کمبخت] گھڑی تھی

---

# آصف

[تخلص نواب معلے القاب وزیر الممالک یحیٰی خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ است حسب و نسبش بنا بر غایت ظہور و نہایت شیوع مستغنی البیان و بے نیاز

از تبیان است کمال جودش بمرتبه بود که اگر حاتم طائی را ریزه چین خوان نوالش خوانند بجا است و علوے ہمت بدرجہ داشت کہ اگر قارون سطی را گدائے تنگ چشم دربارش نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیض بخشش میل سخن می کرد و بامزہ می گفت این بست و یک بیت از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر
دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا]
کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصف سے یہ تو جان
یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

---

ساقیا مے سے چھکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

---

شکل اوس کی کسی صورت سے جو دکھلائے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہائے ہمیں
بن بلائے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] ادسے آئی کہ نہ بلوائے ہمیں
فائدہ کیا ہے نصیحت [سے پھرے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھائے ہمیں

---

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے
ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے
تیرے کوچے میں نقش پا کی طرح
ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]
[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے
ایک دن میں نے یار سے یہ کہا
اپنو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے بولا کہ سن لے اے آصف　　یہی کہہ کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

---

یوں دل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے　　آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے　　پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

---

## قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے　　کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی]　　نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

---

[ یہ] اشک [ چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [ دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[پھبتا ہے رخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ورق ۲۲ ہمیشہ [ گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے

---

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے　　عمارت بناتے چلے جائیے

---

## آفاق

ق ۲۳

تخلص میر فرید الدین است وے یکے از بزرگ زادہا سے نیک نہاد واز [اقربا سے]

ط۔ مونہہ ۱۰ء

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و این بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [ سالکان راہ ہدی ] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیر و] مولدش [ نیز آن جنت نظیر] است و این میر فرید الدین جوانے است بس[۱] متین نہایت رنگین [ سراپا ] محبت سر بسر [مودت] جسم فتوۃ جان [ مروۃ ] دوستدارے [ ربیع] و رنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [ جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [ قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہاے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گو ست غزل طرحی چنانکہ باید انصرام میداد شاگرد رشید [ محبت سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [ المعاصی خیلے ] باخلاص [ پیش می] آید و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می گزراند دل مودت منزل بسیار از بسیار جویاے دیدار فرحت آثار وے است جامع المتفرقین جل شانہ [ حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیست و یک شعر از زادہ ہاے طبع آں ہماں [ ... مردہ] کاک محبت سالک می سازد منہ سلمہ ربہ ہ

میں ہاتھ [جو زلفوں] کو بھولے سے لگا بیٹھا
بل کھا کے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا

تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو
وہ راحت جاں میرے پہلو میں جو آ بیٹھا

صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے
اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

---

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم
اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم

اوس گل سے مل کے [پیوینگے] جام شراب ہم
[لالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

---

[۱] پیں ۱۰۱

اخگر پہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر        پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

---

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری        ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشے [ہیں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل        ہے مرد وہی جو رہے ہشیار نشے میں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے]        آتا ہے [ادھر پھر وہی میخوار] نشے میں

---

ساقیا ساغر مے [جلد پلاتا ہم] کو        دور مجلس میں کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

---

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مردماں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

---

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا ... مرے [قاصد میں] ہات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب]        واچھڑ [سے اس] نبات کے صدقے

---

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گاہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی ہے بے دید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دو چار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورۃ        ورق ۲۳
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

---

خون دل بلبل[1] ہے تو شبنم اسے دھومت — چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ دامان کی لالی
کیوں کر نہ پڑیں جان کے لالے — دیکھی ہے [ترے] اوس لب خندان کی لالی
وہ سرخ[2] تماشا [ترے] رخسار ہیں گلرو — [لالے کی بھی] ان پر سے تو قربان کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے — آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

---

# آفریں

تخلص جوانے است صاحب شعور از بزر[گزادہاے] سہارنپور محبت التیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [درخوبی اخلاق وحسن] معاشر[ۃ دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے دارد، ] شعر از گفتہاے وے درا ینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ] غنچہ دہن — ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
کجا [چمن میں] تو اے [آفریں کہ جوں] غنچہ — لبوں پر اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

---

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں
[با]ت ہے کچھ [گردش ایام و] بنیاد چمن

---

پڑیں ہیں لاکھ گر[ہ] اپنے دلمیں غیر سے تم — [کبھو ہو جب] گرہ زلف باز کرنے [کو]

---

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے — حسرة رہی یہ آہ کہ آئے چلے گئے

---

[1] دونوں نسخوں میں 'خون دل بلبل ہے شبنم اسے تو دھومت' [2] شوخ تماشا ا۔ ۱۔

شب تجھہ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم  جوں شمع جل کے[۱] اشک بہائے چلے گئے

---

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے  فرقت کے چند صدمیں اٹھائے چلے گئے
اہل نظر کی آنکھہ میں یہ قصّہ ہائے دہر  سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے
جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار  ہم ساغر شراب ہیں آ[ ئے] چلے گئے

---

بس میں کر اپنے بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے[۲]  نظروں [میں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے
این شعر در سہ بحر خواندہ میشو[د فلیتامل]

---

# آگاہ

تخلص [دو] ریختہ گو بدریافت رسیدہ [یک] کس از ایشان انشاء اللہ تعالےٰ در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے از انہا مردے است [ہریانی] مسمیٰ بہ حسن علی کہ بالفعل در سلک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [انسلاک وارد و بسیار] صاحب شعور و پختہ کار ست گاہے بنا بر [موزونی] طبع بہ ریختہ میل[۳] میکند [این] دو شعر از وست ؎

ہاں تیغ کھینچ [اسے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہگار گرم ہے
[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گر]م ہے

---

[۱] جل کر ۱۰۱ ۔ [۲] بس میں کر اپنے ہی بتاں باقی بناتے ہیں مجھے ۱۰۱ ۔ [۳] ب ۱۰۱ ۔ [۴] میل بریختہ میکند ۱۰۱

# اٹل

تخلص میر عبد الجلیل مرحوم است وے از سادات [ زیدیہ ] بالگرامی الاصل
[از] اولاد امجاد سید ابو الفرح [ واسطی ] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبہ فضیلت
بسیار با متانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان[۱] ازو یادگار است
[ وا] سطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و باخبر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش ۲۴
و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکہاے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ ویر اتفاقے
می ماند و ریختہ ہم بطور مشار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے
بطریق طنز گفتہ ؎

جب سنا دہوم دہام یاروں کا — جہوپڑے میں دبک[۲] [رہا] بڑ چود

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنا بر تفنن از زٹلہاے وے رقمزدہ کلک
سوانح [سالک] می شود [ منہ ] عفی عنہ ؎

ڈاڑہی نبود لایق آں [ بانکہ کہ چہوا است ] — ایں جالۂ [ مکڑ ہمہ ہیچ است و تھرڑوا است ]
[بر] چہرۂ من [ بہ خسم نکالے ] مونچہیں — در دیدۂ بانکہا چو [ ڈانک ] بچہو است

## دو بند ترجیع بند

### اوّل

منم آں بانکہ دلیر اچل — کز من افتاد در جہاں کہل بل
کرد موجود بہر من تقدیر — کتّی از برق و دگلہ از بادل
بہر ورزش بگیرم [ ار ] سحر — خشک گردد چو [ ریت ] گنگا [ جل ]

---

[۱] زبان ۱۰۱ [۲] رہا دیک

یا من از [صدق دل نکت پہوناں] عرض کردند کاے ادھوت اٹل
[در ہمہ] بانکھا [ امام توئی ] لشکر آرائے دھوم دہام توئی

دوم

نعرۂ من چو رعد [گر] کڑکد سینۂ شیر تا جگر تڑکد
بر فلک شب نمی طپد انجم دل [گردوں] ز سہم من دہڑکد
کنکرونکو لگے [چکا چودھا] بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سچ] مارا اگر [بہ بیند بھیم] در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکھا ما مام توئی] لشکر آرای دہوم دھام توئی

---

# اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمتہ والغفران انداز بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں بر نمی آئد و از نیکذاتی شاں چہ [برطرازد] کہ خامہ باوجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آئد خیلے خلیق [ومتواضع] و رقیق القلب وصاحب درد بزیور حلم آراستہ وبحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۂ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع واصول [حاوی منقول ومعقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمتہ والرضوان است اگرچہ [وست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ امادر] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق وہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضاے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زدتا [بگفتار] وکردار دیگر چہ رسد وبعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ درحین ذکر خیر

وے [ رحمتہ اللہ] از چشم گوہر فشان شاں اشک درد آلود حسرۃ [ اندود ] دریا دریا [نبارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [ زیبا] دہ تر ازانکہ در حوصلۂ تقریر و [ تحریر] گنجد لطف و عنائت [ مبذول ] می داشتند

## حکائت

روزے در آفتاب [ قوس قریب دو ساعتہ نجومی] روز بر آمدہ بحمامے کہ ساختۂ جناب ایشان و بانید دل پر درد شاں ہمیشہ گرم می بود میرزم اتفاقاً میاں نو [ رنگ] کلاوۃ کہ سر آمد سرو سراپاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مسند ارشاد برخواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و بروبروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [ معاودۃ] می نمایند

ع

زہے حسن اخلاق مردان دیں

بہر حال شعر ایشان نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [ نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار بر داشتہ [ اند] بآیئنے کہ [ خود فنا در ذات] ستودہ صفات [ برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر او شان است دیوانے [ مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوی خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ازیں بزرگوار است پنجاہ و [ سہ] از ریختہاے طبع وقاد شان دریں نامہ اندراج یافتہ [ لجنابہ] رحمہ اللہ تعالے

ل دیوانہ ٹن کچھ آتا ہے ۔ آپ پر کچھ [ اتی یں ] الٹیگا

ہو جائینگے جدا اوسکے معلوم ۔ داغوں کو مرے شمار کرتا

رحمت کے حضور بیگناہی — مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے — شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا — بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکائت — کرم مہربانی توجہ عنائت

بالفرض ایک دو دن لیت و لعل میں کاٹے — انصاف کیجے آخر گذریگی یوں کہاں تک

وائے غفلت کہ ایک ہی دم میں — میں کہیں اور کاروان کہیں

کر دیا کچھ سے کچھ ترے غم نے — اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے — پر اثر کی ہمیں تو [آس نہیں]

یہ حال بھی آثر کا غنیمت ہی جانیے — جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں — پر بُرا کرتا ہے وہ مجھسے ملا کرتا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں — ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں] — [کہ یہ] آپس میں دونو رہتے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا ورنہ [یوں] یاز رہوں تیری ملاقات سے میں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھے] آثر کیا سو کیا کیا کہوں مہربان اپنا ہے

آثر کا حال بھلا ٹک تو کچھ [سنا] ہوتا ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اے [یاس] [ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت کچھ خوب نہیں حنا کی لالی ورق ۲۶

یار غصہ تری بلا کھاوے کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے گو مجھے بات کر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا  دشمنی پر تو پیار آتا ہے

---

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے  اثرؔ میں تو میں وہ بھی حیران ہیں

---

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں  اب آن بنی [اثرؔ] خدا سے

---

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس  گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

---

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ  زور [آ] وری مجھسے ناتواں سے

---

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی  واہ کیا خوب زندگانی کی

---

کن نے توڑا ہے اسطرح دل  ٹکڑا ٹکڑا جدا جدا ہے

---

حقیقت جب کھلی دل پہ ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق وے باتیں تہ [نگیں] تھیں جوانی کی

---

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا  عیار نے زلف ہی اوٹھا دی

---

پایا نہ کہیں نشان اپنا  ہمنے ہر چند جستجو کی

---

سلہ آہ ۱۰۱ ۰

گرہم ہی ہم ہیں آہ تو ھم ہم کبھو نہوں ۔ ور تو ہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں ہے

---

بیدرد تو کیوں کے رہ سکے گا ۔ یہ [حضر]ت دردؔ کا اثر ہے

---

زیست میری جو دیکھے وہ نہ کہے ۔ کہ وجود محال مشکل ہے

---

تیرے کوچے میں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

---

مرگیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی ۔ اب اثرؔ کی خدا سے خوب بنی

---

تارے تو نہ ٹوٹے گئے شب ہجر ۔ داغ اپنے مگر شمار کیجے

---

حالت مت پوچھ اب اثرؔ کی ۔ کچھ بات رہی نہیں خبر کی

---

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے ۔ کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

## رباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثرؔ ۔ بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثرؔ
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا مجھ کو ۔ بن جو [کھوں] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثرؔ

---

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں ۔ کیا اوسے کہیں ہیں اوسکے ہی چیتے ہیں
ہونہ بھی تو اثرؔ نہیں ہے کچھ کہنے کو ۔ کیا خاک کہیں مر نہ گئے جیتے ہیں

---

سلہ کو بیچے ۱۰۱

## دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری ہر دم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں شمع [سحر] روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

ورق ۲۷

## دیگر

احوال تباہ کو دکھاؤں میں کسے افسانۂ درد دل سناؤں میں کسے
تو دیکھ نہ دیکھ سن نہ سن جان نہ جان رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کسے

---

# احمد

احمد تخلص ہیچ کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس از[۱] در تکملہ انسب[۲] دیدہ و چار تن را در اینجا برشتہ تحریر کشیدہ

## اوّل

جوانے است رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشۂ خجستہ فرجام احمد بیگ نام بیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترک نمودہ این سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر جو[۳] بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں[۴] گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

---

[۱] را از ایشان ا۔ ا۔ [۲] مناسب ا۔ ا۔
[۳] قافیہ کے لئے 'جو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھنا ہوگا۔ چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہوا۔
[۴] دونوں نسخوں میں 'مانے گے' مرقوم ہے۔

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں] پکڑی [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

---

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر] مغاں باغ جنت [میں بھی] ہونگے شجر تاک تلے

---

(احمد دوم)

## دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب علم] فصاحت بیا] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ [صاحب حیا [و پر فتوۃ] اصلش پنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعرائے ایران دارد و بہر دو زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد این چار بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادھر دیکھ

---

نے مجکو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

---

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آ گلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نا رسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

---

احمد (۳)

## سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ سپاہگری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجان بخش سپرد این دوازدہ شعر از زادہاے[1] طبع آن مرحوم است ؎

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زورا وری گلرو
دیا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

[1] از گفتہاے ا.ا.

آمد کو سن بہار کی صیاد کسطرح ‏ ‏ جاتی رہی قفس کے تئیں چیر عندلیب

---

باد [صبا نسیم] ہے تجھے روی گل کی [آج] ‏ ‏ کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

---

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہردم آج ‏ ‏ کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

---

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

---

تن کو [جلاے یا کہ تو آنسو بہاے] شمع ‏ ‏ [ہنسی][1] یہاں نہیں [تجھے بن سر کٹاے] شمع
دل [بہ گیا تو کیا ہے کہ تیرے نیاز کو ‏ ‏ کچھ ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھا کے] داغ آہستہ آہستہ ‏ ‏ کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں [خمیازوں] سے یہ مخمور اے ساقی ‏ ‏ خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

---

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے] ‏ ‏ وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

---

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوے ‏ ‏ جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوے]

---

[ہم ہیں شکستہ حال سرانجام راہ سے ‏ ‏ یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں چلے]

---

## چہارم

نوجوانے است سعادۃ التیام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] درسر وارد

[1] اصل نسخہ میں ٹپکتے ہے +

و دریں شغل شریف ایام بسر می آرد از اولاد بعضے از [منتوسلان] شاہ حسین [واعظ] است
مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ و زاد قدرہ وبنا بر توغل کہ در
[حفظ قرآن] شریف دارد کم کم سخن میگوید این ہفت شعر از گفتہاے اوست ؎

آ کے ناحق ہمیں ستایا کیوں — پھر نئے سر سے دل جلایا کیوں
ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں
کیا غضب [ہے] کہ تونے احمد کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

---

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجکو — ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجکو
آہ کچھ پہلے ہی دن اونے دکھا کر آنکھیں — [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجکو
دل خراشی سے نہیں چین مجھے اے احمد — ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجکو

---

دوستی تم سے ہم سدا کرتے — جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

---

# احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم۔ نوشتن یک کس از انہا بہ تکملہ النسب انگاشتہ [سہ کس را در]
اینجا می نگارم

## اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو و مبارک آغاز [فر] خندہ فرجام محمد احسن اللہ [نام گویند
کہ] مردے بود نرم دل [ویمروبہ] آنوقت [بہا] بیہام گوئی مائل این [از ولیست] ؎

یہی مضمون خط [ہے] احسن اللہ — کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

لام نستعلیق کا ہے اوس بت خوشخط کی زلف — ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

---

احسن (۲).

## دوم

مرزا حسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سر آمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعر گوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر با تلمذ مرزا مذکور برگزید و توقفے درین فن بہم رسانیدہ و در [جرگہ] شعراے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید و [ہیژ] دہ شعر از طبع زادش در ینجا بہ تحریر رسید منہ عفی[۱] اللہ عنہ سے

اولٹا سحر [صبا سے جو] گوشہ نقاب کا
دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

---

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا
بگڑ کے بولے کہ چل پے ایدھر نظر نہ لگا

---

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا
کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا

شام سے[۲] صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں
سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]

لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی
جسکے گھر جا کے تو اے خانہ بر انداز رہا

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن
تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

---

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل
جو[۳] غنچہ یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

---

[کل جو] اوس شوخ نے سنکھ ہو لڑائیں آنکھیں
برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں [آنکھیں]

[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈ اپنی نہ کیجو نرگس
آنکھیں کھل جائینگی جب اونے دکھائیں آنکھیں

کل عجب طرح سے تڑپھے تھا ترے کوچے میں
دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

---

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے
مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

---

۱ عفی عنہ ا۔ا۔ ۲ کی ا۔ا۔ ۳ جوں ا۔ا۔

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹھہرے    [فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹھہرے

---

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکھتا]    جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی
[نہ ملتا] اور سے ہیں تو اگر ملتا نہ غیروں سے    جو تونے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی
[جو] تونے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [توہی منصف ہو]    [کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی
نہ دونگا دل کسی دلبر کو پھر بھر عمر اے احسنؔ    طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی

---

پہنچی جس وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی    سدہ رہی مجکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی
تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے    بات بھی ٹھہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

سیوم    احسن(۳)

[جو] اسنے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ ایست [نیکو سیر] پاکیزہ [محضر] کہ دست بیعت بدست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند' دادہ مشق سخن از خوشہ چیں سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان میکرد وشعر گرم میگفت اما شوقش سرد شد یار قاصہ زتے سرخوش داشت بد] حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ؎

اسکی گلی میں احسنؔ نت چوری چوری جانا    یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

---

# احسان

تخلص دو کس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے از انہا بہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را درایں جا نگاشتم و آں حافظ [عبد الرحمٰن سلمہ اللہ المنان است در ابتدا] رحمٰن تخلص می کرد [وشعر فارسی] ہم میگوید وے جوانے است متین بانمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سربسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن وبیشترے از نیاکانش] فقہ دان پدرش بہ پیش اما می حضور والا عز امتیاز داشت و بورع و تقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش در سلک    ورق ۲۹

شعراے پاے تخت منسلک است شیریں زبان و خوش فکر واقع شدہ کلامش حلاوت وارد بیست و[ہفت] شعر از گفتہائیش مرقوم قلم حقائق رقم گشت منہ سلمہ ربہ ؎

ہوکے شاگرد لکھا خط ہیں ہے بھائی مجھکو — قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجھکو

کھول دو کان جرس کے کہ رکھے چونچ کو بند — خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجھکو

کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب — آستان شہ جیلاں کی گدائی مجھکو

صورت و صوت و رہ خانہ کبھو تو نے صنم — نہ دکھائی [نہ سنائی نہ بتائی] مجھکو

اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہووے نصیب — خوشۂ تاک تمھیں آبلہ پائی [مجھکو]

یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود — وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا

لگا [ئی تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے ولا — اگر تو دختر رز سے [بھلا] نہیں رہتا

جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو — کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا

کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس — ہیں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]

تعمیر عمارہ ہو [ذرا] عمر کی [جتنے] — اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا

نہ ہند میں دل بیتاب نے قرار [میں] جا — تو تار باندھے ہوے زلف تابدار میں جا

سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا

ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے — دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار جی چکا

چہرے پہ آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا — داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا

سن رکھ اوٹھ خاک میں عاشق کے ملانیوالے — عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [ہلا] نیوالے

سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے پھپولے ہیہات — یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے

خواب میں بھی مجھے اس دو[لت] بیدار کیساتھ — بخت کم بخت نہیں آہ سلانے والے

کہدے عیسیٰ سے کوئی [دلی] و[ہ] جا ہے حضرات — [چھوکرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدۂ و دل — ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے

سلہ ای ۱۰۱ ـ

انکی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان　　[پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

یہ کوئی جان بچاکر تمہارے در سے پھرا　　یہ جانتا ہوں مری جان خدا کے گھر سے پھرا

ہیں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا　　جم جم تو جی کہ ہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود]　　جب تجھے ہم سے کسو بے سرو پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان　　شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

ورق ۳۰　یاد وہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب　　جاں بلب اس غم سے ہوں ہیں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا　　اوسسے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا　　محتسب خم کے دیت ہیں دے مجھے جام شراب

# احقر

۵۷۲　تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [عمر اہمقہ] بزیارۂ نجف اشرف و کربلاء معلے زادہما اللہ شرفا و تعظیما وغیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودۃ نمود شاگرد میرحسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر وبے نظیر است ایں دو بیت ازو است ؎

بزم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا]　　اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا
کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا]　　یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

سلہ آیا ۱۰۱ + ۰

# اختر

تخلص سیدزادہ ایست [خوبی] التیام میر اکبر علی نام وے از سکنۂ سہرند وتلامذۂ میاں قلندربخش جرأة است [آتش بازی] خوب میسازد وشعرہم بسیار گرم ازطبعش می تراود ایں ہشت بیت از گفتہلئے اوست ــ

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا ۔۔۔ عجب یہ شاخ گل ہے جسمیں [ٹہنل] گل ثمر نکلا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم ۔۔۔ نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم
کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹھکھیلی دیکھ ۔۔۔ کچھ عجب حال سے [کھا کبک دری] کا عالم
لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے ۔۔۔ کیا کہوں اوسکی ہیں بیداد گری کا عالم

---

کوئی جتادے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں ۔۔۔ کہ [آشنا نہیں دکھ دیتے] آشنا کے تئیں

---

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے ۔۔۔ تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھہ اور ہم پر لیگئے

---

کچھہ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے اندنوں ۔۔۔ تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

---

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا[۱] اوسے ٹک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

---

۱؎ کچھہ دینا ۱۰۱۰

# [ارمان]

تخلص دو کس میدانم

## اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند
است ایں سہ شعر از وے است ؎

دلا تو بستر غم پر جو یوں گرا ہے ہے  بتا تو چاہے ہے وہ کبھی جسے تو چاہے ہے

---

تا سر بالیں اوسے آنا قیامت شاق ہے  یہ [دل] بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

---

فرصت ہو کچھ [جنوں سے تو سودا] خرید لے  کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

---

## دوم

ارمان دوم

[امیرے از] امرائے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر
[اسد علیخان] تمنا دارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار و محبت اساس و
[آدم] شناس است ایں شش بیت از گفتہائے اوست ؎

نہ بہلا تو مجھے مینا میں آب ارغوانی بھر  شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر
لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوش سے] میری  کہ یوں آنکھوں میں آے اشک ناب ارغوانی بھر
خجالت سے چمن میں گل ہوے غرقاب شبنم میں  عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر
کہاں سامان ہے یہ رنگ پاشی کا کہ بھرتا ہے]  فلک کاندھے پہ رکھہ مشک سحاب ارغوانی بھر
[ہوے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے  رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر
لہو کے گھونٹ پیتا ہوں نہیں اوس بن تو میں ارماں  رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

ورق ۳۱

۵۷ شعرا ۱۰۱

# اسعد

تخلص درة التاج سلطنت لولوء لالاے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع در بارش شعر ریختہ تراوش میکند این شعر [جناب[2] الیشان] است ے

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنّار ٹھہرے

---

# اسد

تخلص دو کس بمن رسید ذکر یکے از ایشان بہ تکملہ اوفق پنداشت و یکے را در اینجا نوشتن مناسب انگاشت و آں میر امانی مرحوم است و ے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیّب[3] بیان خلیق و یار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشان برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید و از ہمانجا سفر آخرۃ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آما] مرزا محمد رفیع[4] سودا بود سی و نہ بیت از [زادہائے طبعش در اینجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ے

پی کر شراب درد تہ جام دے گیا
وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا

آیا جو میکشی کو چمن میں وہ بادہ نوش
ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا

کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ
سب عشق کا وہ ہم کو سرانجام دے گیا

---

لـه حسن بخت ا.ا. ۲ـه ازجناب ا.ا. ۳ـه طیبت ا.ا. ۴ـه رفیع السودا ا.ا.

کل لڑ گیا کہ اور پہ عاشق ہے تو اسد　　آیا ہے [جب وہ یاں تو] اِک الزام دے گیا
تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم　　[آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا
جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم　　[خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا
کس رات تجھے ڈھونڈ [ھنے] مہتاب نہ نکلا　　کس روز تیرے در کو نہ خورشید نے جھانکا
عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید ولے　　یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا
فرحت کہاں ہے یارب اس دہر میں جو دیکھا　　جام شراب تک بھی چشم پر آب نکلا
ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل　　گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا
یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر　　تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا
دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا　　دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا
تھا کسو بد عہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج　　رات آپہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا
رقیب موںہہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پا بوس　　یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا
[یہ دوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] سر تا سر　　مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا
ٹک تونے [ہی گرم کی بغل رات]　　ہم سرد ہوے تھے ورنہ کل رات
دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح　　دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات
[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر　　مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر
اوس مہروش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے　　دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر
مت دیکھو اپنے مصحف رخسار کی قسم　　[رکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پر
شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست
ظالم کبھو تو آکے اسد کی بھی لے خبر　　مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجواں دریغ
[نے خشت میکدہ ہے سبو اور نہ خم ہوا　　برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]
آنکھ تک آ اٹک رہا ہے دل　　کسو کی راہ تک رہا ہے دل

ملہ اپنے ۱۰۱ء

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے — مہماں ہیں آج شب کی شب اس انجمن میں ہم

چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات — دن کو خیال زلف کا تیری اگر کروں

بزم بتاں ہو جام ہو خلوۃ ہو پھر تو میں — کافر ہوں وہاں اگر جو خدا کا بھی ڈر کروں ورق ۳۲

جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف — میں اپنے آج یار اسدؔ کو خبر کروں

کبھو تو پھر نظر آ جا کہ تیرے وعدے پر — رکھا ہے جان کو میں تھام تھام آنکھوں میں

مت چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان — گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان

اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر — اسمیں جو غیر بولے اسے بیحساب جان

لے سلطنت بھی روتے ہی رہتے ہیں دلجلے — گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو

نہ ری جو اسدؔ چھت سے لگی رہتی ہیں آنکھیں — [دیکھا ہے] کہ تو نے لب بام کسی کو

زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی — مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر رات ہو گئی

اسدؔ اس جفا پر بتوں کی وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

[ناگنی زلف کی رہتی نہیں بن] جان لئے — کیا ہی پھرے ہے [بلاف] ترا کاٹا نہ جیے

پھس قید میں کر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ — جو چاہے [اسدؔ کر پہ نہ کر] چاہ کسو کی

[ہوں میں] قربان ہر بہانے کے — خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے]

کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر بر — ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے

بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسدؔ — اتفاقات ہیں زمانے کے

---

# اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بہترام نام از رفقائے پسر شمرو فرنگی مشق سخن از [محمد نصیر الدین] نصیر میکرد گویند کہ [بغاییتے] پر زور بود کہ دم [جاوہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہر چند فیلبان نہیب میکرد فیل بچہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقتہ الحال این شعر از راست ؎

شمع فانوس میں [در پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باہر

# اشرف

تخلص دو کس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیمی از معاصران شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر [ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا وہ مصرع ولی دل کو ہے دلچسپ [ذکر جس ہے وہ دریا کو] الیس) وعدہ تریں)

بہر حال یکے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است سلمہ ربہ و مدعوہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالے مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بیزار حافظ قرآن نیکو کردار چند سی پارہ بہ تہجد میخواند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میماند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی بہم رسانیدہ ہمانا کہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکسے تعلم گزیدہ خط نسخ طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں] میکند خیال و ٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [یں] نمودہ سازے ایجاد کردہ و بہ [ستد ربیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظرم میگذرانید اما چوں لاابالی مزاج افتادہ اکثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و پیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد مختار علیہما الرحمۃ ایں [نہ] شعر از گفتہہائے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتادہ

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پردے] میں آہ تو نے گو منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

---

۵۱ کذا در ہر دو نسخہ ۵۲ تعلیم ۱۰۱ ۵۳ ہم موزوں ۵۴ کر ۱۰۱

[دمبدم یہ آنکھ اشک ترسے اب] خالی نہیں چشم ہے یارب یہ جھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے ذرا لے دل تو اس سے بچ کے چل جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں] چاہیئے تبرید کو حنار شتر میرے تئیں
جفا کا شکوہ ایدہر سے پیارے وفا کا وعدہ اودہر سے بارے
ورق ۴۳ کچھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ایدہر ہمارے اودہر تمہارے
انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں ہیں نہ اون کو غم ہے کبھو ہر زماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید خالی دل کرنیکو ٹک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی آگے اب اندھیرے ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

# اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گویند کہ وے از پیرزادہ ہائے سہرند واز معاصران شیخ ظہور الدین حاتم وبسیار متوکل ومشغول بحق بود ازاں کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ایں دو شعر طبع [زاد] وے است خدایش رحمت کناد ے

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکہ[۱] اوس کے چوٹ ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دھول [کوٹ]
بتاں جو غیر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

# اصغر

تخلص دو کس میدانم

---

[۱] کیونکر د . ا ۵[۲] ہجر ا . ا .

## اوّل

[بزرگے] از پیرزادہاے [مشہورہ] مستقر الخلافہ اکبرآباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا که میر امجد علی نام دارد و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قاد] ری رحمہ اللہ [کہ از] اولاد امجاد حضرت ذولسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم پیوند یافتہ گاہے از طبعش شعر ریختہ ہم ریختہ ایں بیت از وے است ؎ اصغر(۱)

تیغ کو [کھینچ کیا ڈراتے] ہو — کام عاشق کا کیا ہے مرجانا

## دوم

مردے از دودمان شان [جلی المسمی بہ میرا] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مردف دارد] دعوے شاعری در کاخ دماغش [ٹھیلے] جا گرفتہ و بمعلمی ایام بسر میبرد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎ اصغر(۲)

ہوا ہے مانگ میں دل [گم] کہو میں ڈھونڈھوں کدہر — کہ آدھی رات اودہر ہے اور آدھی رات ادہر

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

---

## اظہر

بظاے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین وے خلف صدق میاں غلام حسین سروری و شاگرد میر فرزند علی موزون و مرد معلمی پیشہ [بہ][۵۱] اندیشہ است خلیق و خوشگو و نیک اختلاط و پاکیزہ خو است از چندے وی را زمانہ[۵۲] بنواح کالپی افگندہ خدااش خوش دارد[۵۳] پدر والا قدرش کہ فارسی گو و از تلامذہ [نظام خاں] بنیجر[۵۴] و مرد بزرگ و بزرگی منش است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلمی بسر میکند مختصر کلام ایں مطلع از وے [بخاطر ماندہ] ؎

---

۵۱ ونیک ا۔ا۔ ورق ب ۳۷ ، — ۵۲ زمانہ ویرا ا۔ا۔ ورق ایضاً ،
۵۳ دارد ا۔ا۔ ورق ایضاً ، — ۵۴ معجز ا۔ا۔ ورق ایضاً ،

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپش دل    دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

# اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است وے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیرالدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک ایں سودا کردہ [بہ] تحصیل علوم متعارفہ[۱] [در][۲] خدمت میاں محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والانژاد [حبر] محقق فحل مدقق جامع فروع و اصول حاوی منقول و معقول معلم دوران مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [وبحلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد ایں پنج شعر از وے است ؎

بے حجابانہ لب بام پہ آ رشک قمر!    روبرو چادر مہتاب تیرے پانی ہے ورق ۳۴

اسی مضمون سے معلوم اوسکے سر د [مہری ہے]    جب اسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پہ لکھا

سوز دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم    شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم

تن برشتہ پہ کیونکر نہوے گلکاری    کہ آج بر میں ہے اوسکے لباس [پھلکاری]

کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے    [ہے] اسیری میں لڑائی صید کو صیاد سے

# افسوس

تخلص دو کس معلوم من است

اوّل ۔ مردے از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش داروغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر میر علی نام المخاطب بہ مظفر خاں بود اصلش از قصبہ نارنول است دریں فن نسبتہ تلمذ بہ میر حیدر علی حیران دارد اشعارش دلکش است یازدہ شعر از گفتہاے وے بقلم در آمدہ اوراست ؎

سمند ناز جو یہاں اوس سوار کا پہنچا    غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

یہاں تلک ہے نزاکت گالوں کے گہرے ہے    لچکنے لاگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

---

۱؎ رفتہ ۱۰۱۔ ورق ۴۷ ا۔ ۲؎ دونوں نسخوں میں 'از' ہے +

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں
دیکھ لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں

پوچھے ہے کیا لگا ہے اگر سر میں درد ہے
اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے

کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن
بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں

بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں
چپکے بیٹھے ہوئے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں

ہسکر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھ بغیر
روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھ بغیر

کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہنا قاصد
بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں

کیا تو نے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھ
آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے

مونہہ تو [دکھلائے ذرا] گو نہ ملاقات کرے
ہمکو سو وصل ہیں جو ہسکے وہ [اک بات] کرے

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
[وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

افسوس ۲

# دوم

[مغل] زاے سعادۃ لزوم [اعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش وتبارش درقوم] مغول توران به ماہیگیر اشتہار دارند اما نه ماہی گیر اند جماعہ مرد لشکری سپاہی [پیشه که] ہمیشه به سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکرگردی [بمرتبه] اعلیٰ [سولہ سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب درا[ئت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و درحین غیبوبۃ آں اوستاد والا نژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق و ایں ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید
ورق ۳۵ ازچندے برحمت حق پیوسته خداش مغفرت کند که غفور بود ایں دہ شعر از طبع زاد اوست منه عفی عنه ؎

موںہہ دکھا کر بت عیار چھپانا کیا تھا
تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا

گرچکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی
زلف گر[۵۲] تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا

یار در پر ہے خدا خیر کرے
خانہ بے در ہے خدا خیر کرے

کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا
زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا

وحشت و شور جنوں نالۂ شب آہ سحر
دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

سلہ مغل ۱۰۱ - ورق ۷۶ ا ÷ ۵۲ گو ۱۰۱۰ ورق ۷۶ ا ÷

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے — کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے
پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیارے — نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے
[جو منہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسد م] — پٹکوں گا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر
شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے — جھنکار[تے]ہیں اپنی زنجیر پا زمیں پر
گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ — مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

## افسر

تخلص غلام اشرف است نیا کانش چودھرا[ی] گاوخانہ سرکار والا بودند شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوئد این [سہ] شعر از گفتہاے اوست ؎

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پر — آتا ہے اسے رشک ترے روے جبیں پر
معلوم نہیں کیا ہے تہ خاک تماشا — نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر
چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو — آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

## اکبر

تخلص دوکس میدانم

### اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشد زادہ جہان وجہانیان جواں بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بود نیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۃ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد این [ہشت] بیت

از زادہاے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہتا ہوں تجھے آکے مسیحائی کر ـــ ایک دم تو کبھو آ اس دلِ بیمار کے پاس
کیا کیا جفا و جور سہے یار کے لئے ـــ ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے
کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا ـــ ہوں نیم جاں میں اس بتِ عیار کے لئے
اوّل تو آکے میرے کیا دل میں جا کرے ہے ـــ من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے
اے مرغِ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ ـــ صیاد فصلِ گل میں کب در کو وا کرے ہے
خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی اوس [بن] ـــ تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے
طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر ـــ دیکھ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے
کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں ـــ سلسلہ زنجیر کا [ اب پھر ] آکے میں برپا کروں

## دوم

شخصے از عوام بہجو نام وے در سلک نقیبیان حضور پرنور منسلک بود شاگرد و استاد ورق ۳۶

اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است سخنی طبعش بدرجہ ایست کہ در خواندن اشعار

اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویداست گویند کہ این

دو شعر از وے است ؎

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں ـــ کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا
ہے بر میں مرے یار کے کیا جامہ چین کا ـــ جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا
جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں ـــ یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا
ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا نگڑتے ہیں ـــ یہ کافر خوبرو جسوقت تن تن کر اکڑتے ہیں
یہ جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب تکیا ہیں ـــ گئے پر حسن کے ایک ایک کے یہ پانو پڑتے ہیں
خدا چاہے سو ہووے اب ہمارے حق میں آ اکبر ـــ صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں
چھیڑا جو ٹک [اسے] تو بگڑ کر کہا کہ [ واہ ] ـــ تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو بات کو
نقد جاں پر کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی ـــ آپ کا اے مہرباں چاہے اگر سو بار جی

---

له 'ہے' ا۔ ا۔ ورق ۹۷ ب'

سینے میں دل کہا[ں ہے تو اسکو] مت ٹٹولے  پیارے بجائے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایکدن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر  آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

## الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشنضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی و حسن خلق جناب ایشاں نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آئد و بزرگ منشی و نیک ذاتی حضرت شاں نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دو زبان] از عہدۂ تحریر آں بر آئد در حین حیات والد بزرگوار و عم والا تبار بسیار آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند و بہ تعیش و تنعم میگذرانیدند بعد رحلت ایں بزرگاں بدار الجناں چناں بر جادہ اجداد امجاد راست و مستقیم رفتہ اند کہ یاد از اں رہ روان طریق طریقت میدہند با وصفے کہ در زمان سالف تا بسرحد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین و البرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان شاں رفتہ کہ حالا مارا پاشکستہ و مردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا را کار بستہ پاشکستہ منتظر موت الفقراء داحتہ نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان عنائتے کہ وا نداند تسطیر عشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز و قاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشاں حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد پانزدہ بیت از زادہاے طبع وفاد شاں برشتہ تحریر کشیدہ شد متہ سلمہ ربہ ع

بیں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا  تجھسے یہ قول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں]  آہ کس مکھڑے سے دو چار ہوا
چھوڑتا کب ہوں اب میں یہ دامن  تیری خاطر پہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اے تو  لگ چلا بہت یار غار ہوا
اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا  بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

## رُباعی

دیر و حرم اور کفر [و دین ہم ہیں] ہیں — یار و اغیار و مہر و کیں ہم ہیں ہیں
جنکو ہم آلم پوچھتے ہیں غم تم ہو — وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم ہیں ہیں

## دیگر

کیا کہیے آلم ایک [گھڑی چین] نہیں — آیا نظر اب کہ جیتے جی چین نہیں
میں تو بے چین ہوں ہی پہ تخفگی یہ — [بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں ورق ۲۷

## دیگر

سودا کب تھا اسے یہ کب تھی وحشت — بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلم سا آزاد — آکر پھنس جائے یوں خدا کی قدرت

# الہام

تخلص درویشے است نیک سرانجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد و سخن بعضے از نو مشقان باصلاح میرساند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی و ریا بغایت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگوئد گاہ گاہ بریختہ گوئی هم رخش ہمت می پوئد این دو بیت از ریختہہائے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے — ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پہ مارے

# امید

تخلص دوکس بمن رسیدہ یکے در تکملہ خواہد شد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں وے مردے بود از ایران زمین محبت آگیں نیک خو معاصر خان آرزو دیوان فارسی وے شہرۃ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع و خلیق و یارباش و عمدہ معاش بود با ہرکس بخوبی پیش می آمد و بغائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً بزبان اردوے معلیٰ سخن از وے سر میزد دو بیت از وے کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں — ہائے گھر جاتا ہے یارو کیا کروں

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے — در و دیوار سے اب صحبت ہے

---

# [امیر]

تخلص دوکس می شناسم

## اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا مینڈھو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں بنا بر شہرۃ تامہ محتاج عبارۃ آرائی و سخن [پیرا] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ اش چہ برطرازم کہ [باں] جاہ و حشمت با عاد الناس چہ سلوک جوانمردانہ می نمودند و باں شوکت و مکنت بہرکس چہ در د خورد بزرگانہ می فرمودند در ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وارستہ

---

سلہ زندگی ۱۰۱۰ ورق ۸۲ / ۱۰

راچہ ضرور کہ تعظیم عظیم امیرے بجا آوردہ زیر مسند نشینم ومثل ما بے سروپا راچہ احتیاج کہ بے
ہیچ تکریم فخیم این وزیرے سرانجام دادہ پائیں نشینی گزینم گاہے کہ ایں سخن بآں نیکوکردار والاتبار
رسید [گستردن] مسند موقوف نمودہ فرمود کہ تشریف شریف ارزانی دارند کہ من ہم باشما بر فرش
چاندنی خواہم نشست قاسم ہیچمدان سراپا نقصان درحین حضور ایں محفل سرور مرزاء مذکور را
ہرچہ تمامتر پیش کشید تا مشار الیہ شرط خدمت بجا آوردہ خود چار بالش شوکت پیش کشید
بمبالغۂ بسیار و قال و مقال بیشمار [ ہمانروز ] بر مسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمرہ در مجلس
مشاعرہ بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء اللہ خان انشا [و] برکت اللہ خاں برکت ومشتاق علی
خاں مشتاق ۹۲؎ بہ شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [ سراپا ] وفاق حکیم [ثناء اللہ خاں
فراق ] وایں خوشہ چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروبن [ بمقتضاے بشریت بخلاف ] عنوان
ورق ۳۸ بزرگی بزرگاں [ بے ہیچ ] خوش نبودند و [ مانند ] میوہ [ پیش ] رس پیش رسیدہ مانند گل
سر سبد دراں بزم رنگیں بصدر مجلس می نشستند ما ہا جائیکہ می یافتیم می نشستیم و ہر جا کہ نشستیم
ہرچہ بودیم بودیم نواب معلے القاب ہر اختلاطے کہ می نمود بہ پائیں نشینان مینمود و ہر توجہے
کہ مبذول بود بایہا می فرمود در ایام متبرکہ صیام کہ براے سخن سنجان اسلام [سفرہ] امیرانہ
می کشید و نظر بر کرم کریمانہ [ اش بمذاق ] شعراے ہند و نژاد شیرینی قسم اعلے می رسید
برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ کہ دراں روزہا محض جہت استفادہ
سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں درایں ایام خجستہ آغاز فرخندہ انجام
بنا بر خواندن خیر الکلام در تراویح [ تشریفت ] بمبالغہ تمام ہنگام افطار یاد فرمودہ گونہ گونہ عنائت
دربارۂ او مبذول داشتہ نوع نوع اطعمہ واشربہ وفواکہ خشک و تر بدست حق پرست خود
لطف می فرمودند وآنچہ بزرگی وسرداری را کار بستہ در اصلاح آں سخن سنجان پختہ مضمون
وایں بے بضاعتان طبع موزون و اطفاء نائرہ [ فساد ] بوقلمون باسخاء گوناگون کوشیدند شمہ
ازاں بطریق اجمال درجائگاہ خود سمت گذارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالے [ مختصر کلام اگر
پاسے عنائت ] و روے توجہ جناب ایشاں درمیان نمی بود وایں سخن [ پردازان ] عالی نژاد

۹۲؎ کاف بیانیہ ا.ا میں نہیں - ورق ۸۲ ب ، ۹۳؎ ا.ا میں 'بہ' قلمزد کر دیگئی ہے ،

تا آخر کار عقل درست رہ نمونی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار [بدشواری] میکشید و [نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ ناورد] تیر و تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشان [پسندیدہ] منصفان این فن بلاقیل وقال و شعر فہمی [آں فصاحت بیان] بے شائبہ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زادہاے طبع وقاد ایشان برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

کل جو [ہمنے منچھ] کے ساتھ سیر دیر کی ۔۔۔ لڑکھڑا [یا تھا ہی] پالیکن [خدا نے] خیر کی

یاس و غم و آرزو اسمیں [بھی سب چیز ہے] ۔۔۔ بل بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے

داغ جگر ہے کیا کہوں اون کی جہاں میں یاد ۔۔۔ آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

دوری کی اختیار فراموش کار نے ۔۔۔ نزدیک چھوڑا اپنے دل ناتواں میں یاد

ہیں تری دید کیلئے یہ چشم سب براہ ۔۔۔ [یہاں] تک تو لگ ر[ہی] ہے تری مژگاں میں یاد

دے بوسہ دل لیا ہے [فراموش] کرکے آج ۔۔۔ مدت سے میرے اوس کے تو ہٹے درمیاں میں یاد

اس درد دل میں ہچکی جو آنے لگی امیر ۔۔۔ شاید ہوئی [تمہاری عدم] رفتگاں] میں یاد

پر خوں برنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل ۔۔۔ بوسے کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل

حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پر ۔۔۔ ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل

شاید کہ [سیل اشک] نے اوسکو بہا دیا ۔۔۔ سینے میں اپنو خاک نپایا سراغ دل ورق ۳۹

دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ ۔۔۔ دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل

اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر ۔۔۔ خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

---

## دوم[۵]

امیر دوم

نواب محمد یار خاں بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ ۔ گویند کہ اصلش از قوم جٹ است داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بجلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

---

۴ تی ۱۰۱۰ ورق ۸۴ ب ٭ ۔۔۔ [۵] دوم ۱۰۱ ٭

برداشت و بعضے[۱] گوئند کہ وے از غلامان پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہرکیف چوں مشیت ازلی بداں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارۃ رساند بتائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالا گرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس [آ] را] مگاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بروے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بذات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلو ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قائم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ بدولت سراے خود [منعقد می] ساخت و بہ[۲] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی تردمیت بہرکس می باخت بہرحال[۳] در عہد خود [داد مردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎ ورق ۳۸

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید
سامنے] تیرے آگیا ہوگا!

اس شکار انداز سے تک کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ
[کیوں نہ] سو سو ... اقامت رم نخچیر کا

جنس طاعت سے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر
مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

تیرے گھر جانے سے [یاں] اپنا تو گھر جاتا ہے
اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی تیرے چہرے کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اونتا ہی سنور جاتا ہے

# امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبدالرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادۃ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخر الدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں معجز بود بشعرش[۴] چہ فارسی و چہ ریختہ

---

۱؎ حیہ ۱۰۱ میں نہیں، ۲؎ کیفیت ۱۰۱، ورق ۸۶ ب، ۳؎ شورش ۱۰۱، ورق ۸۶ ب

درآخرہا فصاحت و پختگی بسیار افزود غرض کہ مردے بود وارستہ مزاج سربسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت و اکثر بتذکار و تکرار علوم رسمیہ ہمت می گماشت بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپاے طلباے جہان است خیلے مہربان بود این شش بیت از آن آن مغفور این سراپا قصور در اینجا ثبت [نمود] ــه

بسمل مجھے نچھوڑ [یوں اے یار] دیکھنا ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا
پھرتے ہیں [جیسے ڈھونڈھتے سب شیخ] و برہمن امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا
جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں ساقیا جلد خبر لے کہ چلا جاتا ہوں!
مت ہم آغوشی کو آنا میری اے سیل سرشک اپنی ہی موج میں میں آپ بہا جاتا ہوں
ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں

ورق ۴۰
جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

---

# امین

تخلص چارکس این کس می شناسد یکے از انہا بہ تکملہ خواہد نگاشت و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

## اوّل

امین اول
امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرور اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خو است در جرگۂ خواصان مہین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثراہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

از کیفیت نیست ایں بیت از وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پاٹوں کی آواز ہے　　جو صداے پا ہیں اوسکی سوطرح کا ناز ہے

## دوم

(امین ۲)

مرزا محمد اسمعیل کہ [ در ابتدا ] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ ایست بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ راے مستحکم ارتباط سیزدہ شعر[1] از زادہاے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا　　[کیا] جانیئے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا　　کہیں خط لکھ دیا یا اوسکو لیجاکر دیا پہنچا

نزاکت پر تک اوس [وست نگاریں] کی نظر کر [تا]　　[کہ گجرے] سے گلوں کے ہاتھ جسکا مرگیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم ایں معنی را در بحر دیگر بہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [ اما ایں با بارنگے افزودہ ]

تصدق پنجتن کا ہے یہی اب آرزو دل کی　　یہ مشت خاک [اہیں کی بھی] نجف تک [یخدا] پہنچا

وہاں اپنی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے شب و روز　　یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [ کسی کا ]

[اپنی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم　　مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی　　خدا جانے کہ بوئے زلف تو کسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے　　کہاں پائی میاں اوس زرد رو نے ایسی بینائی

تجھہ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے　　جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن　　جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہدا دیکھ ہے ابھی بے باک　　کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا غضب تیری آن ہے پیارے　　میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سرو کب تیری دھج کو پہنچے ہے　　تو بڑا نوجوان ہے پیارے

---

[1] بیت ۱۰ و ۰ ورق ۸۸ ب ؎

داہین ۳

# سوم

میر محمد امین شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گوئند وے سیدزادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخرہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہمانجا رحل اقامت انداخت الغیب عند اللہ تعالے شانہ ایں دو بیت از وست ؎

کیوں شعلہ رخو مجسکو جلاتے ہو کہ سینہ　　رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] برنگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے　　تھا جب سے کہ تو مایل جنگ پر طاؤس

---

# انسانؔ[1]

تخلص اسد یار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [ درعہد آسودہ مہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر بردیہ آں وقت موزوں می نمود ایں پنج شعر از وے است ؎

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا لپکا ہے　　مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھے ٹک جھلک بھی آپکے [تن بیچ اندھوں نے]　　اگرچہ [ہر بن موسے بدن] سارا اشپکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز　　بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک شرعی ڈرکا ہے
(ورق ۱۴) جو چاروں [بھید] ہیں تو پانچواں ہے بھید یہ احمق　　[قرآں] ہیں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں　　نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

---

۱۵۵۹۲

[1] انسان ۱۰۰۱ ورق ۹۰ ا

# انیس

تخلص شفیق سراپا جان المسمی بہ حمید الرحمن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمن المخاطب بامیرالدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع با وقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیور[۱] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد پیراستہ جولانگاہ فتوۃ وجوانمردی را شہسوار تیز آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ مؤتمن الملک شاہ نواز خاں بہادر مستقیم جنگ، یک چند بسرا ے فرصت آماے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت وہمگی شعراے دارالخلافہ سجدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [باخت] مختصر کلام این بست وشش بیت از کلام خوبی انتظام وے در این جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ[۲]

ساتھ خیل حسرۃ و درد و الم اے جان تھا — جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا

درد دل سوز جگر کاہش تن کاوش جان — حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا

ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سواو سکو] دیکھ کر — واے رے حسرۃ گئے کیا دست وپا سب اسکے بھول

[بلبل] بنا تو پاس [ مرے ] آشیاں نہیں — کم برق سے [مرا دم] آتش فشاں نہیں

کیوں لب پہ دود آہ ہے او شعلہ خو بھلا — گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں

حیرۃ[۳] ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار — جلوہ طراز حسن پہ تیرا کہاں نہیں

چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کب گالی نہیں] — جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں

خریدار دل کوئی ایسا گر ہووے تو میں جانو — یہ سودا [ہے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں جانو]

جب تک نہ دم سرد بھروں دل کو نہ ہو چین — کیا نیند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو

ٹھہرا ہے انہیں آنے کا کل اوسے تو وعدہ — اندیشہ یہی آج ہے کل دیکھئے کیا ہو

---

۱ بزیور عقل خداداد اراستہ بزیور دانش حق اداد پیراستہ ا۔۱۔ ورق ۹۰ ب ۔ ۲ حسرۃ ا۔۱۔ ورق ۹۲، ا۔

ہوگیا [اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا — بار بار اے زلف خوباں مت لپٹ شانے کیساتھ

---

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر — جوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی چکو کہیں — اب تک تو زخم سینۂ افگار گرم ہے
رکھنا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں — ہر قطرہ سرشک شرربار گرم ہے
آماں رحم اپنی جوانی پہ کر انیس — مت جا وہاں کہ تجھہ پہ وہ خونخوار گرم ہے

---

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے — آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ تبخالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر — آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
بل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس — اوس گلی میں رہتے ہیں دو چار متوالے پڑے

---

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے — درد دل کہتا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
وار پہ ہے وار دل پر اسکے ترک چشم سے — غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

---

آہ یہ کس کی یادگاری ہے — آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے — تم رُکے جاتے ہو [ا]تنک جا چکے ہم جان سے
قہر ہے [سج دھج] ستم اس چال کا انداز ہے — [قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

---

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے — آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھوتا جان دیکھہ بس نہ بن انجان — آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

---

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں — دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے (ورق ۴۲)

# انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیرخاں بہادر [ پسر ] نواب بقاء اللہ خان برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیرخاں بہادر المخاطب بہ عالم خان است امّا از معتمدان بدریافت رسیدہ کہ این تخلص نواب عمدۃ الملک امیرخاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [ بہر کیف این] یک شعر از صاحب این تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزادھم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیادہم

# انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلمہ ربہ آباؤ اجداد ایشاں از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز ومحترم ماندہ درعہد دولت امیرالامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں با دو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و بامروۃ وفتوۃ بود گویند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیژدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمٰن درہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است و در فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز مانا است] و این طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہرگونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد و مثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پڑوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والا تبار در بلدہ لکھنؤ گفتہ کہ مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی بستر گل پر کروٹ جنبش باد بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنا بر بضاعتے کہ از علوم شریفہ دارد کلامش صحت نظام است شعر فارسی ہم میگوئد و الفاظ عربی فراہم آوردہ موزوں [میخوانند] گرد مثنوی شیر برنج [دیبوچہ] آب نان [حلواء] بہاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و بامزہ گفتہ و ذائقہ [روح ابواسحق اطعمہ (کذا)] را حلاوۃ بے اندازہ بخشیدہ مختصر کلام وے مردیست ظریف الطبع بزلہ گو لطیفہ سنج کشادہ رو ہوشیار بارباش [صحبت] دار خوش معاش باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و با بیشترے از اخلاق پسندیدہ پیراستہ اما از آنکہ بے عیب ذات خداست تعالےٰ شانہ اعظم برھانہ ماہ تمام بایں رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ برجگر دارد و قاسم ناتمام بایں مسکنت مالاکلام و وآرستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ [بعیب] چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد بنا بر مقتضائے بشریت اند کے شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدہ لکھنؤ بمشاعرہ مرشد زادہ معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکیں نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوے رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و مجلس عامیاں نسزد تا بہ محفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ بر طراز[د] کہ [حیا بہ تحریر]ش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطائے رفت رفت کلام بشر کلام اللہ [تعالےٰ] نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست

در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اگرچہ گزارش خامہ [بعد] صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چوں کار بواقعہ نگاری افتاد برسبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر نامرز میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد [شنیدی] ازاں شرح دادن مضائقہ

ورق ۴۳ ✓

ندارد

# حکائت

ازانجا کہ رویہ سرداری و داب اخلاق پروری بزرگان است مرزا صاحب موصوف
در مشاعرہ خود با ہرکس بسلوک و مدارا پیش می آمدند و از طبع ہر متنفسے کہ شعر ترمی تراوید
بہ تقاضائے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و [ بہ ] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان
فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشہ چین خرمن شعرائے بلاغت نشان اعنی
قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہرچہ تمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج
فصاحت آما میر انشاء اللہ خان انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت اللہ خاں برکت و
نیک سخن بالاتفاق مشتاق علیخاں مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد
کہ [ غیر ] ایں بزرگاں احدے مورد تحسین و آفرین گردد و الحق کہ استادگان پائے تخت
سلطانی را تفوق حاشیہ نشینان بساط غربت و مسکنت کے خوش می آید [ و ] ایں
بزرگاں خاصہ میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمٰن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم کہ فی
الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نہائت بر خود غلط چنانچہ در جائگاہ خود رقم زدہ
کلک واقعہ سلک خواہد شد انشاء اللہ تعالے سخت بے مزہ و ناخوش می بودند و
ورق ۴۴ برائے تہجین و تذلیل بہر یکے از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت
و بنابر غرورے کہ در سر داشت [ لا ابالیانہ ] بفکر مضمون و معانی افتادہ در عین شناوری
بحر رجز غوطہ خوردہ بہ بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکہ روبروے محبان و دوستان
بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء اللہ خان مرحوم کہ دوست و محسن مرزائے مغفور بود برخواند
قضارا میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [ حریفانہ ] تحسین بلیغ نمودہ بکرر بگوش
ہوش شنودہ یاد گرفتہ با فواہ یاران انداخت و در عین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نمودہ مرزا را



ل۵ ہریکے ا۰ ا۰ ورق ۹۶ ب ؎

ملزم ساخت و دراں وقت بوے رسید آنچہ رسید و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں
ماجرا [مخمسے] در ہجو بلیغ میر مشار الیہ و در جواب ایں لغزش گفتہ اما مشتے کہ بعد جنگ
یاد آید بر کلہ خویش باید زد چند بند ازاں مخمس [درجائگاہش] انشاء اللہ تعالے ثبت
خواہند افتاد قصہ مختصر ازاں پس مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں
میکرد بے آنکہ بگوش ایں ہیچمدان برساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن بحضور کس چہ رسد
و می گفت کہ [بابا] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ ناخوشی صاحبان بمرتبۂ رسید
کہ در ہر غزل فخر خود و اہانت ما با برمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ تازی را التیام
دادہ موزوں می نمودند گاہے غزلیات صنائع انشاد می فرمودند ناچار چوں کار پیش
نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے از ایشاں سرزد کہ شائستۂ ہیچ عامی
صاحب عرض[1] نبود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلے اقدس
حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں
بیچارگاں در مجمع عام شعرا و غیرہا بر اشعار آبدار حضور پر نور بے [محابا][2] بہ قاہ قاہ
می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیہ [حلم]
و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا بستن ہیچ دقیقہ در سعی ہتک آبروے
ہمزباناں از ایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ
نوازند از ہمہ دیدہ وری و ذرہ پروری بہ عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور
والا ازیں باز بمجلس سخنوراں نخوانند للہ در قائل ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں      نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ایشاں باز معروض داشتند کہ ما ہیچ ایں بے ادباں خواہیم کرد حکم ارفع اعلے عز صدور یافت
کہ زنہار ازیں خیال محال درگزرند ایں آواز گنبد است ہرچہ خواہند گفت خواہند شنود فقیر را
دستار بندے از دستار بنداں دربار درباہ کہ خدایش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

[1] عرض ۱۰۱۰ ورق ۹۸ ب ‌+      [2] اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے +

ورق ۴۵ قصداً بایں احقر ملاقات کردہ خندان وکشادہ پیشانی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا سرور بود و پرسیدمش کہ خیر بود یا شر گفت شر بود اما بانصاف پادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل گشت ع

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

وآنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ما بحکم اذا اضطر وانی الامور فاستعینوا باصحاب القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین قطب الحرمین غوث الثقلین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم استعانت جستہ باہم استشارہ بمیان آوردہ آنچہ در جواب صاحبان اشعار عربی وغیرہ رطب و یابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بہ پاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ بعضے در کمین گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان بہ بزم سخن طرازاں حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد و ثالث [بالخیر] بود بسبب قرب و جوار بر ایں گفتار و کردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ ایں فتنہ کہ سر بہ بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلےٰ کوشید و قبل از وقوع واقعہ[1] بنواب معلے القاب رسانید و ایں بزرگاں بغرور خود سری بمجلس رسیدہ بر وبہ کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مد تمام [برخواند] کہ در وے خود را بحر بیکراں و دیگراں را سیل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم ترکیف تنزیل حضرت وہاب و گفتہ حریفاں را الفیل ما الفیل مسیلمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب و شیخ ولی اللہ محب الاحباب برمز و کنایہ ہرچند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند لاجرم بنا بر [فرو] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شاں بما یالٰہ[2] مخاطب شدہ بکشادہ روئی می گفتند معلوم صاحباں است کہ ایں فخر شاعرانہ است ہر کس کہ گوید گوید مضائقہ ندارد [فلانے] چنیں گفتہ و فلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

[1] اصل نسخہ میں 'دافع' درج ہے ۔ [2] نمایاں ا.ا.

دوبالا می شد و زبانہ می زد و بایں آب پاشیہا فرو نمی نشست خاموش نشستہ پیچ و تاب میخوردم تا دورہ سخن بمن رسید بہ میر صاحب تدبیر غافل از تقدیر قدیر خطاب نمودہ معروض داشتم اند کے گوش دارند ایں سید بیچارہ کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافتہ الفیل ما الفیل خود میخواند ساعیان اطفاء نائرہ فساد چون درحین خواندن شعرائے دیگر بگوش ہوش ایں سخن سنجان [صراحۃ] صورۃ حال رسانیدہ بودند مجرد خطاب ایں احقر یقین خاطر عاطر ایشان و نواب عالی بیان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاش للہ کہ ایں ہیچمدان سراپا نقصان ہجو کسے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پرداز و بے اختیار نواب کامیاب بزرگی را کار بستہ یا [ایں] صاحبان و محب مہربان از جاے خود [جستہ] بجاے ما ہا رسیدہ دلجوئیہا [فرمود] ایں بزرگان خصوصاً میر معز الیہ کار بست بزرگی گشتہ بہ بزرگی بزرگان پیش آمدہ بسینۂ ہر یک چسپیدہ داد بزرگ منشی و [خوش] خلقی دادہ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

... مہاے مغلطہ [یاد] فرمودہ کہ مارا بریں بے روشیہا بے پروائیہاے مرزا آوردہ ولیں کہ بر اشغال تا ... ہم نمی جنباند و خود را از ہمہ بالا دست می پندارد القصہ قصۂ دور و دراز ... ت اجمال ہم بطول بکشید [نشنہ] ایں است کہ مرزا در اثناء قال و مقال [بدیہہ] بر زبان آورد کہ با ... [در غرض] احوال خود شعر استاد خود را ہمیں زمان تضمین کردہ ام و بدیہہ بر خواند ؎

عظیم اب گو ہمیشہ سے ہے یہ شعر کہنا شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کبھی سکھن با نہ کھنڈ گو یوں ہیں ہو نہ ہو اعتبار اپنا
جنہوں کی نظروں میں ہم سبک کتنے دیا[۲] اونہیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

ورق ۴۶

[۱] نایاب ا۔ ا۔ ورق ۱۰۰ ب ٭ [۲] اونہوں ا۔ ا۔ ۱۰۲ ب ٭

وشیخ ولی اللہ محب در [حبن ذکر] بادشاہ جمجاہ کہ درمیان آمدہ بود بسیار بموقع ایں قطعہ انشا[د] کرد

## قطعہ

مجلس میں چکے چاہیے جھگڑا شعرا کا　　اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہنچے یہ قضایا　　اکبر تئیں[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے

بہرکیف ع

درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از راستی نبائد گذشت وحق نتواند پوشید - میر موصوف شاعرے است زبردست وسخن سنجے است قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع در آں [بیکار] بردہ و بعضے اشعار [بے نقط] و برخے نقطہ دار ونیز بے بصنعت قلب و مانند ہا در دیوان وے ثبت افتادہ ہمگی پنجاہ وہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں جائگاہ تحریر یافت منہ سلسلہ رابطہ

شمیم کاکل مشکیں سے ہیں جو اوتنگ گیا　　تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

---

جگر کی آگ بجھے جسسے جلد وہ شے لا　　لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

---

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک اٹھکھیلیوں والا　　بھبوکا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

---

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ　　ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

---

خلد بریں کی جنتی ہیں حوریں ان سے کہدو پرے رہو　　نالہ چڑھتے ہے اپنا فلک پر پرے کے لوگو پرے رہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہان گیر کے آگے ۱۰۱۰۲ ب ٭

حل [کھانے کو کل] میں نے [جو چھلے کو] کیا گرم    بولے کہ چہ خوش وا چھڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

---

پلٹن [ہے] بادلوں کی [طنبور] رعد باجا    جب وہ بت فرنگی [آکڑ][1] بہل میں بیٹھا!

---

ان کے دو مجھسے کبوتر کے جو جوڑے اڑ گئے    تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[نیلے] ڈوری پانوں میں کیوں باندھتے ہو جان من    کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

---

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی    بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی آجائیے خم ٹھوک کر    ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

---

رہتے ہیں بہ رنگ بو کوچے میں رگ گل کے    لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

---

جی سے میں اپنی جان کے صدقے    یعنی اس نوجوان کے صدقے

---

ورق ۴۷ کبھی ہی کیوں نہ ہم ہیں تم میں لڑائیاں ہوں    جب کھل کھلا کے ہنس دو [وہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے    وے گوری گوری رانیں جسنے دبائیاں [ہوں]
جسنے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں    لازم ہے یہ کہ منہ پر اون سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش    اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے    نظروں میں جس کی اوسکے مکھڑے کی جھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے    جن انگلیوں نے بغلیں وے گدگدائیاں ہوں

---

[1] اصل نسخہ میں 'اکڑ' مرقوم ہے +

گر آپ [ردیپ] ہم سے باتوں میں ٹک کرٹے ہوں — سو رگرٹے جھگڑے قضیے قصے جھٹ اوٹھ کھڑے ہوں
نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے — کیفی نگہ کے مارے جس جا کہیں گرٹے ہوں
ٹپکا پڑے ہے جوبن اُس رُوئے آتشیں پر — قطرے عرق کے [یوں] ہیں جس طرح نگ جڑے ہوں
ہے [ظلم[1]] اس پری پر ہم عشق ہو ویں جس کے — یہ جھمکے بُندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

---

جاڑے ہیں کیا مزہ ہو جیسے تو سمٹ رہے ہوں — اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں
تب سیر دیکھیے کوئی اوس دم لڑائیوں کی — کھینچے ہوں وے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

---

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں — سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں
[اوترے شراب تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے — جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا — ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں
ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب — ہم سے غریب بندے شائستہ ستم ہوں
کیا دخل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں — مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

---

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے نبیڑا کیجیے — بس خدا کے واسطے ہمکو نہ چھیڑا کیجیے

---

گل کھلا جیسا [اور ہی] تب کہتی یوں بلبل گئی — دیکھیے اب آگے کیا [ہو] بندھی مٹھی کھل گئی

---

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا — مثل ہے رہے نام اللہ کا

---

گر نازنیں کہے سے بُرا مانتے ہو تم — میری طرف تو دیکھیے میں نازنیں سہی

---

جب ابر غم گیا تو شرارے نکل پڑے — [آکیا رہ] آسماں کے ستارے نکل پڑے

---

[1] اصل نسخہ میں 'ظالم' ہے +

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ پھبن نکلے — سچ دھج اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
انشاں کا وہ عالم ہے اوس چاند سے مکھڑے پر — جوں وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

---

فقیروں ساتھ یہ تعظیم یعنی [خرچ] کم کیجے — نہ اٹھیے مرشد اللہ بیٹھئے دا تا کرم کیجے

---

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے — اور دھم سے آگھوں مرے صاحب سلام ہے

---

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح — کم نہیں شور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

---

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر — بولا کہ یہاں نہیں چل مجھی بھون کے اندر — (ورق ۴۸)

---

دل کو رکھ کر پنجہ مژگان تر پر [بینچیے] — یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر [بینچیے]

---

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا — غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

---

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

---

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا — بیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہتا پائی ہوئی یہاں تک تو — ان کی انگلی کی موڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں ابتک کیا کسو نے مس
مفت جل جاوے گا پرے بھی سرک — ارے میں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں　　تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس
لیکے دس بوسے (یارو) ہاں نہ سہی　　ہم کو سیپٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات　　آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

## رباعی

لی چپکے سے جب کہ میں نے اوسکے چٹکی　　بولا کہ پڑے جان پہ تیرے پھٹکر
پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا　　بس چل بے ہیں تجھسے آشنائی کٹ کر

## دیگر

میخانے میں کیا پھرے ہے مٹکی مٹکی　　نت شیخ و برہمن سے یہ چپکی پھٹکی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر　　یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

---

## انور

تخلص جوانیے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مردے خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خوست نیاکانش بدارو غگی عدالت العالیہ عز امتیاز داشتند خودش نیز موافق زمانہ بہ تعیین و تشخص ایام بسر می برد میگویند کہ شاگردی ایران زائے نمودہ ام و بہر دو زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ ایں بیست و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ منہ سلمہ ربہ ؎

یا [تے] نہیں ہیں وقت ہم اتنا فراغ کا　　کرتے علاج جیمیں کلیجے کے داغ کا

---

ہمکو معلوم ہوئی آپ کی چاہ آخر کار　　نہوا تم سے میاں جان نباہ آخر کار

---

چلے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو　　تم آئے تھے کیا منہ دکھانے کی خاطر

---

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر　　[بتؑ] پرستی میں کھلا دل پہ یہ عرفان کہ بس

---

نہیں لخت جگر سر مژگاں　　ثمر نخل انتظار ہے یہ !

---

ورق ۴۹ اشک اس جا ہے آہ گردوں پر　　اس نشیب و فراز کو دیکھو

---

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ میں　　جوں شمع آہ دود نہیں اس چراغ میں

---

انتظاری میں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا　　مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

---

پوچھا نہ تونے درد جدائی کو ایک بار　　اے ماہرو [مہینے] ہیں کیا چند سال ہیں

---

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں　　اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

---

ساقی سر خم مغبچۂ سیم بدن ہے　　جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی پیر و جواں کا　　ظالم ترے مکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

---

اصل نسخہ میں "مبد" ـــہ لیا ا۔ ا۔

روبروآئینہ روکے کیوں نہیں دلگیر ہوں　　حیرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

---

پاٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے　　چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
ایک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے　　خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

---

ایسی جان بخش ہوا موسم گل میں آئی　　قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

---

دل لیگیا تو سینے سے انکو خبر نہیں　　شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

---

مرچلے [ضعف] ناتوانی سے　　کام پیری سے نئے جوانی سے

---

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس　　ایک شب ایسی دکھائی ہے نئی آن کہ بس

---

ہوجائے کچھ تو تشنگی دل مری فرو　　ساقی اگر پلائے خم مے کے منتصل

---

شب تصوّر اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر　　پردہ آنکھوں کا مری دامان گلچیں ہو گیا

---

# اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر غلام محی الدین [نام]۔ وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

---

ل ہمکو ۱۰۱۰

کہ ایں بزرگ از پیر وردہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما نجیب زادہ قریشی الاصل واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یت] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود - شعر فارسی بسیار بمتانت میگفت و گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سر میزد و علی اختلاف الروایتین سہر[ند] ی الاصل یا دہلوی المولد بود - در آخرہا [بضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا[ح] برحمت حق پیوست بہر کیف نہ بیت از طبع زادش بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار ہے فصل بہار ہو نہ ہو ۔۔۔ میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو
کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا ۔۔۔ آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

---

ورق ۵۰ رکھتی ہے گلستاں کو [جوں] باد سحر تازہ ۔۔۔ ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ
رونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نپٹ خنداں ۔۔۔ اے درد تر اہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

## قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے ۔۔۔ بیتاب ہو میں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ
تب اونے کہی مجھسے وہ بات کہ سنتے ہی ۔۔۔ خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے ۔۔۔ مضمون کی تھی جسکے ہر ایک سطر تازہ
ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے ۔۔۔ جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ

یعنے کہ اوسیے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

---

ل؎ ہو ۱۰۱۰
۹ ہوں

# اوباش

تخلص شیخ امیرالزمان بجنوری است وے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ بامزہ میگوید این چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رخ اوس بے حجاب کا　　پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

---

یار تجھسے وہ سر جبیں نہ ہوا　　میری خواہش پر آسماں نہ پھرا
ہوگئے پیر انتظار میں ہم　　تو بھی اوباش وہ جواں نہ پھرا

---

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھسا گئے
ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

---

# ایمان

تخلص شیر محمد خاں حیدر آبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہاے ممالک جنوبیہ و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیست وسہ بیت از زادہ ہاے طبعش بمعرض تحریر درآمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم
ہر اک موے مژہ روشن برنگ شمع واژوں ہو

رواہے کون سے مذہب میں کہہ [اے] چرخ نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھسے کچھ ہونے ہی شرماتا ہے وہ    ہاتھ تک لگتے ہی میرا پاؤں پھیلاتا ہے وہ
ہاتھ میں چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے    نام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

---

واہ رے رفتار جوں موج گہر    دیکھ کر حیرت سے دریا تھم گئے

---

غنچگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں    چھپ گیا رنگ تبسم گل خنداں کے تلے

---

گلابی لے[1] کے اے ساقی شراب ارغوانی بھر    پیا[لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر
تیرا در پردہ [ہنسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے    اٹھی [پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر
[ٹک] ایک مژگاں جھٹک دوں تو جہاں گلزار ہو جاوے    مرے آگے نہ آنا دم سحاب ارغوانی بھر
غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ    یہی اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر
ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی    پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر
عجب ایماں ہیں شیرازہ بند اوراق گل یکجا
تو اپنی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

---

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس    ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس    ورق ۱۵
ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ    مژگاں ہیں[2] ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس
ٹک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو    گلزار فنا میں [ہے] برنگ پر طاؤس
ہے مرہم [زنگار] کا دشمن دل پر داغ    یہاں شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
گلدوزی بنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے    اڑ جاوے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
نیرنگی گلشن کو میں ایماں جو دیکھا    آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

---

[1] بسکہ    [2] ہے تری

بحمداللہ کہ مجھ تک صبحدم پیک صبا پہنچا — نوید دولت دیدار کو لیتا ہوا پہنچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت — سرسبز ہوا تجھسے گلستان وزارت

گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے — دیکھا نہیں تجسا گل خندان وزارت

ایمان کی یہ حق میں دعا ہے ترے ذرات — اے موجب شادابی بستان وزارت

[طوبلے] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے

تا حشر رہو یارب ترا دامان وزارت

---

# [ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نام [م] وے نیز از ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہائے] آں دیار وسید والاتبار است کلامش خالی از کیفیت نیست بآئین شیر محمد خاں ایمان وے نیز قصیدہ در مد[ح نواب وزیر] گفتہ ایں شش شعر ازاں کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت — ہے ذات مقدس تری شایان وزارت

رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو — وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت

چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر] — اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت

للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں — لاریب ہے تو رستم دستان وزارت

روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں — شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت

صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما

ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

# حرف الموحدہ

در تحت ایں حرف ذکرسی و دوسخن گو کہ دوکس ازاں پروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دوشخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را پیتاب و دوکس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در ایں حرف بالذات و الاستقلال بہ تحریر در آمدہ[1] و یک شعر شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض اندراج یافتہ

## باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون سا ما نوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش ودست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و بغایت مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ وسلام گفتن پیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوید شاگرد برادر مہین خود است ایں مطلع از وے است سلمہ [ربہ] ؎

جور بتاں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سب ہے جگر پاش پاش ہے

## پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ لکھن میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری وکبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

[1] دونوں نسخوں میں یہاں ایک سطر کیجگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

ورق ۵۲ فردوس آرامگاه انار اللہ [برہانہ] و مانند اسم [سامی] خود مرد صاحب کمال و شیفتۂ وجد و حال بود جنبش در سماع باصول ایقاعات و مقامات غنا [غیر] از سلسلہ ایشان کمتر بسماع رسیدہ جمے غفیر از اہالی و موالی شہر نسبت ارادۃ بوے داشتند و ایں مکھن میاں نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار خلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز ذہن] صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبرو را با وے سرخوش بود در سطے [ذکر] نام نامیش ایماے بداں رفتہ فتذکرہ مختصر کلام و برا دیوانے بود مملو انواع سخن سہ ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار حک گردیدہ در ایں زمان بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

---

## ببرعلی

تخلص ببرعلی شاہ است وے درویشے است کہ سیزدہم و بست و نہم ہر ماہ مجلس سماع بخانۂ خود منعقد می سازد و ہر گونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [نخود بریاں] بطریق تبرک بخش میکند و بہ دلجوئی ہر کس میبر[سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ محمدی مائل است اما در طریق ریختہ [گوئی] بخواہش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ غزل تخلص موزوں نمی شود ہرچہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش کہ بمن رسیدہ نہ شعر چیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ اوراست ؎

خاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

---

سمجھیو [یے ہے خدا کا] نام بہتر     نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دُنیا کے تو آغاز پہ دل     نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

---

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو     زور ہے اس کو آفتاب سے فیض

---

کس قدر ہے مزاج عالی واہ     اللہ اللہ رے شوخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل     پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

---

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک     کفر و اسلام سے نہیں واقف

---

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جُدا     برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

---

ان کمان ابروؤں کے ہم تیر نگہ سے آ گئے     بے دھڑک آپ پڑ کر اس دل کو ہدف بیٹھ گئے

---

# بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است کہ از تجارۃ پارچہ اوقات بسر میکند این دو بیت از گفتہائے اوست ۔

تیرا در چھوڑ کر صاحب کہاں جاوینگے     نہ جاوینگے اسی [دہلیز] کے بندے کہاں جاوینگے

کہوں ہوں جس سے ہیں اُن کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
تجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آویں گے نہ آویں گے

# برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب دیدہ ودیگرے را در اینجا برشتہ تسطیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میاں شاہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [ایں چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہے
ہووے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہیں باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے
کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہوا میں[۵۱] — افسوس کہ ساقی [و می و جا] م نہیں ہے
[اے برق] دل اپنا نہ جلا یاد میں اوس کی — کچھ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے ورق ۵۲

# برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ النیام میاں شرف الدین نام وے مرد وارستہ[۵۳] شاگرد بھورے خاں آشفتہ جدید[۵۴] الشوق جدید المشق است ایں شعر او گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ اُوسنے شکستہ حال ہمیں

# برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمٰن است وے جوانے است خوش طبع شیریں

۵۱ ہی ا۔ ا۔ ۵۲ "دا ہیں" ۵۳ از شاگرد ا۔ ا۔
۵۴ جدید المشق جدید الشوق ا۔ ا

زبان[ پا ] کیزہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نیک زندگانی
متخلق باخلاق حمیدہ متصف [ بہ اوصاف ] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع درائت
انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بیشتر عاشقانہ [ وکلامش ] اکثر
جوانانہ [ بہرہ ] وافی از علوم متعارفہ دارد تا مقدور ہمت بہ تعظیم [ و ] توقیر اہل علم و
ہنر می گمارد مو[طن]ش خیر بنیاد خیرآباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ
عن الشر والفساد است در سرکارے از سران فرنگ یا فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی
بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [ بعز تما ] م و امتیاز تام متعلق است و باہل
شہر بخوبی ہرچہ تمامتر پیش می آئد و جوہر علم و سیادت خود [ ظاہر می ] نمائد بہر کیف
[ ہفدہ بیت ] از زادہائے طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎
ہر [ گل تر ] خم میں نکلے ہے اب انداز چمن سیر [ کو ] تو بھی نکل حنانہ بر انداز چمن

---

شر[ یک ] جلسے کے [ جب ] آ کے تم ہملے سے ہوئے
جو مدعی [ تھے ] ہمارے [ و ] [illegible] تمہارے ہوئے
حریف [ چھیڑے ] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [ پیچ و تاب ] اٹھاتے ہیں من کو مارے ہوئے
ہیں یو [ نہی ] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا منہ پسارے ہوئے
ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوئے
بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آ گئے بالوں کی [ تیں ] سنوارے ہوئے
لپٹ کے روئے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں جی
نہ تم ہمارے ہوئے اور نہ ہم تمہارے ہوئے

نہ بار دیتے تھے بزم طرب میں برکت کو
پہ آج کل سے تو کچھ مہربان یار ہوئے

---

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی
تجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھا نا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
ایک ہی دم [کیلئے] پاس جو بہلائے کوئی

بام پر اپنے جو ہوتا ہے کبھو جلوہ نما
[بس] یہ دل چاہتا ہے آجی میں سما جائے کوئی

گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی نہیں
[دل میں د] دھڑکا بھی رہتا ہے :[بھڑکا] لے کوئی

بیرے اور اُس کے کنایہ بھی رہتا ہے سدا
ہم تمہیں چاہتے ہیں کس لئے شرمائے [کوئی]

سُن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے نادان
چاہ کہتے ہیں کسے یہ تجھے بتلائے کوئی

واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ
کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آجائے کوئی

[پاکے] برکت کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام
میری دیوار کے نیچے کہو مت آ [ئے] کوئی

[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں
! [میں گھروالوں کی] اپنے تجھے سنوائے کوئی

---

# پروانہ

تخلص دو کس بوضوح پیوستہ

## اوّل

پروانہ اول

[علی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [ است ] قلندر مشرب وارستہ مزاج بینوایانہ [ ب]ایام
ورق ۵۴ بسر می برد و از خوردن مسکرات مبالات ندارد گویند کہ بر سرائر ضمائر اطلاعے دارد
الغیب عند اللہ تعالے شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است این دو بیت او گفتہ ؎

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پہ و پیکان درست

---

۱؎ و این دو بیت از واست ا۔ ا۔

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام ہیں کر [ لیجئے ] دیوان درست

پروانہ دوم

## دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوئند وے مردیست خلیق نیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نیک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرپ[۱] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [ تلمذ ] بسخن سنج [ بے نظیر ] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [ بدر ] منیر استفادہ فرمود و در آخرہا از ہمہ وارستہ بمیاں غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ے

کہا [تیغ] نگہ جھٹ ترے گھائل کو غش آیا — گویا کہ دم نزع ہیں بسمل کو غش آیا
کیا کہئے ہمدم کہ اُسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر [ دل کو غش ] آیا

---

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی — زعفرانی رنگ جو تھا اس پہ لالی آگئی

---

نسیم آہ نے شاہد کسی کی کی تاثیر — شگفتگی سے دنرا [ غنچہ دہاں ] سر بر ہر کہا

---

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [ تجھے کوئی کب تک ] وفا داری [ کرے ]

---

## بسمل

تخلص دوکس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[۱] سرپ ،

# اوّل

بسمل(۱)

مولوی محمدی صاحب ملقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ[۱] [حضرت
ایشاں حبرے] بودند محقق و فضلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون
شرعیہ [نصیبے] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ در ہمیشہ
درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحا[ح می دا]دند و شروح
سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۂ انتساب شاں طلبہ مستعدہ استفادہ میکردند و از یاران
خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی
الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ باں استاد کل دارند و
خاکپاے طلاب جہاں اعنی قاسم ہیچمداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و
شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملۃ و الدین تفتازانی است رحمۃ اللہ علیہ از خدمت
سراپا برکت ایشاں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل
المتین] کہ متضمن است بس[۲] متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ و آلہ عن الصلوات
[اکملہا] و من [التحیات] [افضلہا] و در وے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ در وے جداو[ل]
ابواب اقسام سبعہ بر[ وش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ و الغفران در شرح شمسیہ
و شرح مطالع [بر] اے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پذیرفتہ و الحق کہ ایں کتاب
با روح و راح بدرجہ اعلی برتر از مراح الارواح است کہ در وے مطالب شافیہ [شیخ
ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں
رسائل چند جہت تعلیم میا[ں] الٰہی بخش سلمہ اللہ تعالےٰ کہ با وے سر خوش [داشتند]
تالیف و تصنیف فرمودہ اند موسی الیہ اگرچہ در ابتدا بے پروا [ئی ہا کرد] اما در آ[خر ہا بحکم]
کششے کہ عشق دارد نگذاردت بد[یں سال] ورق ۵۵

---

۱؎ عنہم ۱۰۱ ۔ ۲؎ بسیار ۱۰۱ ۔

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشان پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکہ بزرگان خاصہ [جناب] ایشان [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ بر اقران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہین مرتبہ این مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشان میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد و خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب این [والا] تیار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آن عالی قدر قدر این دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چند را میراث پنداشتہ برباد دادند بہر کیف ہفت عدد از درہاے آبدار آن دریاے بے کران علم و فضل بطریق تبرک و تیمن سمت ارقا[م پذیرفتہ لجنابہ] نور اللہ مرقدہ ــہ

تری گالیاں ہیں بہت کھا چکا مزا عشق کا خوب ہیں پا چکا
ذرا اب تو کھل کر دل اے مہرباں بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا
پھر اب پاؤنکو [کیوں لگائی] حنا قیامت تو سر پر سے لا چکا
ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید] بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا
عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں یہ دل ہاتھ سے ہمتمل اب جا چکا

---

ہوتے ہی [وہ سلسلہ] مو برو برو ہندہ گیا جوں شانہ مرا [مو بمو]

---

اس لب کی سدا یاد میں پنچے ہیں مژہ کے نہیں اشک یہ تسبیح عقیق جگری ہے

---

## دوم

مرزا ہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان نزا از تلامذہ سرآمد شعراے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں "گاہ گاہ" کے بعد "کہ" ہے جسکو ا. د میں قلمزد کر دیا گیا ہے [2] اند و. د [3] این جناب والا ا. و.

آغا مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [ بہ ] اندیشہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلامش مرغوب و الفت انگیز است چہار بیت از وے کہ بمن وسیت داد در اینجا ثبت افتاد او راست ؎

نہوتا گر کسو سے آشنا ] دل          تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں          رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل          ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

---

اکثرے ایں غزل را بہ عبدالحی تاباں نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحال ؎

طرز سخن کو میرے کہتا ہے سن وفا سے          آتی ہے بوئے الفت بسمل ترے سخن سے

---

## بشیر

تخلص میر بشارۃ [ علی ] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داشت [ تقدیر قدیر ] تعالے شانہ و [ بہ مرشد آباد ] انداخت در اثناء مراجعت بو[ طن مالوف بہ ہیضہ ] راہی ملک بقا گشت خداش مغفرۃ کناد کہ جوان نیک نہاد [ شرافت بنیاد ] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت ایں دو [ بیت ] از وے است ؎

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں          دیکھتے ہیں تجھے حسرۃ سے پرے بیٹھے ہیں ! درق ۵۶

---

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے          کھچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

---

؎ ا۔ ذ۔ میں عبارت ہذا شعر ' طرز سخن کو میرے ' الخ کے بعد درج ہے '

# بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبر آبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ و اشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہر دو زبان[له] اگرچہ گرم گفتار است اما میلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوئد بہجو ہر کس بے مہابا (کذا) بادرہ می جوئد باسر آمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] بہجو ایشان پرداختہ سزائے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بواجبی درکنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا بہجو ہر کس بے ہیچ خیلے دلیر بودہ و از دست میر با ایں ہمہ قابلیت عنان جوہر [قابل ستنا] سی [کہرو] خود سر پیش در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامین قدما میگردد اما بغائت درست فکر خوشگو شیریں گفتار معانی جو است پنجاہ و یک بیت از نتائج فکر درستش مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ او راست ے

ان آنکھوں کا نت گریہ دستور تھا — دو آبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

---

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ] — جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ
اب جنوں یمن قدم سے ترے آن کے بیچ — [پڑگئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

---

کھب گئی چشم ہیں جب سے کمر یار کی طرح — رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح
تو وہ یوسف ہے کہ وترات خریداروں کی — آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

له اگرچہ بہر دو زبان ۱.۳.۱

گردوں پہ گیا دور میں اوس لب کے [مسیحا]　　یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

---

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار　　[سار]ے بدن میں یہ زباں ہے عزیز

---

آئینہ دیکھہ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں　　اس پریزاد پہ میں غش ہوں بقا واہ رے میں

---

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں [خرا]بے میں　　ٹکڑے جو مرے دل کے بستے ہیں دوآبے میں

---

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں　　سودے نے پھر کیا ہے خلل سادماغ میں

---

مجھ سے کبتک اس دل صدچاک کا [پیوند] ہو　　اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

---

نہ دے ز[خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو　　کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہووے علق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر　　چوا وے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

---

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ　　تھا باللہ چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑ اس دل [خو]نین کو　　کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [ابشانہ]
دیوے جو [بقا] [بوسہ] وہ شوخ دم آخر　　تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

---

رشک گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ　　تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ و بہار آئینہ
حیرت حسن نے اُس شوخ کے مارا ہے جسے　　اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب　　اپنو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ　　درق ۵۵

---

سلہ پارے ۱۰۱.

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں    کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

---

قسم معصوم دشت کربلا کی یہ وہ دورا ہے    بقا [گر مانگیئے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

---

کیا کریں سینہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں    داغ سے داغ ہیں کچھ اپنے گریباں کے تلے

---

جلوہ ٹک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے    مول لے کر ترے اس سرو کو آزاد کرے

---

عشق میں بوئے[1] کبریائی ہے    عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے [آہ]    تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

---

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے    یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

---

دل سے وہ لگا [ہ] پہر[2] گزری    پر شکر [کہ][3] جی کی خیر گزری

---

دل سے [نکلے کہیں] پابوسی قاتل کی ہوس    کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا    جوہر برش شمشیر سپاہی جانے

---

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں    محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے ؎ عشق میں بو ہے کبریائی کی

[2] تیر ۱۰۱۰۔    [3] اصل نسخہ میں "کے" +

یاد میں تڑپھے ہے [یہ کس] ابروے خمدار کی آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس [بیمار] کی

---

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

---

رخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

---

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے وا کرے ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

---

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

---

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

---

## قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہر چند در پے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

---

## دیگر

گو نقل کیا بقا کو خوباں تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق [جا] نے دو [اب] اسپہ خاک ڈالو

---

## دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میر نے تو ترا مضمون دو آبے کا لیا پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دیتی ہو

یا خدا میر کی آنکھوں [کو دوا یہ] کر دے
[اور] بینی بے بہا اوسکے کہ تر بینی ہو

## دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر]
اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیوان پکارتے پھریے
ہر گلی کوچے کام شاعر کا

## دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا
فن سخن ہیں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقا اب ہجوؤں کی ریسماں سے
دونوں کو باندہ باہم ہیں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش بتمامہا بطول می کشید بر نسطیر یک بیت اکتفا ورآمد[1] ، زبانی میر میگوید ؎

واہ وا ہے [کیتکے] تم زور ہو
پھر ادھر آوے سو کاندو چو رہو

## رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک
ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کر کے بھی آرام نہ دیں
پھر شیشۂ ساعت ہیں بھریں اوسکی خاک

## دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے
اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
چشم اسکی بقا رام نہووے تو نہ ہو
اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

[1] بجملہ بہ تطول کشید، [2] در زید ا۔ا۔

# پنچھا

تخلص [شخصے است کہ در عہد آسودہ] مہد حضرت فردوس آرامگاہ طا[ب] اللہ ثراہ بحضرت دہلی بشاعری نام برآوردہ بودگاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پنچھا بعضے گویند کہ مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزہ اعتقاد بود و بعضے برآنند کہ مسلمان بود و لے [مخنث] وضع [بے بہبود مانا بہ] شکل ہنود و الغیب عند اللہ تعالے شانہ بہر کیف شعرش باکیفیت است و بسیار با [مز]ہ و خوب میگوئد ایں سہ بیت از وے است ؎

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د] وری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

---

نسب[ت کردن] ایں شعر بہ گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل و قلت تفحص است ایں ہیچمدان سر[اپا نقصان] در بیاضے قدیم [محررہ سنون] سابقہ از [تولد گنا بیگم] مطالعہ فرمودہ و بدائے العین مشاہدہ نمودہ ؎

[ہر چند کہا] دل کو اونے نہ [کہا] مانا　　پھر دیکھا تو بیجا ہے دیوانے کا سمجھانا

---

چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجھ لب کا　　دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

---

# بہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از خدمت سراپا برکت [حبر] صاحب دل مولوی محمدی بسمل عفی اللہ عنہ استفادہ علوم رسمیہ می کرد

و در ایام سالف بہ تعلیم فرزند ارجمند سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ متعین [بود] مرد شگفتہ پیشانی خوش اختلاط است اما گونہ از خلط اشو[۵۱] در سر دارد و خیال خام ہمہ دانی بکاخ دماغش جا گرفتہ گویند کہ در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و [کد بیشمار[۵۲] مانع آمدہ] ترکش گرفتم این پنج شعر حسب اظہارش کہ گفتہ خود میگوید ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے مونہہ سے قمر بھی　　ہے [مشک] تری بو[۵۳] سے خجل سنبل تر بھی
[تنہا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا　　جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]
[اس] آب و ہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت　　ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی
کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو　　اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گزر بھی
بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرع سودا　　آئی ہے [سحر ہونے کو اب تو کہیں مر بھی]

---

## بھید

بہ ہاے خفی کہ [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر میراں] مخاطب بہ سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں سفیر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خان] مرحوم است خوش میگوید و این دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے　　[اشک قمری سے] گلستان میں طوفاں گزرے
بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں　　ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

---

## بہادر

تخلص د [وکس میدانم]

---

۵۱ 'سودا'، و۰ و ۵۲ 'وکوشش مانع آمدہ' نسخۂ اصل ۵۳ مو و۰ ا،

## اوّل

بہادر (۱) بہادر سنگھ نام کاتبے از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [ بہ قصبہ بریلی] رحل اقامت افگندہ ہمانجا توطن گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [ سنجان ] عالم شیخ ظہورالدین حاتم دارد ایں دو بیت از وے است ؎

ورق ۵۹ [ملا دلا نظر آتا] ہے کچھ گل رخسار · رہا ہے [ کس کے ] گلے کا تو ہار ساری رات
ایدھر تو مسکی ہے چولی اودھر کھلے ہیں بند · نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات

---

## دوم

بہادر (۲) راجہ رام پنڈت[1] برادر راجہ دیارام وے مردے [ عیاش ] واراست معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [ می ] شود ریختی ہا بزبان نسواں ہم می گوید بہر [ کیف ] ایں [ چار ] بیت از وے است ؎

یاد میں تیری یہاں تلک [ رویا ] · ہو گئی خشک چشم نم کی تری
وا دریغا ھزار واویلا · حال سے میرے ایسی بیخبری

---

ایں دو شعر از [ ر ] یختی ہائے وے است ؎

جن دنوں [ تمنے ] محبت کا دیا تھا پیغام · مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب
[ تو تو میں ] بخت جلی [ آتی نہ تم پاس ] کبھو · خیر اللہ کو [ تھا یہ ] بھی دکھانا صاحب

---

# بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفے کہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

---

[1] دیا رام پنڈت ا۔ ا۔

ایرانیان و [ موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [ کہ] کم کسے را خاصہ از ہندیان
دست دادہ باشد چنانچہ از کتاب مستطاب [ بہار عجم ] کہ تصنیف آں جوہر قابل است
والحق کہ کتابے است بس بلند مرتبہ [ براہل انصاف ] ہویداست و [ ازانکہ ] بدستش آفتے
رسیدہ بود خان آرزو ویرا برستم یکدست خطاب میفرمود بہرکیف [ا][1] زقوم سنارہ بود
و سنارہ[2] قبیلہ ایست از قبائل کھتریاں و ازاینجاست کہ [ بعضے ] از قلت تفحص ویرا زرگر
پسر دانند کہ سنارہ بلغۃ ہندی زرگر [ است ] [ و بر تقدیر ] صدق [ این مقال ] عجیب
[چیست] کہ عنایت [ الٰہی ] وابستہ [ حسب و نسب ] نیست [ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من
یشاء در اشعار ] فارسی بخان [ آرزو ] استشارہ می نمود و گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں [ میکرد ]
این مطلع از وے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[ کہیں ] تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں مطلع

---

# بیدل

تخلص مرزا عبدالقادر مغفور مبرور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی
المو [ لد کہ در ] صغر سن بخاک پاک ہندوستان حفظہ اللہ تعالےٰ عن نوائب آخر الزمان
افتادہ شعر فارسی بمتانت و استواری و نزاکت و پختہ کاری میگوئد [ قادر ] ہرگونہ سخن
است اگرچہ برخے از [ زباندانان ] ایران زمین و شطرے از ہندی نژادان معانی آفر
[ ین پاے انصاف از دائرہ ] منصفی بیروں کشیدہ [ در پوستینش ] می افتند اگر شاعران
ایران [ را ] کسے گوید کہ پنج[2] بیت غزل یا یکہ چار [ مصرع ] رباعی بزبان اردوے معلی

---

[1] از قوم او ستارہ بود ۱.۱   [2] ستارہ ۱.۱

بگوئید با وصف عمر بسر بردن در هندوستان جنت نشان [ درست ] سرانجام نتوانستند
نواب [ تا بندوین ] دواوین متعدده [ ضخیمه ] ازان قادرسخن بال [ پختگی و ] متانت بزبان
ایشان انصرام یافته [ چه رسد ] زہے انصاف وشمنی برمردے که از وے قریب صد ہزار
بیت رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [ بسنجیدگی ] تمام برصفحه روزگار
یاد [ گار ] است بخطاے [ محاوره ] که جاے چند اتفاق افتاد خورده گیر [ ند مختصر کلام ]
از دواوین وے یکے دوازده ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ ہفت ] ہزاری [ و
دیگرے پنج ہزاری و ] علی ہذالقیاس و چند دیوان رباعیات مروف دارد گویند [ که ]
در [ ہجو ریش زاہداں ] مراثی چند [ صد ] رباعی گفته و بیرون ازیں ہمه [ در بحور دراز ] دیوانے
بزرگ از وے بتد [ وین ] رسیده [ وصحائف ] دیگر چوں چار عنصر و رقعات بیدل و غیرہما
در نثر برشته تحریر کشیده القصه شاعری [ دول مرا تبه ] [ بیدل است که ] صاحب دل بود
[ که ] نهاده به نهائت وارستگی و بے پرو [ ائ ] ایام بسر می برد و خلقے کثیر از انفاس
شریفه اش بهرهٔ وافی [ می ] اندوخت که پشت بدنیا و عقبی [ رو ] برسول و خدا نشسته بود
در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمده معاش و ملازمان امارة تلاش شاہزاده [ معظم محمد ]
اعظم شاه بہادر طاب ثراه منسلک بود

## حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راه بنواب معلے القاب [ قطب ]
الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر که با ایشان تعارف قدیمي داشت [ در ] خورد
نواب معز [ الیه ] بنابر تغیر وضع که قلندرانه ریش و بروت و ابرو تراشیده میداشت و
جاے دستار گاہے پرکاله سوسی بر سر می بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [ به ]
سلام علیک سبقت نه جست پس ازانکه [ بنواب ] معفور بودن مرزاے مبرور ثبوت
پیوست بزرگی را کار بسته بکلبه اش تشریف ارزانی داشته و گاه [ بواجبی ] بنیاد نهاده
آخرکار در پالکی خود جا داده بدولت سراے خود آورده دو سه روز صحبت [ مستوفی ]
داشته در حین رخصت موازی سه لک روپیه را نقد و جنس [ تو ] اضع نمود مرزا بلحاظ اخلاق

ـــه اصل نسخه میں "بہادره" ہے ۔

کریمانہ [ نواب بالفعل ] قبول کرد [ ۱ ] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت ردساخت و دانشمندانہ [ گفت ] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش این ہمہ نعمت کجا و [ از جناب ] نواب کدام کس امانت دار تر کہ بوے سپارم و بیرون ازانکہ مرحوم [ فقیر انگاشتہ مایحتاج ] الیہ میرسانند خوردہ زری کہ از میراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مالک با خود دارم این ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خداست عند الحاجت گرفتہ بخرج ضرور خود خواہم آورد۔

## دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و [ سفا ] کی مشہور بود و بہ بدخوئی و ستیزہ روئی معروف رو [ زے ] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شما ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [ دل کسے نمی خراشم ]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ ریختہ ہم ] از طبع وقادش ریختہ این دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم ہیں
اوس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں
بیدل کے آستاں پر جب عشق آ [ پکارا ]
پردے سے [ یار بولا ] بیدل کہاں ہے ہم ہیں

---

## بیدار

تخلص شاہ محمد [ ی ] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبرآباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [ داشت ] در فارسی نسبت [ تلمذ ] بمردے

---

۱ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے ۔ جو نسخہ ا۔ و میں بھی موجود نہیں ،

[ایران] زا خوبی التیام مرتضی قلیخان نام المتصف بخلت [و وفاق] المتخلص بہ [فرا] ق دارد و اشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ تاز مرد خواجہ میر درد گذرانیدہ و باصلاح استاد آکثرے از سخن پردازان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت ارادۃ بشاہ عبدالستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب علام الغیوب بود ورق ۱۱
جل جلالہ و عم نوالہ داشت، در آخرہا استکساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی و مولاء جمیع المومنین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش بلباس فقراو درویشان آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ خو فرشتہ کردار مدتے در سراے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ خلقے را ہدایت راہ مولے فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست غفر اللہ لہ و لسائر المومنین شعرش بسیار باکیفیت و پختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ و استخوان بندی آں بدرجۂ اعلیٰ دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالان خیلے می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان لطف و عنائت از ہرچہ تمامتر مبذول میفرمود از فرمودہاے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ہم خاک بھی ہو گئے پر ابتک   جی سے نہ ترے غبار نکلا

---

[صبح] ہوتے ہی ہوا جب جدا وہ مہرو   [روز گویا مرا ے [حق] ہیں شب دیجور رہا

---

اُونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا   تو نے اے آہ کچھ اثر نہ کیا
رات تو ہو چکی پہ تو نے دل   قصۂ زلف مختصر نہ کیا

---

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نور دیدہ کاں کا   تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

---

ترے [رخسا] رو قد و چشم کے ہیں عاشق زار گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

---

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا جامۂ بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کسکے دل سوزاں کی خاک گرد باد دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے اس لب رنگیں پہ جوش حسن سے تبخالہ تھا

---

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

---

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو سرپرآرائے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

---

چاہتا ہوں میں تمہیں اسپہ جو چاہو سو کرو ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

---

حیف اے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

---

کیا کیا بیداد تو نے ہے غضب ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

---

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا غنچے کا ہوا دل خوں پستی پہ سخن[1] آیا

---

آئینے کو تو مونہہ دکھاتے ہو کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

---

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

---

[1] سخن ۱۰۱۔

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا　　پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

---

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گزر] رہے　　چھوڑتا اب بھی نہیں دست گریباں میرا

---

بہار آئی تڑانے پھر لگے زنجیر دیوانے　　ہوا شور جنوں [برپا] اہا ہا ہا اہا ہا ہا

---

عمر و عدوں ہی میں گنوائیے گا　　آئیے گا بھی یا نہ آئیے گا

---

آپ ہیں دیکھ اوسے ہیں رہ نہ سکھا　　ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکھا

---

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب　　آملو پھر درنگ کیا ہے اب　رق ٦٢

---

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت　　ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

---

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ　　کیا کروں بیدار اس [بیمار] ہی دل کا علاج

---

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر　　جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

---

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد　　حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

---

دل کو ہے سخت انتظار جواب　　کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

---

حال سن سن کے رو دیا میرا　　کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبیٰ کی شاخ کاٹیے لے کر قلمتراش — تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے — جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

---

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل — روشن دم صبا سے ہوا یہ چراغ [ دل ]
گلریز جلوہ تا کہ ہو وہ نو بہار حسن — خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

---

قتل تو کرتا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک اب — دیکھ لیویں تیری صورت پھر کراے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک — [ہرچند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجھسے بھی بھلا اتنا کہ یہ میں بھی سنو (کذا) — بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

---

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم — ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستان [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوے بتاں ہیں ورنہ ہم — کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

---

وبال جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدار — دلیل اسکی ہے روشن میان[1] محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے — ایک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمۂ عزیز تجھ کو ہو اے چشم یار حیف — برباد و پائمال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھ تو کیا ہے عجب[2] رنگیں ہوا — سرخ ہے، کالی گھٹا، اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
نفقط قصہ ہی ہے فن طبیعی اور [الٰہی] میں — جو علم[3] معرفت چاہے تو رہ یاد الٰہی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے — عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزوئے خوشدلی بیدار گردوں سے — مے راحت جو چاہے سو کہاں مینائے [خالی] ہیں   اس جام

---

[1] بیان ا۔ ا۔ [2] غضب ا۔ ا۔ [3] حکم ا۔ ا۔

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

---

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل ہیں یاں آئینہ خانے کی طرح　　آپ ہی آتے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں

---

دیا ہے ہاتھ میں ان نوخطوں کے صفحۂ [دل]　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدة] میں　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار یوں ہوا تارک　　ایسی کیا بات آ گئی جی میں
جانیں مشتاقوں کی لب پر آئیاں　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　نہیں جائے سخن کچھہ اس سخن میں
نے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　حیراں ہوں اس میں اے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے چرا کہتے ہیں　　سچھہ (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانے سنا کہتے ہیں ورق ۶۳
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھہ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　جان جاتی ہے ادھر آپ اودھر جاتے ہیں
شہید دست رنگین بتاں ہوں　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاویں پر　　نوبہار دل پر داغ اگر دکھلاؤں
دل ہے بیتاب چشم ہے بیخواب　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھہ اوس کو　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　پر ہم سے ٹک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہا [نے] آیا　　دیکھو اے بزم نشینان ہنر پروانہ
دیکھہ اوس گیسوئے مشکیں کی ادائیں شانہ　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

شکوۂ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی نہ کرو    گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ
زلف اُس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جاے    سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جاے
نذر میں اُس شہ خوباں کے کروں کیا بیدار    دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے
سیا تو ہے پہ کوئی دم میں پھر گریباں کا    جدا جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے
جل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار    آگ تیرے عشق کی شمع دل ہر سنگ ہے
میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے    خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے
بیدار کھینچے زلف اودھر اور چشم یار ادھر    حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں رہے
یہ پیچ و تاب تو کچھہ بے سبب نہیں بیدار    [دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یاں جا دیجے
اوسے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا [ؤں] دستہ نرگس [مز] ار مجنوں پر    جو دیکھوں آج میں روے نگار آنکھو [ں سے]
صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے    کہ تیری بو سے جا [گلشن میں] پھولونکو بساتی ہے
ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گل کے    کہ ہے غرور[۵۲] نزاکت دما[غ میں] گل کے

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجئے گا    ایک ملنے کو نہ کم کیجئے گا    ورق ۶۴
جی میں ہے آج بجائے مکتوب    یہی بیت اوسکو رقم کیجئے گا
مہربانی سے پھر اے بندہ نواز    کہیئے[۵۳] کس روز کرم کیجئے گا

# بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خان[۵۱] سلمہ الرحمن است و [ے] در اصل از خطہ [دلپذیر]
کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمتہ و الغفران و مرید [سعید]

---

۵۱ یہ ن۰ ا۰    ۵۲ غرور و نزاکت ن۰ ا۰    ۵۳ کبھی ن۰ ا۰

قدوۃ العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان است در آخرہا قدرے تحصیل علم صرف و نحو ہم نمودہ و بہ خاکپاے طلباے جہاں اعنی قاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیشتر بلکہ بلا ناغہ میفرمود ملخص سخن خواجہ احسن الدین خاں بیان[۵۱] شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی بہ چنگ[۵۲] نامہ داد شاعری دادہ [ہمیشہ بعمد]گی و خوبی ایام بسر کردہ از چندے بہ حیدرآباد در سرکار ناظم[۵۳] آں بلاد ملازم[۵۴] بود مدتے است [کہ از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بہرجا کہ باشد خداش خوش دارا[۵۵]د این[۵۶] بیست و دو بیت از نتائج طبع اوست ؎

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا — جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا — تڑپھتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

[بیا]ں تیرے کوچے[۵۷] سے [چلتا] رہیگا — مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

---

بیوفا سخت خطا کی کہ ترا یار ہوا — آہ میں دیدہ [ودا]نستہ گرفتار ہوا

کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی — بس اودھر چشم سے چھوٹا کہ ادھر پار ہوا

---

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف — مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف

میں بھی[۵۸] کوئی آدمی ہوں جس سے شرماتے ہو تم — دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]

یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں — مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تونے بھی اوس سے — ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

---

۵۱ احسن الدین خان ا۔ا۔ لیکن آگے جاکر نسخۂ اصل میں بھی احسن الدین خان مرقوم ہے۔ ۵۲ چپک نامہ ا۔ا۔

۵۳ نازم ا۔ا۔ ۵۴ ملازم ا۔ا۔ ۵۵ دارد ا۔ا۔ ۵۶ بہرکیف این بیست ا۔ا۔

۵۷ کوچے ا۔ا۔ ۵۸ بھی میاں کوئی ،

ہم رکھنا تیری زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

---

رخصت ہے عقل و ہوش کو چلیے جہاں رہے — اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مر[ے] تم الٹ پلٹ — آ[یا] ہے گر پسند تو اے مہرباں رہے

---

خدا کرے کہ خفا ہو کے جی نکل جاوے — کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف مونہہ پہ آیا ہو — خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل[1] جاوے

---

چشم کرم کسو ہی سے اپنے تئیں نہیں رہی — رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں — شام سے لے کے صبح تک وہی نہیں نہیں رہی

---

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی — ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے — یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے
ایں شعر را بعضے بجواب عماد الملک نسبۃ کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ
جا کہہ کوے یار میں کوئی — مرگیا انتظار میں کوئی

---

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں مونہہ سے بول لے — اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

---

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی — جسطرح کٹا روز گزر جاے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے — آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

---

[1] نکل جاوے ۔ ا ۔ ا ۔

# بیخود

ورق ۶۵ تخلص لا] لہ نرائن واس است وے مردے است متصدی پیشہ نیک اندیشہ از مہاجنان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از شاگردان استاد صاحب درائت ہدایت اللہ خان ہدایت و از نظر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیدہ و گاہ گاہ بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی رایگہ تازمرد خواجہ میر درد علیہ الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخواند و استفادہ میکرد حاصل کہ ایں جوان صاحب زبان سخندان خندان شیریں زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است ایں شش بیت از وے [است] ؎

ہر اشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا
بتا ہے یا الٰہی کیا دل سے تاب آتش کا

چمن میں آگ موج رنگ گل نے [حبّ دی] تجھ بن
نظر آتا ہے ہر اک گل ہمیں گرداب آتش کا

[مے گلگوں کو چشم کم] سے تو مت دیکھ اے بلبل
بنایا ہے یہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا

مری [آنکھوں سے دیکھے] سیل اشک گرم کو آکر
نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

---

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے
مرے اس منتقل دل میں شعلے ہیں [کیا غضب] اخگر

گلے ہیں اور یہی اب لعل کے ٹکڑوں کے مت پوچھو
بدخشاں میں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب اخگر

---

# بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی بہ عبدالرشید وے در قصبہ شکارپور بمعلمی ایام بسر می برد و بطور آں نواح گاہ گاہ [زمزمہ طرازنہ] می شود مرد نیک بخت و صالح شنیدہ

شد۔ این سہ شعر اوﷺ راست ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرے لگا رہتا تھا　　اب تو صورت سے بھی میری ہے [وہ] بیزار ہوا

---

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل　　تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام نہیں پتہ

---

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو　　دل تم کو دے چکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

---

# بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو نہائتن با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این پنج شعر از وے است ؎

میں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق میں　　مردہاں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا
جس طرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب　　جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑ دی اسنے نقاب　　ایک نہ ایک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

---

[کیوں] نہ پرکالۂ آتش کہوں تجھ کو لے شوخ　　سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجھکو
اوس کے ہیں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ　　ہمدمو دیجو کفن کرکے حنائی مجھکو

# بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام، وے از سادات

---

ﮯ از وے است ۱۰۱۰　　ﮯ نواب سید ۱۰۱۰

رضوی و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است در طبابت ہم دستے دارد و در نواح قصبہ کول کہ موطن ویست علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد ایں چار بیت از خوش گفتہائے اوست ؎

ہمکو لیل و نہار نے مارا گردش روزگار نے مارا
دادخواہوں سے گھر گئے رستے اُس کا [جس] کو [چے] سے گزارہوا

---

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار ہیں گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار ہیں
بیباک کوئی کھول کے دیکھے تو اب تلک آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار ہیں

---

# بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدایار دی خاں ظریف کہ پیشتر بہمیں تخلص متخلص بود می شناسم سہ کس را از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و ورق ٦٦

## اوّل بیتاب (۱)

ازاں دو کس کہ دراینجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد و خوش اعتقاد سالک مسالک ملک العلام شاہ محمد اسمعیل نام از شاگردان مصطفٰے خاں یکرنگ اما بنا بر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است ایں دو بیت اوراست ؎

تڑپھ کر مرگئی بلبل قفس میں پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

---

## دوم بیتاب (۲)

عزیزے شیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و روبہ شعر گوئیش بسیار

---

سلہ شعرا ۱۰۱.

متانت بنیاد است [ این ] مطلع او[۵۱] راست ؎
جی کیوں کہ بچے جب کہ جلاوے جگر آتش  سب [بستی] کو ڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

---

# بیکس

تخلص دو کس معلوم این کس است

بیکس اول

## اوّل

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیاکا] نش از ایران زمین بود ند شعر فارسی بسیار[۵۲] میگویند و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پویند این رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجیدہ گشتہ رباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ماشاء اللہ  سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن میں جو دیکھا انہیں اتنے ہیں پوچ  لا حول و لا قوۃ الا باللہ

بیکس دوم

## دوم

میاں امام بخش مر[حو]م وے مردے بود متواضع مسکین نہاد بسیار خلیق نہا[۵۳]یت نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بر شاہ راہ واقع است بود و تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف و [وزونی] نحو ند اشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [بر نظر] تع طبایع تکلیف سخن بوے می کروند بے[۵۴] تحاشا میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [ورزیدہ] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خداش بیامرزد بہرکیف این دو بیت از[۵۵]آن آں مرحوم مغفور است ؎
ہو چکے دو ہی مولوی نامی  مولوی روم و مولوی جامی

---

[۵۱] از وست و ۱۰ [۵۲] بیشتر [۵۳] و نہایت ۱۰ [۵۴] بے تحاشی ۱۰ [۵۵] ازاں مرحوم ۱۰

این فیض سخن است کہ گاہ گاہ بروے طاری میشد اما اصل ر و بہ وے این است ؎

لڈو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خریدہوں
جب چھارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

# بیجان

تخلص دو شخص این شخص می شناسد تحریریکے [ ازانہا ] در تکملہ النسب پنداشت ویکے را در اینجا بنگاشت و آں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [ ور دریبہ شیرینی ] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمیناً کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [ تخلص خود گشت از ] قبیل این دو بیت شعر می گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر    جب کبھی آہ ہماری ہیں اثر ہووے گا

بیجان ہیں جان تک بھی د[ی] پر    میرا نہوا وہ شوخ دلبر

# پیام

تخلص شرف الدین علیخاںؒ اکبر آبادی است وے از [ ممتازان ] زبان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت برصفحۂ روزگار از و یادگار است خان آرزو وعلی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیاناً تفنناً للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائج طبع عالی[ا] [وست] ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بت خوشخط کی زلف ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

ورق ۶۷

مصرع دوم از شعر اول ازان شاعر شان جلی التخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد او گوئد ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ] کام عشاق کا تمام کیا

# حرف الفوقانی

درذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دوکس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا و سہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مر] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ ۔

## تاباں

تخلص [جوانے است زیبا[۱] نازک] اند ام عبدالحی نام وے از شعرائے طبقہ ثالثہ و عاشق پیشہ معشوق مزاج بود گوئند [کہ خوباں] ان جہاں طریق دلبری و شیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

---

۱۔ "ذیبا" در ہر دو نسخہ

بود کیفیت کہ آخر اہل رہے دو امردان شیریں ادا و سادہ رویان ملاحت [آما] درخانہ وے بزیور و [زر] پور آراستہ و پیراستہ می شدند وحسب الطلب امراے قزلباش در محافہا نشستہ بشب مہمان می رفتند از شومی ایں چنیں کردارہاے ناہنجار بحضرت دہلی رسید آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا القصہ وے جوانے بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سر برآوردہ افسوس کہ درعین عنفوان شباب و ریعان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دست خوش صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود وخوبی چشم و ابرویش یکتاء و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمہ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش ثبت فرمودہ در رشتہ سلک شاگردان خود کشیدہ اما دراصل شاگرد محمد علی حشمت است کہ باوے سرخوش داشت و ممکن کہ از نظر ہردو صاحباں عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ اشعار آبدارش بیشتر بر زبان خاص وعام جاری است وخالی از کیفیت رعنائی وعاری از چاشنی دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

جفا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مرا [ے سرپہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر مژ[گاں سے ہے] دل کو الفت
جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا
میرے غریب دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھو دی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکو یوں لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہوتے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی مرے اشک کا گر جوش رہے گا
تو شمع صفت جسم بھی [ پانی ہو بہے گا]

غنچے [لہو] میں سب نظر آتے ہیں سر بسر
اُس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

اوس جامہ زیب غنچہ دہن کو ... دیکھ
حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

---

۵ عرید ا و ۲ ترتیز ۱ و ۱

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا — اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا
سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام — جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا
[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے — اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا ورق ٦٨
گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو — حق تعالےٰ کرے جیتا رہے تاباں میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت — یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت
کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں — جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت
آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی — اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے — اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پہ گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح

[لے د] لگی خبر چشم مرے یار کی کیونکر — بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں — ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں راتیں]

سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں — ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں
کیوں تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم — بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن[1]

ہوتا تمہارے عشق میں کیوں دردسر مجھے — یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی — نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی
ہمارے اُس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں — پڑی ہے دھوم تاباں اسطرح گویا بسنت آئی

## رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی — یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی
داناہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباں — باقی باللہ اور سب کچھ فانی

[1] این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شدہ وزبان زد عالمست کہ ازآن عبدالحی تابان است واللہ اعلم بحقیقت الحال (منہ)

# تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مرد[1] نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمٰن احسان است این شعر وے گفتہ ؎

تشنۂ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں ہے زباں اپنی نکالی بام سے خیر اب (کذا) نے

---

# تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

## اوّل

تجلی (۱)

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بینظیر محمد تقی میر کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بارتا شے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بعرب [سرائے] سکونت [ورزہ] بدہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیرش بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ این سی وہفت بیت از شیریں کلامیہائے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا

اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے میں تیری نگاہ کا اک[2] تار بندہ گیا ہے مرے دل سے آہ کا

نشے میں آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا گراہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

---

[1] مردے است ۱۰۱ [2] یکبار ۱۰۱

ورق ۶۹

ہمیں سرمۂ چشم نے اوسکے مارا — کفن سرمہ گوں کیجو یارو ہمارا

کاہیکو درد دل اول تو میاں ہوتا ہے — اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے
وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ — میں تو حاضر ہوں کنڈ کیوں ہو میاں ہوتا ہے

طرب کا رنگ رخ گل پہ آشکار آیا — کلی سی کھل گئی جو ہیں وہ گلعذار آیا
یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] نے[۱] — کفن میں کھول دیں آنکھیں سنا جو یار آیا

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث — وہ[۲] بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

---

بو ریا کی بوریاے فقر سے میرے گئی — آب مے سے پہر دیر اک عمر جب دھویا کیا
کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں — بند اس پنجرے میں مجکو جان کر گویا کیا
ہاے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل — کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا
کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھاتے کا مری — ٹک گلے لگ کر تجلی گل نمط بویا کیا

---

ہاے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح — لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا

آنکھ دکھتی [ہے[۳]] تو عاشق کے لگا گال سے خوب
زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے — ہوگئے پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ
جب چلا میں اشک مکھڑے پر بہا کہنے لگے — چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا ساون کے بیچ
ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے — لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیچلا دامن کے بیچ
صبح آسوز و گداز عشق کی خلوۃ میں دیکھ — شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

---

روئیے اتنا فلک تک پہنچے اوج موج اشک — ماہ بھی تڑپتا[۴] پھرے پانی میں ماہی کی طرح

---

۱ ہی ا۔ا۔ ۲ وے ا۔ا۔ ۳ ہیں ا۔ا۔ ۴ تڑپا،

دل خفا مجھ سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا　　ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک
دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس　　آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

---

افسوس مژہ بال پریدن نہیں ورنہ　　جوں مرغ نگہ اڑ کے ملیں یار سے آنکھیں
وہ گل مری آنکھوں میں ہے جن آنکھوں میں گل ہو　　مسرور ہوں وے کیا گل گلزار سے آنکھیں
سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم　　دو جام ملے خانۂ خمار سے آنکھیں
[یہ موم] سم سرا ہے نہ شرار کہ رکھوں گرم　　اس تیری گل آتش رخسار سے آنکھیں
[بے مہر] بن ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ　　سینکا[۱] کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں
اہتمام عبارۃ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض　　عاشق کے [ترے لگ چلیں] طومار سے آنکھیں
وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی　　بہرہ نہ ہوئیں جلوۂ دیدار سے آنکھیں

---

ورق ۷۰　　تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں　　کہنے لگے ہٹا دو اسے آفتاب میں

---

بڑے افسوس میں ہو کھوکے[۲] تم ہاتھوں کی نوگریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی دل سے سوکریاں

---

چمکتے ہیں در دنداں مرے رونے پہ ہنستا ہے　　اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر مینہ برستا ہے

---

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی
یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، چھڑی ٹوٹی

---

۱؎ سینکا ا۔ا۔　　۲؎ کھوکے ا۔ا۔

مے پیوہی گے تجلی ورنہ یارٹی[1] ہو چکی　　دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہو چکی

ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے　　پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

## دوم

تجلی (۲)

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد در حیدرآباد [ بسیار نیک خصلت ] خوش [ منش نہایت ] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعر از وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک　　پھیلا رہے ہیں سرو لب جوئبار ہاتھ

غنچے کی طرح خون جگر پیویں غم میں ہم　　پوہنچا [ وے[2] ] یوں حنا ترے پاتک نگار [ ہاتھ ]

---

# تجمل

تخلص عزیزے است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئند[3] مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [ خوبی ] نژاد است ؎

ایں سہ بیت او راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں[4] عیش زندگانی کے　　وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے

کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں　　یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [ کہانی ] کے

سمجھنا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا　　کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

---

# تحیر

تخلص میاں غلام مصطفےٰ سلمہ اللہ تعالےٰ خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ ایست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وے کہ عالے

---

[1] بازی ا۔ا۔　[2] "دیں" اصل نسخہ میں ،　[3] می گویند ا۔ا۔　[4] اٹھے ا۔ا۔

است متبحر اظہر من شمس الضحیٰ ست و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیہ ونقلیہ خاصہ
حدیث و تاریخ و اسماء الرجال روشن تر از آفتاب نصف النہار و عم والا تبارش کہ خدا[۵۱]ش
سلامت با کرامت دارد [چیرے] است محقق و فحلے است مدقق کریم ابن الکریم بر جادہ
شریعت مستقیم طراز چار بالش افادہ و ارشاد مربع نشین مسند رشد و رشاد عالمے از انفاس
شریفہ اش مستفید خلقے از اخلاق کریمۂ وے سعادۃ یاب و سعید مختصر کلام کلام در توصیف
ایں ارکان دین متین فضولی است لہذا ازاں وادی عنان شدیز خامہ واقع نگار را انعطاف
میدہم و خلاصہ احوال میاں غلام مصطفےٰ [می] نویسم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچہ خود
ہم خالی از اخلاق وگرم جوشی نہ اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاہ گاہ ریختہ می گوئند و
باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسانند بہر کیف ایں سہ بیت از گفتہاے ورق ۱۷
ایشاں است ؎

عید کے دن مجھے کہنے یہ ہر اک یار لگا ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا
جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا اجل کا اسی وقت [پیغا] م ہوگا
فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی آمد [آ] مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

---

## ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمدہ معاش با جاہ و
ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش درد آلود و رنگین فکرش بغائت خوب و دلنشین گوئند
کہ در فیض آباد طرح مراختہ بخانہ می انداخت و بہر کس بزرگانہ می ساخت ایں [شانزدہ] بیت
از زادہ ہاے طبع رساے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [جلے] ہم

---

۵۱ خدا ایشش ۱۰۱

تونے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے — جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست — آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے
اے ترقی بات جی کی جی میں رکھ — منہ سے نکلی اور پرائی ہو چکی

کون سا گل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا
کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

---

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] — پرتوا سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے
قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو — حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے
جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھتی ہے پھر وہیں — خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے
یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت — اسلیئے میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے
جرم کچھہ ٹھہرا لے قاتل پھر مجھے تو قتل کر — بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے
جھانکتے ہیں چشم بیمار اس کی جب دکھلائی دی — میں نے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے
دیکھیئے اب [کس] مسلماں کو کریگا قتل تو — آج غصہ بے طرح کا فر تری چتون پہ ہے
دست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم — آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے
تونے ایک دن بھی نہ دیکھا [چڑھ] کر اپنے بام پر — روز اس کوچے میں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے
ہے ترقی میرے اس سینے میں وہ آتش نہاں — طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

---

## تسکین

تخلص دو کس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت شاگرد میر قمر الدین منت کہ بمیدان مشق سخن سازی می

نشافت و [سعادۃ] علی نام داشت ایں دو بیت از وست ؎

حال اگر کہیئے [تو ہم سے] وہ صنم رکتا ہے    اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے
کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں    خود بخود یہاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے    رق ۲،

تسکین دوم

## دوم

گنگا واس پنڈت وے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوئد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے    جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے
عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی    جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے
کیا غم ہے ہمیں تسکیں آفات زمانے سے    اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

---

# تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال رائے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ ایں ٹیکارام نہایت خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہردو زبان سخن میگوید در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمود و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود ایں شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا    ہو جائے شق جگر رگ ابر بہار کا
آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں    کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

---

جب ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب    بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

---

میرا ہی جگر ہے یہ کہ ہیں سینہ سپر ہوں
رستم تو چڑھے اوس بت بے پیر کے موںہہ پر

---

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے
فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

---

میاں جو کچھ تری [سج] دھج ہیں مرزائی [بانکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں ہیں یہ رعنائی بانکلتی] ہے

---

# تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام و ے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نیکواست خوش فکر معلوم میشود این شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل پر رہے
ہاتھ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پھر دل پہ رہے

---

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں
جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آکے وہ بت آج
اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

---

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رُلا دے گی
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

---

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ
جوں اٹھاویں کسی بد مست کو [میخا] نے سے

---

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر ہمیار پر تیرے
ہمیں آ[تا ہے] رونا اپنو [حال] زار پہ [تیرے]

# تعشق

تخلص نونہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [ بوستان ] نجابت سربرآوردہ
اعنی برخوردار کامگار سعادۃ نشان اقبال توامان مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مدعمرہ وزاد
قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذولسانین
امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا [ نی ] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ
تعالے اسرار [ ہم کہ ولہ ] استکساب علوم عقلیہ [ و ] شغف استحصال فنون نقلیہ در سرداردہ
شب و روز دامن بر زدہ بسعی ہرچہ تمامتر در تحصیل پیش نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار ورق ۴۳
ستودہ کردار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ کہ نسبت خویشی بوے دارد میگذارد او
سبحانہ جل شانہ ویرا بمراد دل و عمر طبعی رسانا د بحق النبی و آلہ الامجاد بیت

دعا از من آمین ز کروبیاں  اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیست و یک شعر از زادہاے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ

ربہ و مد عمرہ

یہاں کام ہی آخر تھا تا خیر اگر ہوتی  صد [ آفریں ] اے قاصد کیا زود [ شتا ] ب آیا

---

خواب راحت ہیں [ رہے حیف ] تو اے لیلے وش  خاک اڑاتا پھرے جنگل ہیں ہہ [ مجنوں ] تیرا
سا [ منے ] دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون  یارے کہہ ا [ تو ] ہوا خوش د [ ل محزوں ] تیرا

---

[ کہیئے ] تو مری جان یہی شرط وفا ہے  ہیکل رہوں ہیں آپ کریں [ غیر کے جا ] خواب
اس درد جدائی نے رو [ لایا ] مجھے یا [ رو ]  تھا وصل ہیں [ ہنسنا ] مجھے یا چین سے تھا خواب

---

بعد مدت لائے ہیں تشریف ابکی [ با ] ر آپ  جانے دیتا ہوں کوئی ہیں [ کیجے سو ] تکرار آپ

واہ جی کیا ہی [نشے] میں آج ہیں سرشار آپ — بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سوسو] بار آپ
حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے — کہہ چکے [ا]پنی طرف سے آگئے ہیں مختار آپ
[مت] ستا اور رشک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ — ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا بیما]ر آپ

---

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ایدھر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

---

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجے
تجکو لے جائیے وہاں یا اوسے [لے] آئیے یاں
میں تو حیراں ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجے

---

تیری کچھ چال ڈھا[ل سر]و رواں — جی کو بے اختیار بھاتی ہے
خواب میں تجکو دیکھئے کیونکر — تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
آتش ہجر کا ہو منہ کالا — مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے
جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں — ارے فرقت تو کیا ڈراتی ہے
عشق سے دو بدو ہو میرے سوا — کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

---

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے — تیر[ے بن] سخت بیقراری ہے
ناصحو جاؤ مغز مت کھا[ؤ] — عشق کیا امرا[ختیاری] ہے
چشم [بد دور] میرے اشکوں میں — موتیوں کی سی [آبداری] ہے

---

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے — عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

# تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[۵۱] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلےٰ مانند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی بمعنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری باجرۃ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر] گوئی چہ فارسی و چہ ریختہ درسر دارد این چار بیت[۵۲] از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے | تب سے جہاں [ہیں] مو[ت] کا بازار گرم ہے
کا[م و] زبان ولب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے | کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے ورق۴۶

---

ہماری طرف بھی ہووے اشارہ جان من کا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دن رات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

---

# تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[۵۳]میدانم یکے را از انہا انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم و دو کس را در اینجا بحیطہ تحریر می آرم

---

۵۱ مریدان ا۔ا۔ ۵۲ شعر ا۔ا ۵۳ گوی ا۔ا۔

تمنا اوّل

## اول

عباس علیخا[ن] وے جوانیست مغل زا از سکنۂ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میرود این مطلع از وست ـه

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

تمنا دوم

## دوم

محمد[ا] سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد] پسر ہمزلفا [حسن اللہ] خان [بیان] در سرکار [گردون اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزا جہا]ں دارشاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسا] نیدہ بود بعد شنقار شدن آں شاہ [بازِ] بلند [پرواز اوج] حشمت وجاہ بیاوری بخت بلند و مدد طالع ا[یں] جمہد مختار [کار سرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی صا]حب شد اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سیزدہ [بیت] او [راست] ـه

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آئیاں ہمنے بھی [انکو ایک] کی سو سو سنا[ئیاں]

---

گرم نظارہ تھا اوس چہرہ گلگوں پہ رقیب [ایسے کم بخت کی د]کھنے [بھی] نہ آ[ئیں] آنکھیں
وست قدرۃ [کو بھی] تھا عالم حیرۃ پیدا تیری تصویر سی جب مونہہ پہ بنائیں آنکھیں
سچہہ تو کہہ تجکو بھی آرام کچھہ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے ہیں تے لگائیں آنکھیں

---

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح کو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

---

[قضا] وعشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

---

ـه صبح تو مرے آکر گلے ۱.۱.

ترڑ[پہہ رہا] ہے[کوئی] خستہ جاں زمیں کے تلے　　اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زماں زمیں کے تلے
رہیں[کرایہ کی جاگہ ہیں] کب تلک اے دل　　ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

---

تم[اگر] اوٹھ کر اب یہاں سے گئے　　یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند[ہوے]　　کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوے کروبیوں کے بہرے کان　　چرخ پر نالے اس[فغا]ں سے گئے
جس سے[اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے　　وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

---

اب اپنی یہ[صورت] ہے کہ[جوں] بلبل تصویر　　طاقت نہیں[پرواز کی اور پاس] چمن ہے
[این شعر در مرض] موت دو[سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

---

# تمکین

[تخلص دو کس می شناسم]

اوّ[ل] تمکین اول

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گویند] کہ ہمیشہ با[صلاح] دین[مسرور] واز علایق دنیا نفور بود[گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] این مطلع از و[بیست] خداش بیامرزد ؎

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا　　مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

---

لہ رہے ۱۰۱.

تمکین دوم

## دوم

بخت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [ المتخلص بہ فدا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا[فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا]ک پاک شاہجہاں آبا[د] صانہا اللہ عن الشر والفساد است وا[شعا] رخود [از نظر بدپر والا قدر] خود گزر[رانید] ہ ایں سہ بیت او راست ؎ ورق ۷۵

مشتاق قدمبوس ہے ہر خسار بیاباں لائی ہے دلا تیری یہ شوریدہ سری رنگ

جب سے کافر وہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

ہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھوں میں تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [میں]

## [ننھا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

## اول

محمد عیسےٰ وے مردے است کہ نیا کانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ ننھا] رات کو [پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تھم کے بیوجہ تڑپتے نہیں [بسمل] تیرے آ[ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں
خاک ہیں دلکو ملا کتنے ہو [قیمت] کیا دوں چیز اگر [لیتے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر[سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری] ... ہیں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

---

آئے تو [سہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے ... کتنا] ہی کہا وہ[۱] کسی عنوان نہ ٹھہرے

## دوم

تنہا(۲)

شیخ [عوض] علی وے شخصے [است سپاہی منش وا] لا نژاد خوش نویس ظریف نہاد

ایں سہ بیت او [راست] ــہ

کیا بلا پھونکے[۲] ہے سوز عشق سینے [میں مرے] ... آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنایت] کی خدا ... جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے

تھا یہی پیغام وقت نزع تنہا [یار سے] ... اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

## سیوم

تنہا(۳)

افغان [پسرے بود] نورسیدہ و سبز [ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ ایں مسکین صاحب گفتار د [لنشین نہایت حلیم] وبغایت [سلیم] سعادۃ [ا] لتسیام سعد اللہ خاں نام بنا بر تاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ و شعر خود گاہے از نظر ایں بے بضاعت گزرانیدہ و گاہے بسمع دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برنچیدہ بساط ہستی برچید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد

ایں چار[۳] شعر از وے است ــہ

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر ... ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہاری[۴] ہو

---

دم بدم پیارے ترے عاشق کا عالم اور ہے ... دیکھ لے دیکھے تو اسکو[۵] وہ کوئی دم اور [ہے]

---

۱ رہ ا۔ا۔ ۲ پھوکے ا۔ا۔ ۳ "سہ شعر" ا۔ا۔ اصل نسخہ میں چار شعر ہیں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں مرقوم نہیں۔ اصل میں پہلے "سہ" ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر "چار" بنایا گیا ۴ کہماری ا۔ا۔ ۵ اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے۔ ا۔ا میں "اسکے" رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت "اسکو" چاہتا ہے ؞

مت کوئی ہوئے گریباں گیر قاتل کا مرے قتل کا اپنے نہیں [ ہے غم ] مجھے غم [ اور ہے ]
دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم یار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

# حرف المثلثہ

[ در اثنائے ] ذکر ایں حرف اسامی [ ہفت ] کس کہ [ خیال شاعری در ] سر داشتند اندراج ] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی و سہ شعر است

## ثابت ]

تخلص سہ کس بمن [ رسیدہ ]

### اول

ثابت (۱) مرشد [ زادۂ زمان و زمانیاں ] اعنی عمان شاہی رابے [ بہادر ] مرزا معز الدین بہادر [ دوم ] فرزند ارجمند زینت بخش تاج و تخت مرزا حسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ
ورق ۸۷ موصوف و با خلا [ ق ] پسندیدہ معروف آند و ریختہ با مزہ میگویند ایں بیت و یک بیت از ریختہائے طبع عالی جناب الیشان است ؎

[ ہاتھ ] میں [ پہنچی ] عجب بازو پہ بھج بند غضب سر پہ تعویذ [ پری ] پا [ ؤں ] میں تصویر کڑا ✓

---

دل کو تو لے کے مرے مفت [ ہوا ہے بدنام اب میں ] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

---

کیا چال میں [ چھل بل ہے ] غضب آہ مرا دل تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا
دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل ترا[ہی نکلا] ہیں ہمنے بھی تاڑیاں ہیں — پھر قتل پہ ہمارے تو نے کٹار [باندھا]
[اس رشک] سے یہ میرا [د]ل خوں میں لوٹتا ہے — فتراک سے جو ظالم تو نے [شکا]ر [باندھا]
رنگ حنا [نہیں ہے یے] شک ہے خون ثابت — بہتان کیا [یہ تجھ پر ہیں اے نگار باندھا]

---

[د]ست جنوں [کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل — [دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہو گیا

---

جگر میں درد ہے آنکھ[و]ں سے [ا]شک آتے ہیں — [تڑپھ سے] پھوٹ گیا شائد آبلہ دل کا

---

شب وعدے پہ اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا — [بےتابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا
کسطرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے — اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے پر افسوس — وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

---

[خوبر]و تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب — [رخ پری[۲] کا کل] دکھوا یا [لا] بلا [رفتا]ر خو[ب]
[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا — واجبی ہم کیوں نہ دینگے واچھڑے بسیار خوب

---

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے دامن وصل کا تب سے — قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]
نہ پہنچا [ہاتھ گر] داماں تک اسکے تو پھر ہم بھی — گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

---

دست گل خوردہ مرا کل دیکھ یوں کہنے لگے — خوب [پھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں
واہ رے دست جنوں' اللہ رے تیری دستبرد — نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں
اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں — مت [بھگو] پانی سے [میر]ا ہی طفل ابتر آستیں

---

۱؎ پہ ۱۰۱ ۲؎ نسخہ اصل میں اس موقعہ پہ عبارت میں گنجلک ہے اور 'رخ پری' کے بجائے 'بے سخت کے' مرقوم ہے ۳؎ پہ ۱۰۱

قیامت قد وہوا آنکھیں پری [ر] خ          [ بچپانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے ]

---

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [ مری آنکھوں ] سے [ نکلے ] ہیں
[ کدھر ] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

ثابت (۲)

## دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [ وے از] شاگردان مرزا بچو بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں ضلع علم استادی [ می ا ] فر[اشت] شعرا[یں] ہردو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ ہوا ]          [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ ہیں دن رات پڑا جلتا ہے          آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

---

[ مصرع ] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] وں ہوں میں
سکان نہ سپہر کا دل [ خون ] کروں [ ہوں میں ]

ثابت (۳)

## سیوم

[مرد] ے [ سعاوت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [ خان وے ] از سکنۂ [ بلدۂ لکھنؤ واز تلامذۂ] میاں [ جعفر] علی [ حسرۃ بود گویند کہ مرد خوشخو نیک دل [کشادہ روبجد] مشتغل بود ایں مطلع او راست ؎

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف          پر [دیکھتے] نہیں کبھو اے یار اس طرف

---

ورق ۷۷

# ثاقب

تخلص دوکس می شناسم

ثاقب (۱)

اول

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خو از شاگردان شاہ مبارک آبرو ایں [دو] شعر از ان آں مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا
کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا
مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

ثاقب (۲)

دوم

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام ایں سہ شعر از ان آں مغفور است ؎

ثاقب کی نعش اوپر قاتل [نے آ کے] پوچھا
یہ کو[ن مر] گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

---

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہیئے
اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہیئے
اس نگہ ترچھی سی تی (سینی) ہوتا ہے بس عالم دو نیم
تجکو کا [ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہیئے

---

# ثروۃ

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ ٹکیت [رائے] در لکھنؤ متعلق بود کلا[مش] درد آلود می نماید ایں دو شعر از وست ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے
ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے
نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے
بستر درد پہ تڑپھے [ہیں] عجب حالت ہے

---

# ثنا

تخلص سید زادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

---

لے اصل نسخہ میں "ہے"

عظیم آباد است گاه گاه فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر]فت خوش فکر و صاحب [طب]یعت معلو[م] میشود ایں شعر از [و] است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے می و مینا ہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

---

# حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملہ آنہا دو متخلص جرأت تخلص میکنند و[] و دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جولاں و مجموع [اشعار] . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .
. . . . . . . کہ من جملۂ آنہا . . . رباعی واقع شدہ

## [جان]

[تخلص جان[ا] عالم] خان است[ا] وے خلف الصدق نواب متور خاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفر خاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز [مرحوم] میر سانید نثر خوب می نویسد و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر]کیف ایں [چہار] شعر از [زاد ہا]ے طبع اوست ؎

---

ا نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے ۔ ۲ ۔ ا ۔ میں ' جانعالم ' ہے لیکن خمخانۂ جاوید میں (ص۲ جلد دوم) جان عالم ہے '

چھوڑ عارض د[ل نے گھیرا] زلف مشکیں [فام کو] — [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو پہچے شام کو
لگا خوبان نو [خط سے یہ ملتے — گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] د[ل] نے
[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ [تا ۲ ہ] کی — دور از اثر سدا رہی [ہٹ ۳] تیری آہ کی]

---

بیٹھا ہوں یار آنکھوں [میں آنسو بھرے ہوئے] — جوں تابداں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

---

# جذب

تخلص سید زادہ [ایست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان با حلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش و بسیار [عیب] پوش نہائت [مہذب و] بغائت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند و بطور خود پاکیزہ [میگوئد] ایں پنج بیت ازو است ۵

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے — یہاں مری جان [کی صفائی] ہے
اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری — یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے
چشم تر تو نے [ہی] ڈبویا ہے — آہ یہ کیسی آشنائی ہے
یہاں ہوئے ہم تو جاں بحق تسلیم — وہاں ابھی عشق آزمائی ہے
جذبؔ چل دیکھ آستانۂ یار — ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

ورق ۸۰ ب

---

# جراح

تخلص غلام [نا] صر پسر حافظ ر [مضا] نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الہی

---

۱؎ از خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۰۲ ۲؎ ۱۰۱ میں 'آہ' ۳؎ از خمخانۂ جاوید اور ۱۰۱ میں 'تپ'

تعالے [شانہ بہ تلمذ مر] جع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ دارد و] در کار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیراست و از فن شریف طبابت ہم نصیبے اند و [ختہ] و ایں غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یاب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوید ایں شعر و ے گفتہ ؎

اکرم نہیں ہے اوس بُت خورشید [رو] کو چین　　پھرتے ہیں [جیسے] کوکب سیارہ گرم ہے

---

# جرأت

تخلص دو کس می شنا [سم]

## اول

عزیزے است [شیریں کلام قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیداست و مہارت وے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے دست دارد و ستار خوب می [نو] از دنیا کانش بدربانی دربار دربار سرافتخار [بآسماں] می سو دند اصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] افگندہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [در] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنا بر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو] ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحاے آنجا نیست و جمے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر ویرا در ایں فن شریف بے مثل و عدیل پندارند

## حکائت

گویند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی انعقاد می یافت با بسیا [ر] ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بحدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

ؔ۵ رسید غزلہا خواند، ا.ا.

گشت کہ شنیدن] شعر مشکل شد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود فامتدر بخش جرأت جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود شد میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواسا کرد چوں ابرامش دراین امر از حد در گذشت گفت کہ ہرگاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گوئم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخم] ۃ تواناں وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہرکیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سرآمد شعر[اے] بلدۂ لکھنؤ رقمزدہ کلک واقعہ سلاک میگردد ~

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا    کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

---

ورق ۷۹ رتبہ گل بازی کا دلاکاسش تو پاتا    ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

---

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے    ہو گیا جسم و بدن ضعف سے بستر اپنا

---

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جائیگا    کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے پاسے وہ    ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرا جائیگا
مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو    جب کہیں تو مر مٹے کاتب یہ جھگڑا جائیگا
مت بلاؤ بزم میں جرأۃ کو ہے آتش زباں    آگ سی سینے میں سب کے آکے بھڑکا جائیگا

---

دل پہ لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا    جب [یا] د آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

---

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے    مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

---

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ    کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو　　قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا
[از رہ] طعن یہ کہتا ہے وہ نادان ہم کو　　دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا
کیا اوس گھر میں چرچا جسنے میری آہ و زاری کا　　الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا
یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا　　چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا [یا] ہوا
غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کھلا　　کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا
کچھ موہنہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا　　حرف سخاوۃ آہ زمانے سے اُٹھ گیا
داغ پر دل جو ترا چاہنے والا نکلا　　شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

---

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا　　کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا
یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت　　ساتھ اپنے جو کھلتے تھے انہیں خاک نے کھایا

---

تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ　　جیسے بیٹھے خفقانی کوئی زندان کے بیچ ورق ۸۰
غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس　　بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

---

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی　　تب ہس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ
دن ہجر کا جب وہ پھر آتا ہے تو جرأت　　کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

---

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال　　جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال
لوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجلا کے کہے　　واروں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

---

وہ سوختہ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر　　ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

---

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے　　ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے جوں برق جان پہ ہیں    گتا ہے زمین پہ ہیں گہ آسمان پہ ہیں
گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اسس آرزو میں    کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پہ ہیں

---

قدم میں ناتواں جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں    تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پہ بیٹھ جاتا ہوں

---

جو تم ہنسنے ہنسانے کیلئے اب قہر چنچل ہو    تو پھر رونے رولانیکو سنا جی میں بھی طوفاں ہوں

---

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں    جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
ترے مریض کے ملتے تھے جو کہ تلوے آہ    وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں
یہ دل میں کس کی سمائی ہے اچپلاہٹ آہ    کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں
زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پہ جرأت    یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم اگلتے ہیں

---

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں] ہیں    جنہوں کے بس میں ہوں میں [وہ پہ] اے بس میں ہیں
لخت دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار ہیں    پیٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار ہیں
لخت دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں    دیکھیے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

---

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں    ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں ورق ۸۱
جو دیکھا تو سوائے اشک جوشاں شکل فوارہ    نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

---

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو    پہلو سے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

---

اب نشاں [ر] ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو    ہائے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

---

وہ ہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو  جسکا دل لے کے کوئی منع کرے آنے کو
یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال  بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مرجانے کو
سنبوٹک اوبتِ بیداد گر اللہ نے آہ  کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو
ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا  پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

---

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس  وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

---

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے  غضب چتون، ستم مکھڑا بدن سانچے میں [ڈھالا ہے]

---

[وہ رنگ] جو کندن سا ہے اوس کا ہوں دوانا  پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی
پہنے ہوئے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہرا]  گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی
بجلی ہے تلے ابر کے یا جھمکے ہے جرأت  اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

---

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے  ہوے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

---

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے  ہس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے
ابتو بازار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار  بیچتا ہے تو اِدھر آ ارے او دل والے

---

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے  کل نہیں پڑتی کسو کروٹ، کسو پہلو مجھے

---

نہیں ہلتے ہیں پہروں دست و پا یہ ناتوانی ہے  سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے
اٹھا ابر سیہ جوں قصد آنے کا کیا اونے  کروں کیا فکر اس کا یہ بلائے آسمانی ہے

---

خموشی کی ہماری جابجا اب قصہ خوانی ہے — برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھتے گلی سے اوسکی گو ٹھکرائے جاتے ہیں — غرض بہتر توانائی سے اپنی ناتوانی ہے

---

دل جو اب مجھ سے دور بھاگے ہے — اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

---

جگر پہ تیغ و سناں کا لگے تو گھاؤ لگے — نہ دل کا پر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار — تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے ورق ۸۲

---

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور — ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

---

کہنہ مشتاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے — اس لیئے سوجھے ہے جرأت کے تئیں بات نئی

---

دیکھ مجھکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے — یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

---

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے — ایدھر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کر کے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے — میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ ولجو نکل آئے

---

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

---

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی — ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
مونہہ دیکھو چاند کا کہ وہ نقشہ] ترا سا لائے — صورت خدا نے او[سکو [بھی] اک گول مول دی

قلق یہ اوس بت کافر کی ہے جدائی سے — کہ آ [ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم خدائی سے

---

یوں وہ آنکھوں میں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی — پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی
گرد ہالہ اختروں کو دیکھ روتا ہوں کہ یوں — موتیا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی
جاں بلب کوسے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا — مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی
جرأۃ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے — پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

---

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا — وہ جو سمند ناز کو چمکائے جائے ہے
جرأۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ — جوں شمع سوز عشق مجھے کھائے جائے ہے

---

دو لئے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں — یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

---

قاتل نہ مجھ سے موڑیو مونہہ وقت قتل تو — ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

---

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے — سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے
ہائے کہتا ہے وہ اب جسکے لیئے ہوں بد حال — حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

---

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے [مجھے] — کبھی اٹھاتا ہے تو پھر نگاہ بٹھاتا ہے [مجھے]
یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجھکو — کچھ تو بھاتا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے
صحبت اب یار میں اور مجھ میں [ہے جوں] شعلہ و خس — ہوں جوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے
آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک — جو خریدار [خم] ہے سو جلاتا ہے مجھے
بارے کچھ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر — اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
مونہہ مرے گھر کی طرف کر کے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ — کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے ورق ۱۳

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأۃ ٭ ٹک ہنساتا ہے تو پھر خوب رولاتا ہے مجھے

---

اوس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے ٭ جو خواب میں بھی آئے تو مونہہ ڈھاپ کر آوے
جو مجھسے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت د[یا دل] ٭ ہو جائیں ابھی مجھسے جو وہ مفت بر آوے

---

دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہوے ٭ داغ سے زخم ہوے زخم سے ناسور ہوے
منہ چڑھیں کیوں نہ مرے دار مژہ پہ چڑھ کر ٭ اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہوے
درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار ٭ شکر یا رب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوے
ا[پنے خدمت] سے جو معذو[ر] رکھا اے جرأۃ ٭ یاں تلک روے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہوے

---

[خیر ا]وسکو نہیں کرتا کوئی ٭ کہ میاں مفت سے مرتا کوئی
آہیں مست بھرے اوسے [ہم] لاتے ہیں ٭ اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی
اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیا[ل] ٭ خواب میں آوے نظر تا کوئی

---

رکھیو یا رب تو [پھنسا] دل [کی] گرفتاری میں ٭ موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں

---

اے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی ٭ ہے یہ دل بیمار چشم نیم خواب نرگسی
یاد ہیں ان نرگسی آنکھوں کے گر[نا] سور[چشم] ٭ بہہ چلے میرا تو پھر جاری ہو آب نرگسی

---

نہ افلاک کیا آہ و فغاں کیجے یہ خطرہ ہے ٭ نہ آندھی میں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے پرانے سے
نکا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے ٭ یکایک آ گئی ایسی خرابی کسکے جانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے تم یہاں کے آ[نے] سے ٭ وگرنہ دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے

---

ﻟﻪ دونوں نسخوں میں ' واگرنہ ' ہے ۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جاے ہے منکا
گردن کی غضب ہے بت بے باک کی ڈوری

---

[جو ر]اہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم ‏  اے خضر تصور ترے قربان گئے ہم

## قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات ‏  جرأة کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا[نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر ‏  جو با[ت] نہ تھی ماننی وہ مان گئے ہم؛

---

ناطاقت اب ہو [لبے] یہ [تیر] امریض عشق ‏  بستر سے تاک ہلے ہے تو لگتا ہے کانپنے

---

ورق ۱۴ جبکہ [ہمسا] یہیں سنتے ہیں تمہیں آے ہوے ‏  کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبراے ہوے
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا ‏  آ[ج لو]گ اُسکو لئے جاتے ہیں کفنائے ہوے

---

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہ یوں ہیں وہ نخل ‏  اٹھتے ہیں شعلے پہ شعلے جسکے برگ و بار [سے

---

مہ رخسار [کا و]سکے جہاں [ہو وہ] کر تو جیسے ‏  لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم کو ہر بار] گر سازش ‏  تو ہوتی باغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

---

جوش سودا جبکہ تیرے و[حشیوں کے سر چڑھا ‏  شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
روکے دل خالی کیا بس ہمنے جوں مینا سے مے ‏  بھر کے غیر[و]ں کو دیے جب تمنے پیمانے کئی

---

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھاے تو عاشق ‏  کٹے [حلقو]م سے سو بار بسم اللہ [کہ]ہ ال اٹھے

---

دل وحشی کو [خواہش ہے تمہارے] در پہ آنیکی    دوانا [ہے ولیکن] بات کہتا ہے ٹھکانے کی

---

قتل سے کب قاتلانِ [فتنہ گر] خالی ہوے    بھر [گیا شہر خموشاں گھر] کے گھر خالی ہوے
یاد [ہیں] سا[قی] کی جرأَۃ ساغرِ مے کی طرح    [گہ ہوے لبریز گاہے] چشم تر خالی ہوے

---

عشاق [کریں گر طلب] مے [تو] کہے وہ    [کم بخت یہ ہیں حلق] کے دربان [ہما] رے

---

تم نے تو [دل] لیکے کی مجسے خموشی اختیار    جا بساؤں ہیں بھی [اب] شہر [خموشاں] تو یہی

---

[کچھ] لگاوٹ کا [سبب اور] نہیں [پر] جرأَۃ    یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا ئے رکھیے]

---

بتان سنگدل کی چاہ کا وہ نا[م لے] حق ہے    کہ پہلے [جو کوئی چھاتی بنا لے اپنی پتھر کی ]

---

جب اوس کافر کی چھلی [آ] شنائی یاد آتی ہے    [فلک کو دیکھتے ہیں ہم خدائی یاد آتی ہے]

---

کیا نیں غم عشق کہتو] ں اسکے [عوض آہ    کیوں رکھ نہ دیا سینے ہیں زنبور کسی نے]
[تمہاری] تو دیکھو نہ ملانے کے لئے آنکھ    دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے

---

جلدی سے کرلے چرخ سحر ورنہ کہونگا    کالک ترے مونہہ کو شب ہجراں نے لگائی
پنہاں [نہوں] کیوں لعل و گہر سنگ و صدف ہیں    چٹ دونو کو تیرے درد [ندا] ں نے [لگا] ئی

---

[کہتا] ہے دم صبح وہ گھر جاؤنگا[1] یا رب    اب دفتر ایا [م سے یہ] لفظ بھر جاے

---

[1] جاویگا ۱-۳۔

[گرچہ وصل] یار ہے پر جی کو اپنے کل کہاں　　ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ آج ہے سو کل کہاں]

---

[کیجو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو　　میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

---

دن رات ہرزہ گرد نہو طو[رکیا] ہے یہ　　سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

---

پیار کی چتوں [مر]ی آنکھ اوسکی [شرما]ئی ہوئی　　کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر]سوائی ہوئی

---

شب نہ آئی [نیند اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا　　[بیکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

---

ہوے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں　　حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا ہی [سے ظاہر]　　یہ چاہ نہ سمجھیو نہانی
دیکھو تو ذرا [ا]بچشم تحقیق　　[کیا مد نظر ہے پاسبانی
تھا سایۂ مصطفے جو معدوم　　دشوار تھی اسکی رمز پانی
گزرا جو خیال یہ نبی کو　　تو آئی صدا یہی کہ جانی

با سایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانی]

دیگر

آ[ئی نظر] جو ایک مرقع میں نا[تو]ان　　[مجنو]ں سے [بھی] فزوں کسی بیما[ر کی شبیہ
تو ہنس کے] شتنے کہنے لگے چتونوں [ میں وہ　　لو[ تم ] کبھی دیکھو لو یہ ہے سرکار کی[ شبیہ]

---

سلہ دل ا. ا.

[ایسے بیدردوں کے مجھکو دام ہیں] لایا ہے چرخ
کو[ئی تو کہتا ہے] اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدرد یوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

## دیگر

ورق ۸۵ کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج | کہ مول آپ نے خنجر کئی وہ دھارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ مونہہ سے تو [کچھ نہ بولا] لے پر | بگا ہیں [بولیں] کہ کہتے ہو کیا تمہارے لئے

## رباعی

مختاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ | کہتے ہیں جسے نوکری سو ہے بیج ارنڈ
سرمائی دلائی ہے سو دستیجے ورنہ | [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] وینگے ٹھنڈ

## دیگر

بیوجہ نہ سمجھیو یہ پڑنے اولے | [انگریز بڑا بول جو ناحق بولے]
تو فوج ملائک نے فلک سے جرأۃ | مارے گوروں کو گوّے گوّے گولے

## دوم

جرأت دوم

مرزا [مغل] فرزند ارجمند عبد الباقی خان ابن حمید الدین خان نبیرہ وے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہایت خوشدل و شیریں گفتار از حضور پر نور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی [جوار] رحمت [حق پیوا] سستہ نسبت تلمذ بہ سر آمد شعر [اے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا وار دایں] سشش بیت از گفتہاے [اوست] ـ۹
بھلا تو مجھسے [تو کہہ کیا ہوا تجھے اے دل] | جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آ[ج] پر[یشاں ہے] حال سنبل کا    چمن پہ آہ یہ کس زلف [کا وبال پڑا]

---

[کیوں نہو دیں جا] ن و د[ل سے ہم نثار] آئینہ    عکس ہے مکھڑے کا تیرے [ ہمکنار آئینہ
رو بہ] و ہوتے ہی مفتوں کر لیا ا[س شوخ] کو    دیکھیو ٹک غور سے جرأۃ [ تو کار آئینہ]

---

جوں [برگ گل] جھڑیں ہیں [گلشن میں زیر گلبن    لخت جگر] پڑے [ہیں یوں آس پاس] میرے
غیر[وں کا گر] ہیں شکوہ یار و [کروں عبث ہے    سو دشمنوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے]

---

# جعفر

[تخلص دو کس میہ[اند]

## [اول]

[میر جعفر] مرحوم المعرو[ف بہ جعفر] زٹلی وے مردے بود از ساد[ات نارنول طبع رسا داشت] اما بتغیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہر چند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فر[دو]سی طوسی نخواہم شد زٹل میگویم تا ممتاز عالم باشم [یک چند] در سرکار دولت مدار [شا]ہزادہ معظم محمد [اعظم] شاہ بہادر بجبر کہ خواصان خاص عز امتیاز داشت زٹلیا[تش] تا الیو[م] بر صفحۂ روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است این [دو بیت کہ پسند خاطر] فاتر افتاد ثبت یافت ؎ ل

کھٹکا[۱] لگا دیوار کو [کہہ جعفر اب کیا کیجیے    خطرا پڑا] آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ [ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے]    چلنا بڑے[۲] بازار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

جعفر دوم

## دوم

جعفر علیخاں مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر انتعاشش در] عہد آسودہ

---

۱؎ کاھڑ[ا۔ن] ۲؎ بھڑے [ا۔ن]

عہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ ایں مطلع وے [مشہور است] ؎

[چمکتے دانت دیکھے] یار کے مسی لگانے ہیں  جڑے [یں ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے] ہیں

---

# جعفریؔ[۱]

تخلص وو ریختہ گو باین احقر رسیدہ [تحریر] یکے [از] ال ہردو بہ تکملہ مناسب دیدہ] وو دیگرے را [ادر ینجا بہ تسطیر رسانیدہ] وے میر [باقر] علی [پسر دو] م میر قمر الد [ین منت برادر کوچک میر نظا] م الدین ممنون [جوانے] بحلیہ [حلم] و ادب آراستہ و بہ [زیور خلق و صلاح پیراستہ است] مشق سخن از برادر بزرگ خود میکند ایں پانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سر انجام ہوگا  تو مر کر بھی [کا ہے کو آرام [ہوگا]

کہیں جمع گر ہو گیا [درد دل کا]  تو ایک روز چرخ [سیہ فام ہو گا]

[جو] وہ روئے تاباں [یہ کھولیگا نہ] لفیں  [تو خورشید پنہاں] تہ شام ہو گا

---

[سینے میں] زخم جوں جوں ہو [تے] ہیں روز افزوں  ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا ورق ۸۶

اس نالہ رسا کی دیکھو درازدستی  کب دامن مسیحا یہ جا کے چھو نہ آیا

یہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے  تو آتش سقر کا گویا نمو نہ آیا

ساقی [جو یاد ہم کو یا] رات بادہ پیما  ایک جرعہ مے کا لب پس [تا گلو نہ] آیا

---

[جب نگہ] سے وہ نگہ کر [سکے] مقابل رہ گیا  کچھ نہ بن آیا مگر میں تھام کر دل رہ گیا

اس گلے تک [جا] پہنچنے کی ہوس پہ داغ دل]  پھول بن کر تجھ میں لے گل کی حمائل رہ گیا

---

[۱] جعفر ۱۰۱

سب مٹے [نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] داغ الفت ایک زیب[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیس صحرا گرد کو ہول کر ناقہ کیدھر لیلی کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع[2]] لے خسرو کا نام میرے چھاتی کیلئے ہے [ایک یہ سل رہ] گیا
بہ حجاب آنکھوں سے گر اوٹھے [تو ہم] وہ [ایک] ہیں جعفری تک [پر] وہ ہستی ہی حائل رہ گیا

---

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ ناخدا ترس تو کیے ہیں تو تلوار نہ] کھینچ
تو ہے گر عرش پہ نالا [بھی نہیں] تجھسے [کم] آپکو دور بس اے آہ شرر] بار نہ کھینچ

---

# جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازان انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و دیگر [اے]
جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال[3] الدین حسین کمال این] مطلع از واست ؎

جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر دشت کو اوٹھ چلیئے [دامن جھاڑ] کر

---

# جنون

تخلص سہ کس می [شنا] سم

## اول

جنون او محمد [قمر الاسلام کہ از بزرگ زادہ ہاے شا] ہجہاں آباد صانہا [اللہ عن الشر و الفساد]
و از شاگردا [ن میر] نظام ا[لدین ممنون است شوق] تا نہ [بدیں] فن شریف بہم رسا [نیدہ]

---

[1] 'زیب' اصل نسخہ میں [2] مرگ ا۔ د۔ [3] شاہ کمال الدین ا۔ د۔

اما] کم کم میگویند این مطلع از [واست ؎]

اوٹھی جو شرم تو دونو ہی دل سے ملے نکلے — بجز حجاب [میا] ں کچھہ نہ فاصلے نکلے

جنون دوم

## دوم

شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی گویند کہ وے درویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب] کمال مردمان آن دیار از صحبت این بزرگوار فیض اندوز و وے بنا بر میل طبیعت گاہ گاہ بریختہ گوئی فیروز [است دو] شعر کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا وے مجکو بے خبری رہی
پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے شیشے [ہی] میں پری رہی
تری [چشم مست] سے ساقیا جنوں ایسا مست تو ہو گیا
کہ مے دو آتشہ طا[ق پہ] جو دھر[ی تھی] وہیں دھری [رہی]

---

جنون سیوم

## سیوم

جوانے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد] در کتاب عنوان ایام محرم الحرام سلیقہ دارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [زمانہ اش] بسیار شکستہ خداش صلا [ح] و [فلا ح] بخشد مشق سخن از میر امانی اسد می کرد بعد رحلت آن مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست] این چار شعر از ان [است] ؎

[اوس خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ — [ہے ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو بھنگ سرخ]

---

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں — ہوگئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

---

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہ تھا لامکاں — عشق نے تیرے [کیا بے بال] و پر میرے تئیں

---

یار سے کہیو یہ قاصد کہ [جو] آتا ہے تو آ          ہم نہ جائیں [چلے] دنیا سے یہ ارمان رہے

---

## [چندا]

تخلص [رقاصہ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] ئندکہ وے در حیدر آباد بہ نہائت [ترفہ و] تنعم ایام [بسر می آرد قریب] پنج صد کس از [سپاہی وشا] گرد [پیشہ وغیرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہا می ربا] ئد [اما سرشش] بہر کس [فرود نمی] آید شعرائے دون [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مدحتش چیزے میگو[ ئند بجائز] ات نمایاں بہرہ [اندوز می شو] ند
ورق ۸۷ بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] و از ناوک بازی و سناں کاری مژگاں در گذشتہ بہ تیر اندازی و نیزہ بازی میداں می پردازد غرض کہ نہائت ہوشمند است و بغائت پختہ کار و نادرہ عصر است و عجوبۂ [روز] گار د [یوا] نے مرد [ف] مشتمل بیشترے از انواع سخن دارد [و] عروسانِ فکر خود از نظر [بشیر] محمد خان [ایمان میگذارد] ایں دو بیت از وے] کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

اخلاق سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا          پر آپ کو] غلط کچھ اب تک[۵۲] گمان ہیگا
یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو          [پر کیا کروں کہ تیرا رو درمیان] ہیگا

---

## جولان

تخلص دو کس میدانم

### اول

جولان اول شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خان نام وے در ممالک جنوبیہ بعہدگی

---

[۵۱] 'یہ' دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے خمخانۂ جاوید سے (ص۲۷۳ جلد دوم) نقل ہوا [۵۲] 'ایک' در نسخۂ اصل

ایام بسر می [نمائد] و با [ہر] کس بآدمیت وحسن سلوک پیش می آمد این چار [دہ] بیت از وے است ؎

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں — رکھا کیا چشم] ہیں مردم نے آب ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطلع رنگیں — دہن ہیں] اوسکے تو لعلِ خوش آب ارغوانی بھر
ترے لبمل کی اے ظالم نگہ[۱] کر تشنہ کامی کو — [نہ آوے کبھو] تکہ اب چشم سحاب ارغوانی بھر

---

اب [ا] یسی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر] — کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا[نی بھر]
[تر]ے مکھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیار]ے — یہی ٹھا[نی ہے] اب دل میں نہ دیکھوں زندگانی بھر
تری صورت ہے [کیا کھینچے] جو تو اوس [شوخ] کی صورت — ہمارے [روبرو] ہر [گز] تو [ایسا دم نہ ما]نی بھر
نیام مخملی در کار کیا ہے [اے نمیاں] تجھ کو — مرے لو [ہو سے تیغ آبدا]ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر چھ[۲]ہے [ہر سو] گل و [گلزا]ر خنداں ہے — صرا[حی میں تو اب ساقی] شراب ارغوانی بھر

---

جلوہ گر داغ جگر دیکھ برنگ پر طاؤس — [آ]تش غم [سے جلا] نقش فرنگ پر طاؤس
گل نہیں کھاکے بنا سینہ مرا رشک چمن زار — روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

## در تمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا[ل] — سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جاکے میں صحن چمن میں یک بیک دیکھوں تو کیا — [عا]رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی اپنی چشم مخمور [ی پہ] مست — [لالۂ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر میں تھا [صد برگ کے — اودے جوڑے پر تھا] نافرمان کے حسن کمال

بجولان شوق نظم

## دوم

بہادر[۳] علی شاہ شاہ [جہاں آ] بادی کہ در علم تیر[اندا]زی در ایام خود علم بود این مطلع

---

۱؎ نظر ۱.۱.۶. ۲؎ بھی ۱.۱.۱. ۳؎ بہادر علی شاہ ۱.۱. وخمخانۂ جاوید ص۲۹۵ جلد دوم

ازو است ؎

کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے  اے ہم صفیرو، چھوڑ گئے ہو[ لہ ][کد]ھر مجھے

# جوش

تخلص رحمو است وے شخصے بود عامی از شاگر[دان] مرزا فدوی بعد رحلتش میگفت که] از میان [غلام ہمدا] نی مصحفی توسل جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن وگپ زدن سرچہ تما] متر از [حسب] و نسب خود خبر میداد در ایام ہولی مقلدانہ آزا[دہ] شدہ بکو[چہ] و بازار غزل خوان میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آید خدا داند زمانہ اش [بہ کجا] انداخت بہرکیف ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

در[یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو[کا] ہے  بے درد تو کیا جانے کیا ر[نگ کسو کا] ہے

ظرف پہ[اپنے نظر کر تو] ابھی لڑکا ہے  مونہہ صراحی سے نہ او دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا [نہ ا]لم گزرا  بولا کہ اسے تیرا [روتے ہی] جنم [گزرا]

# جوہری

ورق ۸۸ تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہریان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ تاز[ہ] شوق شعرگوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق والخلق است ایں سہ

لہ تم ۱۰۱۰

بیت او راست ؎

ہوائل کاکل دل نادان سمجھ کر — کافر کو ذرا دیجیو ایمان سمجھ کر!
لے دیدۂ پرخوں سر دامن ہو گل افشاں — تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجھ کر!
اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو — دامن میں رکھوں ہوں در غلطان سمجھ کر

# جوان

تخلص دو کس [میشنا] سم

## اول

جوان اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہاں آبادی کہ از چندے رخت اقامت بہ لکھنؤ کشیدہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عز امتیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] ایں شش بیت از وست ؎

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا[ف کے] اوپر
[رشیدا] نے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے اوپر

ساتھ ہر یک کے اوسنے شوق ہے اب کشتی کا — اے جواں تو بھی تو اوس [فتنۂ] دوراں سے لپٹ

یہ اندنوں جو [ہے انتی] رکھائیاں ہیں — شائد کسی نے باتیں کچھہ کچھہ سجھائیاں ہیں!

[نقا] ب الٹ کے جو شب کو وہ مہ لقا نکلے — تو [چا] ند شرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے
جو دیکھہ کر دُر گوش اُن کا جان دے ہمدم — بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ٹک آہ جگر خراش سے — ہوک اٹھے ہے دمبدم دلمیں عجب قماش سے

جوان دوم

## دوم

جوانے است نیک نہاد خدا یاد شیریں کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلا قال و قیل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از شد و بود اند کے بہرہ ور و از مسائل دینیہ لا بدیہ گونہ با خبر خیال طبابت ہم در سر دارد و گاہ گاہ استفادہ این فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ می سازد و شعر ہم گاہے کہ موزوں می نماید از نظرش میگذراند موطن وے حضرت دہلی است و پیشہ اش معلم گری این چار بیت از طبع زادہا ے اوست سلمہ ربہ و مد عمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر

[بر] ب کعبہ پھر وہ ہیں جڑوں گا لات چھاتی پر

---

تو بہت ہوگا پشیماں ہاتھ اوسکے گر لگا — [فکر] میں تیری دلا پھرتا ہے بازی گر لگا

---

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب — یا] رو بہ رہ گئے [ہیں] مسلمان آج کل

---

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد شکر — عشق نے اپنی طرف راہ بتائی [مجکو]

---

# جہاندار

ورق ۸۹

تخلص مہین پور خلافت شاہزا[د]ہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف مرزا جواں بخت[۱] است از انجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ انفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنانِ کمیت قلم حقائق [رقم] را ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

---

[۱] جواں بخت بہادر ا . ا .

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولان مید ہم از شیریں گفتاری ہاے جناب ایشاں ایں نہ شعر کہ بمن رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لجنا بہ اناد اللہ برھانہ ـہ

غرض چپ رہیئے اور آنکھوں سے [اپنے] خوں بہا لیجے
دیت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے

---

آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا
مرکس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا

---

ترک شمیم گل ہیں کیا خار کے لیئے
چھوڑا ملاپ یار کا اغیار کے لیئے

---

ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں
ترے عشق کے جب سے پالے پڑے ہیں

---

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی
پر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی

قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے
وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [ نہ ] گئی

دل سوزاں کی جہاندار مرے تا یہ فلک
کون سی آہ تھی جو مشعل ہوائی نہ گئی

---

بخت ناساز نے پھر آج بٹھایا تنہا
کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے

---

تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں
ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا

---

## جھمن لال

کائتھ وے از قدیم الایام از سکنہ حضرت دہلی است نیا کانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معلی القا[ب] امیر الامر[ا] ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ شرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ در اشعار فارسی و ریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بیشتر غزلیات و مقطعات در مدح امرا ذو بحرین گفتہ و قدح بعضے بمبلا[حتے] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ید] و در مدح بر نخے چناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سر ہر مصرع نام ممدوح بر آید و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقط و نبذے نقطہ دار سر انجام دادہ و صنائع دیگر مانند قلب و ترصیع[۵۱] و امثال اینہا در شعرش بسیار است و کتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با ایں ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار نا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راجہ ہنر پرو[ر را] جہ اجیت سنگھ بہادر ہر چند از تہ دل میخواستند کہ افلاسش بفلاح مبدل گردد میسر نہ شد ما شاء اللہ کان مالم یشاء ورق ۹۰
لیکن بسیار وارستہ مزاج وسادہ لوح واقع شدہ و نہائت مسکین نہاد و غربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی رایکہ تازہ مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہر کیف ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا] — اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

---

اشک ہوتے ہی [تولد اسقدر رسو] ا ہوا — یہ تو [لڑ] کا حضرت مجنوں کا بھی با با ہوا

ق

یہاں مختار جو با جاہ آیا — برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی تے شاہ حاجی — وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

---

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب راے — یہ گاو تکیہ رکھے ہے لالا گلاب راے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر — بھروادے[۵۲] کف میں لوٹی لالا گلاب راے

---

۵۱ ترجیع ا.۱.۰ — ۵۲ بھردیوے ا.۱.۰

بلبل لڑیں ہیں محل سرا[او] سکے ہیں مدام کیا لال بیٹا ماں نے یہ پالا گلا[ب] راے
مانگے جو ایک موتی کا دانہ تو اوسکو پھر دیتے ہیں اپنے سونےکی ما[لا گلاب راے
شاباش اوسکی ما کو جو ایسا[ جنا ہے پوت]
جیوے وہ[ا] وسکا کھیلنے والا گلاب راے

# جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتانِ نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش ہیکس عفی اللہ عنہ شعر میگفت اما ازان جا کہ فیض سخن است گاہے شعر موزون و خوب از و سر میزد ایں دو شعر از وے است ؎

بھلے کام سے جس کی گردن موڑی تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی
پتنگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا وہ دیکھو اوسکی تکلی اوڑی ہے اوڑی

# جینا بیگم صاحبہ

ایشان دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اندگاہ گاہ بنابر موزونی طبع فکر شعر میکنند ایں سہ بیت از ایشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسۂ نرگس میں جوں [شبنم] رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے تمہارے [ملنے کا نت انتظار] رہنا ہے

# حرف الحاء المهمله

درذیل ایں حرف ذکر بیست وہشت سخن سنج کہ دو کس ازاں جملہ حزیں تخلص میکند و سہ حسن و دو مرد بہ حسرۃ متخلص اند و دو[۱] بہ حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتادہ و دو را حیران و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج یا [فتہ] و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال مندرج گشتہ [. . . . . . . .] شعر است کہ من جملہ آں [. . . .] رباعی واقع شدہ و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعر[ض ونقر] بہا مرقوم گشتہ

## حاتم

تخلص بزرگے است بہ شیخ ظہور الدین موسوم و بزرگیش بہر کس معلوم [بہ] شاعری مشہور عالم المعروف بہ شاہ حاتم وے از سکنۂ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در اوایل حال بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بہدایت سعادۃ ازلی و رہ نمونی مشیت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیرباد گفتہ [مشت] خاک خود بداماں اہل دل بربست و بریاضات درویشانہ در پیوست در ایامے کہ بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خان بہادر عفی اللہ عنہ ملازم بود و ارتکاب منہیات بدرجہ اعلیٰ می نمود گاہ گاہ بہ تکیۂ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیہ الصلواۃ مبداء النفوس و العقول میرفت و میر مغفور کہ فقیر آزاد منشرع و درویش خدایاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاہ محمد امین سہروردی کہ عقب دیوار پائین قا[ضی حمید] الدین ناگوری قدس اللہ تعالےٰ اسرارہما مجردانہ خفتہ است بود در ہجور د تا رفتہ [ر] فتہ ارادہ ارادۃ بدلش جا گرفت و بعد اظہار ما فی الضمیر عز قبول پذیرفت اما حسب ظاہر مامور معروفات و ممنوع از منہیات نگشت درعرض پنج شش ماہ بہ عطاے ورق ۹۱

---

[۱] "و دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتادہ و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافتہ" ا. ا. ص۱۰۱

تسبیح و مصلے و کلام اللہ و خرقہ و (ماینا سبہا) سبے آنکہ مکلف بعمل شرائع گردد بمرور و تدریج سرفراز
گشت در آخر ہمہ ورقے کہ [بر] ال استغفار سے کہ ازاو راد خاصہ حضرات سہرورد بود ر[و] ح
اللہ تعالے ارواحہم باو رسید و بخواندن آں مامور گرد[ید] بمجرد خواندن حالتے بو[ے دست]
داد کہ در [حین میل مباشرۂ زنا] حرکتے از قوی شہوانی در خود نمی یافت و ہنگام ارادہ شرب
مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا]م تہوع وقتے دست میداد تا بالمرہ حرف عمل
منہیات از صفحہ خاطر عاطرش حک گردید و بہ صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بہر حال بسیار
آزادانہ زندگی می نمود و خیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخر ہاے روز مدام بہ تکیہ شاہ تسلیم کہ بر
شاہ راہ راج گھاٹ زیر دیوار قلعہ مبارک واقع است تشریف ارزانی میداشت و برخلاف
و[ضع] آزا[د] ال تہمہ می پوشید و بسیار با [نظافت] و طہارۃ [می] زیست و گرد مسکرات نمی
گشت و بصوم و صلو[ۃ و سا] ئر شرعیات سخت مقید بود اما دستار چہ آزادانہ بر کلاہ می بست و
وچہ [بک] باریک و رومال کہ شعار آزادان است [با خویش] میداشت بالجملہ درویشے بود
نیک دین صاحب یقین و شاعرے بود با تمکین از طبقۂ دومین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم
مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد کہ دیوان زادہ اش نام کردہ و آں ہم پنج ہزار بیت
تخمیناً خواہد بود [بطر]ز طبقۂ سیومین ازو یادگار است و شعر فارسی ہم میگفت تلامذہ بسیار داشت
و در دیباچہ دیوان نام [چہل] و ہیچ کس از [شاگردا]ن خود برشتۂ تحریر کشیدہ سرآمد شعرائے فصاحت
آما مرزا محمد رفیع سودا ہم دراں [سلک] منسلک است از انصاف گستریش چہ بر طـرازم
[اسناد] سراپا درائت ہدائت اللہ خاں ہدا[یت] عفی اللہ عنہ می فرمودند کہ بارہا از زبان
نصفت بیان آں استاد دوراں شنیدہ ام کہ این مصرعہ میخواند ع

رتبہ شاگردی من نیست استاد مرا

و میگفت حقا کہ این درحق استادی من و شاگردی مرزاست مختصر کلام یک صد نود و چار ورق ۹۲
شعر از زادہاے طبع آں والا نژاد رقمزدہ کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی اللہ عنہ ؎

کعبہ و دیر ہیں حاتم بخدا غیر خدا    کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

؎۱ اصلاحی ۱۰۱ ؎۲ بیت ۱۰۱

ہجر کی زندگی سے مرگ[۱] بھلی　　کہ [یہ] کھوے جہاں وصال [ہوا]

---

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ　　کسے خوش آوے یہاں سیر گلستاں تنہا

---

حاتم اب اوسکے سبھی مونہہ کیطرف دیکھیں ہیں　　شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

---

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم　　مزا جی نے کا [مر] جانے میں دیکھا

---

[نے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت　　صدقے ہیں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

---

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے　　خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

---

دورا ہے جب سے بزم میں تیری شراب کا　　بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

---

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا　　کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

---

مستوں میں [جو شیخ آپھسا] تھا　　میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

---

وہی ہوتا ہے نامی[۲] سب [میں] حاتم بعد مرنے کے　　جو [جیتے جی] اوڑاوے آپسے نام و نشاں [اپنا]

---

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا　　د[ل] کو جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[۱] موت ا۔ ا۔　　[۲] حاتم سب میں نامی ا۔ ا۔

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کبھو [و] یکھ کر اوس[1] نے ــــــ ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

---

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے ــــــ کون ہووے جو نہ ہووے تو مرا

---

نہ جانا کس طرف گم ہو گیا ایسے رہے غافل ــــــ کہ آواز جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

---

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے ــــــ پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

---

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے ــــــ حاتم سا گنہ گار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

---

کنارِ آب ہے اور میکشاں شب مہتاب ــــــ چلے تو کشتی مے پھر کہاں شبِ مہتاب

---

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گل گلاب ــــــ ہو جاے سرخ پھول کے روے گل گلاب

---

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم ــــــ کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو موہنہ پھیرے میاں صاحب

---

شوق اوسکا آن کر یکبار گی سب لے گیا ــــــ جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

---

ہم سیہ بختوں سے اتنا کیا ہے [نا] حق پیچ و تاب ــــــ نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

---

آ [گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف ــــــ رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

[1] کے اونے ا۔ ا۔

ہو گئے اس کا [قد] و رخسار دیکھ     سرو و قمری بلبل و گلزار[۵۱] مست

کئی دیوان کہہ چکا حاتم     اب تلک پر زباں نہیں ہے درست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ     گور میں سر کے تلے تکیے کی [جا] گر ایک خشت

مو سے باریک تر ہوا ہوں ضعیف     تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہا[ں] ہے کہ ہو[وے د] یوانہ     کیوں ادھر آئی ہے بہار[۵۲] عبث

حاتم [وس کے قد سے گر] دعوی کرے [گلشن میں سرو]     چیر ڈالے [فا] ختہ اڑہ بنا شہپر [سے آج]
[خال و] نہ زلف و دام ابر[و کما]ں مژگاں ہے تیر     دل [ہمارا] سہم ایکھا تا ہے ان چار[وں سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے     حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستاں کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن     گو کہ ہوں محتاج پہ حاتم ہوں ہندوستاں [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں [سر] کو نوا کر چمن کے بیچ     یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

ورق ۹۳
توڑ[۵۳] کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد     کیا کہوں شیخ ترے سے خاک اس اوقات کے بیچ
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم     یہ دم نقد نہ کھو [فکر] محالات کے بیچ

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجکو مرے سر کی قسم     ایک جیب تک بھی لٹے ہے تار گریباں کے بیچ

---

۵۱ دونوں نسخوں میں 'زال' سے    ۵۲ چھوڑ کر ا۔ا۔    ۵۳ پڑے ا۔ا۔

لب ترے کان ملاحت ہیں سخن آب حیواۃ　　یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

---

میں نے پایا ہے خیالِ زلف کی شب میں وصال　　حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

---

یار نکلا ہے آفتاب کی طرح　　کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشمِ مست سیہ کی یاد مدام　　شیشۂ دل میں ہے شر[اب کی طرح]

---

سالار قافلہ ہوں میں اہل جنوں کا آج　　جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کارواں کی [طرح]

---

تمنا میں تری یوں دیدہ وا ہوں　　کبھو دیکھے تو ہوتے چشم مذبوح

---

مستوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا　　دونا نشہ کرے ہے جو ہووے[۱] شراب تلخ

---

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ　　تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

---

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بیدا]د　　کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

---

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا　　ہو گئی چشم انتظار سفید

---

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پہ　　[حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

---

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو　　ہو جاتے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

---

۱ ہووے ا.ا. لیکن دیوان زادہ میں بھی 'ہو ہے' مرقوم ہے

سب طر[ف] ہے شور کچھ طوفاں سا لاتی ہے بہار [چیت][1] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

---

آج نرگس کو قلم کر کے صنم لکھتا ہوں وصف چشموں کا تری کاغذ بادامی پر

---

بس ہے اوس سنگدل کا نقش قدم میری [لو]ح مزار کی خاطر

---

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

---

کثرت آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا تو بھی ہوتا ہے مرا نالہ گلو گیر ہنوز

---

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ اللہ بس ہے اور یہ باقی ہے سب ہوس

---

میکدے کے در پہ حاتم گر پڑا ہے [کسو] کو بھی اٹھالانے کا ہوش

---

دور میں چشم گلابی کے تری اے بادہ نوش بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح پیمانہ رقص

---

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص

---

حاتم تمام عمر تو رونے سے مونہہ نہ موڑ ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

---

ابھی آغاز ہے اے دلربا خط خدا کے واسطے تو مت منڈا خط

---

چن چن نکالے ہے کوئی ایسا بھی دردمند مد[ت] سے ہو رہے ہیں [پھپھولوں میں خار جمع]

[1] از دیوان زادہ

چلو اب سیر کو اے گل رخساں باغ | کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

---

حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ | ہاتھ کٹ جاوےگا اے ناداں ہے تیغ

---

دا[غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج با[غ] | کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

---

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف | [عمر] غفلت میں [نہ کھو] ٹک جھانک لے دم کیطرف

---

بل[بلو] چہچہے مبارک ہوں | وہ گل [آیا ہے][۱] گلستاں کیطرف

---

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق | تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق
قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے | جو پردہ مونہہ سے او[ٹھا کر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہووے گی روز جزا ظالم | اوٹھیں گے داد تجھسے مانگنے جب [صف بصف عاشق]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق | اس طرح مونہہ پر ترے پیارے جھمکتا ہے بلاق

پہنچا یہیں سے نالہ مرا آسماں تلک | یہ کیا جو کچھ خبر نہیں اوس گلستاں تلک

[تھا پاس ا] بھی کدھر گیا دل | یہ خانہ خراب گہر[۲] گیا دل

اس درجہ ہوئے خراب [الفت] | جی سے اپنے اتر گئے ہم

---

[۱] آتا ہے (دیوان زادہ) [۲] اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں کہر ہے۔ ۱۰۱۰ میں گر،

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم] تجھسے[۱]ہی تیرے ستم [کی چا[۲]ہتے ہیں داد] ہم

---

نہیں ہے گل سو اگر غیر سے تجھکو نظر بازی تو کیوں خورشید کے دیکھے سے تو بیتاب ہے شبنم

---

کیا باد خزاں نے گل چراغ دودماں گل چمن کی ان دنوں بھی کچھہ تو رکھتی ہے خبر شبنم

---

تمہاری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام نگہ] کے مست کو شرب مدام سے کیا کام

---

ہیں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب خدا [پرست] سے مطلب نہ [بت] پرستی سے کام

---

کنج قفس میں پھینک کے صیاد ہے ستم [کرنیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

---

میں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے [کہا] ہووے گا کوئی اب تو ہمیں یاد نہیں

---

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ کون کہتا ہے اوسے یارو کہ ہرجائی نہیں

---

ہزار زندگی بخشتے ہے آب چشمہ خضر ترے لبوں کے تو آگے وہ خوشگوار نہیں

---

تو صبحدم نہ نہا بے حجاب دریا میں پڑے گا شور کہ ہے آفتاب در[یا میں]

---

عکس سے ہے خون عاشق کے فلک اوپر شفق [پیدا] شتا ہے کہ رنگیں دامن قاتل نہیں

---

۱ تجھی سے (دیوان زادہ) ۲ دیوان زادہ

خیال چشم [ترا آیسا] ہے آنکھوں میں　　　شراب کا [سا] ہماری نشا ہے آنکھونمیں

---

نہ دلمیں چین ہے میرے نہ [خواب آ] نکھوں میں　　　پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

---

تکلف برطرف [سو] سدرہ وطوبیٰ سے بہتر ہے　　　مرے سر پہ یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

---

نہ آفریں نہ دلاسا نہ دل دہی نہ نگاہ　　　غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

---

میکدے میں صاحب جام وشراب وشیشہ ہوں　　　محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

---

افسوس کہ آپ کو میں اب تک　　　معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں

---

[کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن　　　اس انجمن میں اب لب حسرت گزیدہ ہوں

---

قیامت تک جدا [ہوئے] نہ یارب　　　جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

---

دل تو تیر نگہ [نے چھان] دیا　　　اب نشانہ جگر کہے تو کروں

---

دامن تلک بھی اوسکے نہ پہچا میرا غبار　　　مشہور ہے زمین کہاں آسماں کہاں
جوش مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں　　　میکدے میں جلکے یہ دھومیں [مچانی] پھر کہاں
کیا کہوں تجکو تو اب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں]　　　د[م] غنیمت جان جا نمّ [زندگانی پھر] کہاں

---

ہم بھی اس پیری میں ایک راحت جاں رکھتے ہیں　　　شغل اوس کے [سے] دل اپنے کو جو[ان] رکھتے ہیں [!]

رفیق اس دور میں ہم[٥١] ایک دلِ ناشاد رکھتے ہیں — سوا وس کے ہاتھ سے بھی راتدن فریاد رکھتے ہیں
چڑھایا آسماں پہ ہم کو آخر خاکساری نے — بگہولے کی طرح گو خا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز یک مشت پر کچھ ہاتھ آنے[کا] نہیں ان کے — عبث مجھ صید لاغر پہ[٥٢] نظر صیاد رکھتے ہیں

---

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر [کو] — ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
د[ے]کے د[ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ — ہاتھ [پر] ہاتھ دہئیے بیٹھے ہیں

---

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں — کئی مرغ[٥٣] کباب ہوتے ہیں

---

بحرِ غم سے نکا[ل] اے ساقی — ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

---

ہیں پیمایش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] — نہ پہچا دامنِ صحرا مرے چاکِ گریباں کو
ہیں غم سے لٹ گیا مانند موسودا سے جل جل کر — نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھسے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو — جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

---

ورق ۹۵ حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول — [تیر]ے لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو

---

جہاں میں عشق کی برعکس دیکھا رسم و آئیں کو — کرے ہے [صیدا وسکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وار بھی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم — کبھو احوال بلبل [پہ] نہ آیا رحم گلچیں کو
تم تو بیٹھے ہوے پہ[٥٤] آفت ہو — اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی — کیا سیہ چشم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا — آشنا تھا غریقِ رحمت ہو

٥١ ایک ہم دل ناشاد ا۔ا۔ ٥٢ پہ ا۔ا۔ ٥٣ مرغ ا۔ا۔ ٥٤ پر ا۔ا۔

ایساکروں گا اب کے گریباں کو تار تار    جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو
تری گلی ہیں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو    جہنمی ہوں جو جنت کی [کچھ تمنا ہو]
ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو    داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو
تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب    میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

---

باعثِ تیرہ بختی عالم    اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو
اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت    مجھسے کیا مہر و ماہ سے پوچھو
گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے    یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

---

ہاں جی جانا بڑے [سپا] ہی ہو    اپنو [شم] شیر کو غلاف کرو
چلو بیٹھے رہو بندھی مٹھی    سینہ حاتم [کامت] شگاف کر[و]
الکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگِ بہار    حیف گل، افسوس بلبل، ہائے [قمری] و [ا]ے سرو
جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے    ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو
شائد اپنے حسن پر آپ ہی ہوا ہے مبتلا    اندنوں کچھ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

---

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں [ہے شیشہ]    محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے    لو جی کیا چومونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

---

لعل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو دردانہ    ہے [نہاں لہ] چشم کے پردے ہیں جواہر خانہ
ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین    دو تو جلتے ہیں ایدھر شمع اودھر پروانہ

---

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو    مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

لہ اصل نسخہ ہیں 'یہاں'، ۱.۱۔ ہیں 'کہاں' لیکن دیوانزادہ ہیں 'نہاں' مرقوم ہے ۔

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ گردوں کے مطبخ میں    سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

---

گو کہ شمیم گل سے آج عطر فروش [باغ ہے]    دل ہی نہ ہو تو اے [ نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

---

کسو کے زلف کے سو[دے] ہیں آج آنکھوں سے    [جگر سر] شک [کے] خون سیاہ نکلے ہے

---

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل    آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے
رو تو حاتم حسین کے غم میں    اور رونا تو رانڈ رونا ہے

---

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار    کہ ہر یک داغ چشم دور بیں ہے
پسند آوے تو بہت ہے مرا دل    کہ تیرے نام کے قابل نگیں ہے

---

جان اس وقت روبرو تو ہے    آئینے کو یہاں [کہاں رو ہے]

---

تھا ابھی ہم پاس ابھی جاتا رہا یاروں کے پاس    آشنائی میں وہ لڑکا [گنجفے کا میر ہے]
ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے    زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے
ہم اور تری نشہ کا بیٹیں ظالم خدا سے ڈر    بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]
ساز درویشی و سامان فقیری حاتم    میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے
پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے    [ساقی] پیا پیا کہ خزاں میں بہار ہے
اے فصل گل پیے ہو نہیں اب ہمیں دماغ    آنکھوں میں آج ہر رگ گل نوک [خار ہے]
مدت سے خواب میں بھی نہیں نیند کا خیال    حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار] ہے
تیری تو جان میرے مذہب میں    دل پرستی خدا پرستی ہے
[بیخود اس دور] میں [ہیں سب] حاتم    ان دنوں کیا شراب سستی ہے

ارے بے مہر مجھ کو رونا چھوڑ　　کہاں جاتا ہے مینہ برستا ہے
جس کو تیرا خیال ہوتا ہے　　اوس کو جینا محال ہوتا ہے
خون میرا شراب [جانے] ہے　　لخت دل کو کباب جانے ہے
وہ ستم پیشہ اپنے مذہب میں　　ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے
دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام　　کوئی ا[نصاف] کیجو کیا غضب ہے
توبہ زاہد کی توبہ تلی[۱] ہے　　چلئے [بیٹھے] تو شیخ چلی ہے
پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ　　اور بستی نہو یہ دلی ہے
[سگ[۲] شیر خدا] ہے تو حاتم　　[خارجی تیرے[۳]] آگئے [بلی[۴]] ہے

کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم تمہارے قد کی　　جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے
نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے سو[۵] جیتا نہیں رہتا　　ہمارا سانورا اس شہر کے [گوروں میں] کالا ہے

---

طریقت میں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے　　مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے
اوسے جو دیکھتا ہے دنکو سو خورشید کہتا ہے　　[جو گھر سے] [راتکو نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

---

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند　　شائد [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

---

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے　　شمع مجلس کبھی بڑی دلسوز پروانے کی ہے
شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں　　کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]
جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑئیے　　مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

---

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے　　بتا تو [زلف] تیری [کس نے] یہ نوچی کھسوٹی ہے
ترے رخسار و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستاں میں　　[ادھر بلبل سسکتی ہے اودھر] قمری بلکتی ہے

---

[۱] ہے ۱۰۱ · [۲] از دیوان زادہ · [۳] ۱۰۱ · [۴] از دیوان زادہ · [۵] وہ ۱۰۱

دل سے بوئے کباب آوے ہے  کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [ہے] شائد آج  میرے خط کا جواب آوے ہے
جتنے ویراں کیا ہے [کعبۂ] دل  [پھروہ] خانہ خراب آوے ہے

---

دل [میرا] لے کے پھر نکر جاؤ  تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے
جھانکتے تھے ہم تمہیں تم ہمکو کس کس گھات سے  ہاتھ سے طرفین کے صدر [خنے] دیواروں میں تھے

---

طالع کی گر مدد ہو تو جا اپنی بود و باش  خوباں [کے زیر] سایۂ دیوار کیجئے

---

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ  روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے  ایسے پیمان کے تیرے صدقے
[صبح] اوس مکی کی [جبین] کے صدقے  شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمندو [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی  ہم ہوں اور صحرا ہو اور حسرت ہو اور دیوانگی

---

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر و لیکن آج  بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے  ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [کھی] چوری چوری  [لائے یکدست] قلم کراوسے وستے دستے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت  لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو  وہی قدیم [یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم  نشے کی لہریں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

---

[سب مہیا ہے] مجھے دولت صیاد سے آج  بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

---

تیرے تیئں تو[لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے　　　میکشی سے اے ساقی گو کہ ہیں قسم کھائی

---

کلیجا مو[نہہ کو] آیا اور [نفس کرنے] لگا تنگی　　　ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی
[تیرے کوچے میں سر شہیدوں] کے　　　ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے
قتل کرتا ہے تو جو حاتم [کو]　　　کون او[ٹھاویگا تیر]ے نکتو[ڑ]ے
ہوا ہوں سقدر کاہیدہ تیرے عشق میں جانی　　　کہیں نے آپ [صو]رت دیکھکر اپنی نہ پہچانی
کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو　　　چہ کفر از کعبہ برخیزد [کجا] ماند مسلمانی
ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں میں　　　قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کوثر دے]
تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں ہے شیشہ　　　محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے　　　لو جی کیا چوموں گے ہم باہیں تو ہاں ہے شیشہ[1]

---

اس جہاں کے قمار خانے میں　　　جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں
۶۶ عمر ہفتاد و ہفت سال کو مفت　　　کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں
[زندگی ہو چکی میاں] حاتم　　　وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

## رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم　　　قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم
حاتم افسوس دے واہروز گذشت　　　فردا کی رہی امید سونا معلوم

---

# حالی

[تخلص میر محب علی است] وے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از امیرزادہ ہائے مرشدآباد بود انسلاک داشت گویند کہ سودائے خام شاعری در دماغ خود چنداں می پجنت [کہ سرآمد شعرا]ئے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو[دا] او سخن سنج بے نظیر

---

[1] یہ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۵ ...

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعر نمی دانست تا بہ دیگراں خود چہ رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]

[بہر کیف مطلعے] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎

عوض [ہیں بوسے کے دی ہے گالی سوا]ل دیگر جواب دیگر

یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویۃ لفظ ہیں، متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] بمعشوق و یافتن عاشق عوض آن دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہر می شوند ولا [یخفی ما فیہ] زہے شعور دشمنی کہ شاعری این و دعوی آن گویا مرزا ے مرحوم در حق [ا]یں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎

اتنی کچھ شاعری پہ کرتے ہیں ہیچ در کون آسما[ن و زمین]

بگمان قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہر حال خوب می شد ؎

میں چاہوں بوسہ وہ دیں ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر

[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

---

# حب

تخلص محب خفی و جلی برخوردار میر احمد علی است مد عمرہ وے نوجوانے است سعادۃ بنیاد از سادات قصبہ فریدآ[باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق دارد بحسب قضاء و قدر جد و پدرش در عرض شش ماہ ویرا یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ تامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با]نواع تفقدات پیش می آئند و حق جدش کہ نسبت تلمذ بوے دارند بواجبی [ادا] مے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی حب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

---

لہ بظن ا. ا.

از برخوردار سعادت شعار میر عزت [اللہ] عشق طال عمرہ و [زادہ] قدرہ کہ [شعرخود] ہم از
نظرش میگزراند اشتغال دارد خد [امش] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل بیشتر نام
خود ہم بہ طریق لطیف می آرد این [بیست] و یک بیت از گفتہا [ے] او ثبت افتادہ منہ
مدعمرہ سے '

تو اولٹ دے جو ابھی رو [ے] حسین کا پردہ — [اوٹھ] گیا خلق کہے خلد بریں کا پردہ

---

بیٹھا رہا میں راہ میں کل منتظر پہ آہ — کہتے ہیں میر [گھر وہ] ستمگار ہو گیا

---

کیوں خفا ہونے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو — لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

---

ورق ۹۸ ٹالے [بالے] کس لئے [کیوں] ہمکو بتلاتے ہیں آپ — بالے [لٹکا کان میں] بارے کدھر جاتے ہیں آپ
یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا — ایک دم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں آپ]

---

حب احمد مختار کی دے مجکو الٰہی — زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا[ما]ت

---

شیشۂ دل کو اوچھالو دم بدم مت ہاتھ میں — کیوں پڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاویگا ٹوٹ
رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی — کس لیئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجسے جھوٹ

---

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے — ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلد ارعیث

---

یار و ہماری عقل بجا کچھ نہیں ہے آج — ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون ساعت سحر [جائی] ان نے آہ — کہتے ہیں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے [آج]

لے ایضاً

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقوت وار سرخ] — دیکھے ہیں جب سے ہیں نے لب لعل یار سرخ

---

اغیار سے لڑاؤ بیٹھے تم آنکھ اچھا — جاتا ہوں خیر دیکھوں ہیں یہ عذاب کیونکر
[عاشق [کی] دیکھ تربت [آک درد سے وہ] بولا — [حیرت] ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

---

[دل ہوا تن] سے جدا جان ہوئی دل سے [ہوا] — یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجھکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے — [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
جی تے جی یار [خدا یار ہے بیماری عشق — تا] دم مرگ نہ ہوا اسسے رہائی مجھکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں — یاد آئی] جو تری سرخ رزائی مجھکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں — [جب احمد] کے سوا ساری خدائی مجھکو

---

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے — [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

---

حشر سے ہیں[۱] کیوں ڈروں دی ہے مجھے اپنی جب — احمد مختار نے حیدر کرار نے

---

# حجام

تخلص عنائت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [امادرویش] نہا و صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [و مولد] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہٗ کہ بدست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشاں [داده] بود خیلے باوصاف صوفیان صافی انصاف و بر سر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

---

[۱] کیوں ہیں ا۔۱۰

اختصاص داشت از انجا کہ بسیار [عقیدہ] ۃ منش [و] نہائت خوش گپ بود درحین خدمت آں گل گلزار[۱] توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیرین دلفریب دل حقیقت منزل آں فخر الاولیا خوش میکرد و فیضہا [می] اندوخت شعرش بسیار باکیفیت است در مقطع ہر [غزل] پرورش تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا] محمد رفیع سودا است بنا برآنکہ سنگ [یک] پہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [سے نمی] دانست تا بخوشگوئے خود چہ رسد از چندے ایں جہان را خیرباد [گفتہ] خداش [بیامرزد] این ہمی و یک بیت از گفتہائے آں شیریں زبان [است ؎

روز رخسار] کے لیتا ہے مزے خوباں کے  بہتر اسے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

---

[قید میں اپنے] سلیماں نے کیے[۲] سب جن و دیو  ہائے واعظ کو لگا اک بھوت بڑکا رہ گیا
[اسقدر بھاگے] جو ہے[۳] حمام کے تو[۴] نام سے  کیا بلا اہتک بھی اے ظالم تو لڑکا رہ گیا
ورق ۹۹ [جیبانظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا]  بن وصل ترے سو یہ میسر نہیں آتا
کہتا نہ تھا میں تجھے [جسدن نقاب] الٹا  چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا
[حجام تیرے دل کی تو آرزو بر آئے  چہرے پہ اوس کے خالق گر خط شتاب لایا]
اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا  ایک مجھے ہی ننگ و عار رہا

---

کبھوں اوس کی گلی میں جا رہا [تھا]  کل مرتے ہیں میرے کیا رہا [تھا]
اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا  تھی جس جگہ کبھو[۵] [ترے بیمار] کی نشست
[دوکاندار ہو گئی حجام ساری خلق  پکڑی ہے اونے جب کہ بازار کی نشست]
شیخ کی ریش شوخ تھا حجام  اکثر گیا ہاتھ مار پست و بلند
بال دھونے کے مصالح کی ہو پڑیا اوسکی  یونہی حجام کہیں پوچھے مرا وہاں کا غذ
یہ چرخ چڑھلے ہوے کیا جانیے حجام  مریخ کو [کٹے] دیے [ہتیار] فلک پر

۱؎ گلذار در ہر دو نسخہ ۲؎ کر گیا ا۰ا۰ ۳؎ ہے جو ا۰ا۰ ۴؎ اب ا۰ا۰ ۵؎ کبھی ا۰ا۰

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش  ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش

آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ بچے  ان تلک [حجام] ہی پہنچے نہ یہ حجام [تک]

دیکھ عاشق کی ترے رسوائیاں  عشق کی یاروں نے قسمیں کھائیاں

[ادہم نے چھوڑا یارو] یہہ سخت دل کے ہاتوں  میں بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]

دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام  یاد کب اوس کا خط و خال نہیں

[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی  بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

---

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آکر  جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

---

مثال [ناقۂ لیلی کے] یک دو گام غلط  خدا کرے کہ ادہر کو ترا سمند کرے

[زخمہائے کشتۂ] نیرنگ سے  خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے

سر میاں حجام [بہتوں] کا پھرے تہیں مونڈتے  آج اوس کوچے میں اونکی [بھی حجامت ہو] گئی

---

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی رو دیتا ہے
ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں نم سمجھے

ہردم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے  ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے

[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں  بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے

اک روز [نصیبوں] سے کہیں ملتیں یا پہچوں  پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہارے

اوس کاوش مژگاں [کا گلہ] ہم سے عبث [ہے]  اے آنکھو یہ بوئے ہوئے ہیں خار تمہارے

اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام  چھن جائینگے اکدن کہیں ہتیار تمہارے

---

حجام پڑا سخت حیا ناک سے پالا  [کچھ] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے

لگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو ایلے  جھنجھلا کے یہ کہتا ہے [کہ] چل دور رذیلے

# حزین

تخلص دو کس می شناسم

## اول

صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ گویند کہ جناب الیشاں بسیار نرم [دل] و شیریں گفتار و نہائت پاکیزہ وین و ستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بہ ریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند ایں پنج بیت از ریختہائے طبع دربا [رجناب الیشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
بھبوکا ہے دھوا ہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا

[چھپا] مکھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارۃ کا

ہراک بال [اوسکی زلفوں کا] ترا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]

[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش میں میں ہر دم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا

[حزیں کو] ذبح [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے مونہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

## [دوم]

میر محمد باقر [مرحوم [وے جوانے بود] از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رافت کہ درکفت [کفائت و کنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں مظہر فیوضات] الٰہی [می گزرانید صاحب] صاحب دیوان [د

حزیں دوم

شیریں زبان] است در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزین بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزین تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزین[۵] است لمخص کلام ایں بست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ؎

ورق ۱۰۰

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب [جنوں] | فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیواں میرا

---

اس کی جدا خبر لے، اوسکی جدا خبر لے | یہ ایک دل دوانا کس کس کی جا خبر لے

---

وہ کہ ہے ملک مسلم اوسے یکتائی کا | خوب لیتا ہے مزہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں [تر]ے جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دلبروں میں سے لیا ڈھونڈہ [میا]ں تجھہ سے کو | میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

---

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں | جس کا دل عشق سے کباب نہیں
ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں | زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

---

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو | مٹاؤں کس طرح میں ہائے اپنی دل کی حسرۃ کو
یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت | لکھا تھا یوں کہ شیریں سے [ملینگے ہم قیامت] کو

---

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم | [کہاں ملتے ہیں اپنے] فن کے استاد

---

شیریں نے دی تھی دل میں [کچھہ اک کو] کہن کو جا | اونے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا
[نالاں نہیں ہے جور و] جفا سے ترے حزیں | جو تو نے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

[۵] باقر علی حزیں ۱۰۱۔

کچھ کٹی ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گزری — کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

---

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی — تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہائے کٹ جاتی

---

اوس بیوفا کے عشق سے کچھ ہمکو جس نہیں — پائو تلک بھی اوسکے ہمیں دست رس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم — چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریباں کیجے چاک — جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

## رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب — کس طرح نہ ہوتی زندگانی یہ عذاب
جیتے تھے جنہوں کو دیکھ گلشن میں ہم — سو بو[ل و] ہ [ہو]ے خزاں سے ویران و خراب

## دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے لے دل — کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بے دل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے — ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

# [حسن]

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

## اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک اصلش] از ایران و مولدش ہندوستان جنت نشان [است در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گردش دور دوار ویرا بدیار [مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [سالار جنگ]

گشتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاء است و از خدمت سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع ورق ۱۰۱
سودا ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز مرحوم ماناست مختصر کلام
شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے ہمہ اقسام سخن دارد مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے
نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیروں ازیں مثنوی د[ر] ہجو بلدۂ لکھنؤ
و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگالہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیز ہائے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں
دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالی طبع بود از چندے برحمت حق پیوستہ
خدایش بیامرزد ایں بیست و پنج بیت از طبع زادہائے آں مرحوم است ؎

کسے آرزو تھی جو اس طرح لیے ساتھ غیروں[5] کو آگئے
کھلے بھنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

---

چھوٹا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا
اور کام کر چکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

---

خوبی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی
کس طرح سے [ہے آ]ئے ہو[س] دل میں یار کی

---

کہا میں نے کہ [گھر میر]ے کبھی د[و] چار دن رہیے
لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

---

عشق کتنک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا
راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا[ئےگا]

---

چنپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول
بالے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

---

ترے بن باغ میں جس وقت غنچے گل کے کھلتے ہیں
خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں

جان و دل ہیں اوداس سے میرے
اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

---

۵ اصل نسخہ اور د۔ا۔ میں ”لئے غیروں کو ساتھ آگئے“ ہے۔ لیکن وزن کے خیال سے تقدیم وتاخیر کر دی گئی ہے۔

مجھ پہ ہے [یہ میاں] ستم و جور کچھہ نہیں — لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں
کیا ہے اب کوئی اور کیا رو سکھے — دل ٹھکانے ہو تو سب کچھہ ہو سکھے
شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے — گریباں سحر کو ٹانک دینا دامن شب سے!
کہا میں نے بھرتا ہوں دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا
ہوے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو — بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیا ہو

---

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے — اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

---

خوش ہے وہ مست کہ تابوت کے آگے جسکے — آب پا[شی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں
[وقت] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن ہے کے بلنگ — صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاویں

---

دلکو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں — سینہ خالی کیے اور اشک بھرے آتے ہیں ورق ۱۰۲

---

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں — جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

---

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر — حال اپنا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

---

مارا جو جوش غصے میں دریاے حسن نے — جلوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

---

بے چیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز — جا جا کے بات کرنی ہر ایک سے پکار کر

---

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے — برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو یہیں اور

---

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں    پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی    اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

اشکوں[1] سے نہ ہو کیونکہ حسن راز دل افشا    پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

حسن دوم

## دوم

خواجہ حسن خلف الصدق خواجہ [ابرا]ہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کبھاری علیہ الرحمت والغفران [ایشا]ں از پیرزادہاے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل و کمال پیراستہ صوفی مشرب فقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدایاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] بربستہ تشریف شریف بہ [بلد]ۂ لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت در انجا افگندہ وضیع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مقتدا و پیشواے خود انگاشتہ سعادۂ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور وافیہ میرسانند از حسن خلق جناب ایشاں چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و [ثرو]ۃ کہ دارند نہائت متواضع و بغائت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و پرکیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نژاد [یازدہ] بیت درایں حاشیت افتادہ منہ مدظلہ وسلمہ ربہ ؎

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے    پر کچھ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا    اسطرف ٹک مڑ کے دیکھو گے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے    یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

نہ روویں رات دن جوں شیشہ مے کس طرح ساقی    [کہ] تیرے [ہا]تھ سے ہم غمزدوں کے دل میں چھالا ہے

[1] قول شاعر "اشکوں سے" تا آخرہ فیہ شی لایخفی علی شاعر ماہر (منہ)

جھٹک کے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا　　تو وہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

---

تھا ارادہ وہ ایدھر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں　　دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں  ورق ۱۰۳
جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسن　　اوس نے اوس وقت میں بھی مجھسے چرائیں آنکھیں

---

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اونے آہ　　یکبارہ ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے　　اتنا ہنسایا تونے کہ مجھکو [ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے　　یہ آہ کی کہ عرش معلے ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال　　میری ہوا نے خاک میں مجھ کو ملا دیا

## سیوم

حسن سوم

میرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود دو بیت ازاں این ہیچمداں درایں جا [می نگارد] ؎

ہے بھبوکا یا دھوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں　　شعلہ رو کش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو ٹے اوس زلف کے پھندے میں ہمنے اے حسن　　جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

---

## حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ نزفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد رقاصہ ترنے خوش اندام بہچہ نام کہ دراں اوان درہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوے میرسانید و باز جفائے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر بر سر خود می کشید ازاں جاکہ بہ جناب

کرامت انتساب زبدة السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ ارادۃ[1] درست داشت حضرت
ایشاں عنایت بے غایت در حقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلاً دوائے
تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاراں را نیز دلالت بر استعلاج از وے می فرمودند ملخص کلام
میر حسین مغفور خیلے خلیق و یارباش بود خط نسخ و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار
درست و شیریں می نوشت در موسیقی ہم بہ تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [مہارتے] داشت و گونہ
از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہائے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دیں پروری و استغنائے
وے چہ بر طرازم کہ با وصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت پہیلر
ورق ۱۰۴ فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروے سیادۃ و اسلام
قبول نہ کرد و عسرۃ کشاں از فانی جہان بجوار رحمان در پیوست عفی اللہ عنہ وعن سایر
المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیس ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی
ازاں مرحوم است ؎

بدنامی عشق جان تلک پہنچ گئی　　چوں کارد کہ استخواں تلک پہنچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی　　پر کہیئے کیا کہاں تلک پہنچ گئی

---

# حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

## اول

میاں جعفر علی نیاکانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در ممالک شرقیہ
علم استادی دریں فن برافراشتہ[2] تلامذۂ بسیار بہم رسانیدہ بود قلندر بخش جرأت رشید
ترین شاگرداں وے است نسبت تلمذ بہ سرپ سنگھ دیوانہ دارد[3] دیوانے مروف ازو

---

۱ ارادہ داشت ا۔ا۔　۲ می افراشت ا۔ا۔　۳ داشت ا۔ا۔

یادگار مانده در سرکار دولت مدار شاہزاده نامدار کامگار جہاندار شاه انار الله بر ہانہ در سلک ملازمان خاص عز اختصاص داشت در آخرہا بہدایت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خداجوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہر کیفیت ابن [سی وسہ] بیت لہ از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا تجھے مکھڑا ترا کیا ماہ تاباں سا ۔۔۔ جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

---

بیاں کیا کیجے اوس سرو رواں کے قد و قامت کا ۔۔۔ بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

---

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا ۔۔۔ تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

---

نبض نہ دیکھ اے طبیب ہاتھ لگا [اور] موا ۔۔۔ میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

---

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان اوٹھا ۔۔۔ پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا

آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو ۔۔۔ تو ہی لیجائیو سر پہ یہ گلستان اوٹھا

---

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا ۔۔۔ جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

---

بلا سے گروہ ہرجائی بت قاتل نہیں ملتا ۔۔۔ کہ جو اس وضع کا ہووے سے اپنا دل نہیں ملتا

---

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا ۔۔۔ عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا

---

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم ۔۔۔ حیرت سے ہو گیا ہے یک چشم نم سراپا

---

لہ شعر ۱۰۱.

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

---

کل جو پہچی تری آواز مرے کان کے بیچ آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

---

ماہ کرے جولاف حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح مہر کرے اگر طلوع بام پہ آکہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا گل جو دکھاوے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

---

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد لگے تلخ اور اوسکی میاں تجھکو یہ فریاد لگے تلخ

---

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

---

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

---

زار و حسرۃ کش و دلریش ستم یعنی ہم بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم

---

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

---

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار ٹک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

---

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو ولے کیا کیجئے حسرۃ بلاء ناگہانی کو ورق ۱۰۵

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے        الٰہی دن ہے میری موت کا یا شام ہجراں ہے

---

برنگ آبلہ اے والے یہ کیسا زندگانی ہے        کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سرگرانی ہے

---

چھنے تیر نگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے        بنے غربال کی صورت جگر یوں ہو تو بہتر ہے

---

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کروگے        لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
بیتابی و حیرانی و طغیانی گریہ        سب آنکھوں پہ ہم لیں گین [کذا] جو امداد کروگے
تاراج[۵۲] کیا جان و دل و صبر پھر آگے        کیا خاک ہے مجھ میں جسے برباد کروگے

---

ترے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے        غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے
کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے        پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوے جو اتفاقاً        حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک        بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم
واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو        اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہدو حسرت کو        آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے
[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے        درد دل کی کوئی دوا نہ کرے

دوم

لالہ ذوقی رام وے [از] مہاجنان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بود شعر فارسی بسیار        حسرت (دوم)

---

[۵۱] بجوابی ۱۰۱      [۵۲] تاراج کیا صبر و دل و جان پھر اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

بمتانت میگفت دیوانے مملو انحاء سخن دارد ازان جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنا بر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورۂ[۱] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بمسکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ[۲] ہم موزوں می کرد این نہ شعر من جملہ انہاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح　　چشم گریاں نے مری گریہ[۳] طوفان کیا

---

ہوشیاری میں جو آرام نہ پایا ہم نے　　جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے
کھال کھچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پہ　　جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے
دیکھ تلوار کبھی ہاتھ میں اوس کے حسرت　　ہو کے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

---

آنکھ تو رو کے چھوٹ جاتی ہے　　دل بچارے پہ آفت آتی ہے
شمع کے طور آتش الفت　　سر سے لے پاؤں تک جلاتی ہے
درد دل کسے میں کروں اظہار　　سن سکے کون کسکی چھاتی ہے
دن تو گزرا پہاڑ سا جوں توں　　دیکھیئے رات کیسی آتی ہے
غیر کے پاس روز جاتے ہو　　اپنے حسرتؔ سے عار آتی ہے

---

## حشمت

تخلص دو ریختہ کو بمن رسیدہ

### اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشتاقان[۴] دیرین زمان و استاد عبدالحی تاباں است

---

[۱] محاورہ در ہر دو نسخہ، [۲] شعر ریختہ، [۳] گریہ ن۔ ا۔ [۴] مشتاق ن۔ ا۔

گویند کہ مرد خوش معاش صاحب قماش بود برا [در] انش کہ عابد یار خاں و مراد علیخاں نام داشتند در سلک بندہاے جواہر خانہ حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ منسلک بودند بہر حال ایں دو شعر از گفتہاے آں مغفور است ؎

خط نے ترا حسن سب گنوایا   یہ [سبز] قدم کہاں سے آیا

---

نکہت گل نے ستایا کسے زندان کے بیچ   پھیر زنجیر کی جھنکا [ر پڑی] کان کے بیچ

## دوم

حشمت دوم

محتشم علیخاں برادر کوچک میر ولایت اللہ خاں ولایت و [ے] بدخشی الاصل [و] از سکنۂ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است بسیار عمدہ معاش بود باجاہ و ثروت ایام بسر می نمود دیوان فارسی بمتانت تام و فصاحت تمام دارد گاہ گاہ شعر ریختہ ہم بروے کار می آورد و ایں چار بیت از وے است ؎

بہار آئی دوانے کی خبر لو   اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

---

ہمنے نجف میں جاکے کیا خوش مقام ہے   کعبے کو دور سے ہی ہمارا سلام ہے

---

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے   اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

اے ناقۂ لیلی دو قدم راہ غلط کر   مجنون ز خود رفتہ کبھو راہ پر آوے

---

## حضور

تخلص لالہ بالمکند برادر کوچک لالہ جھٹہم لعل است کہ حسب ظاہر زنار دار گجراتی و در باطن   میرتقی ۱۰۶

---



سلہ می آرد ا۔ا۔

ا۔ا۔ میں یہ اور اس کے بعد کا شعر درج نہیں۔

درویش قادری بود بازدہم حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ به نہایت تکلف می کرد و در آخرہاے عمرکہ بنا بر تنگدستی یکبار سرانجام نیافت بهاے ہاے میگریست و میگفت کہ حالامن زندہ نخواہم ماند در آخرہمان ماہ رخت اقامت بدارالقرار کشید و این بالمکند از علم فارسی بہرہ وافی داشت و از عربی ہم گونہ چاشنی یاب بود و کتب ہم در پیش نظرداشت گرد مضامین انہا میگشت و بطور خود در ریختہ می نشاند شعر خود از نظر فیض اثر میدان سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میردرد علیہ الرحمۃ میگذرانید این سہ بیت از وے است ؎

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں ایک خانہ خراب ہیں دونوں

---

وہاں رشتۂ محبت معشوق توڑتے ہیں یہاں ٹکڑے ٹکڑے دل کے ہم بیٹھے جوڑتے ہیں

---

گالی تمنے وہی غصے سے ہم چاہت کا [یہ] دم سمجھے
بس اب چپکے ہی رہیے گا کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے

---

# حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ است سلمہ ربہ وے جوانے است، یار باش وارستہ مزاج خوش طبیعت طبیعت امتزاج ظریف الطبع نیک نہاد شریف الوضع والا نژاد محبت پرور اخلاص شعار مودۃ گستر اتفاق وثار شیرین گفتار نیکو کردار بمرثیہ خوانی وحید و بہرہ انشاد مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرید عصر پاس ودستی ہا بدرجۂ وارد کہ بنا بر نفع دوست ضرر خود گزیند لحاظ آشنائی ہا بمرتبۂ پیش نظر وے است کہ تا کار آشنا سرانجام ندہد حتی المقدور از پا ننشیند مختصر کلام اوصاف جمیلش چنانکہ بہ تحریر درآمند اندکے از بسیار دانند واخلاق جزیلش ہر قدر کہ مرقوم قلم واقعہ رقم گردند یکے از ہزار شمارند اصلش از خطۂ دلپذیر کشمیر است و مولدش خاک پاک جہان آباد خیر بنیاد در شعر گفتن طرز خاص بدستش افتادہ طبع نراد خود گاہے از نظر وسنددار

سراپا بو فاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع قاسم ہیچمداں سراپا نقصاں رسانیدہ
ودر این ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق استشارہ می نماید و بیروں از ہمہ
بنا بر ضربے از استیلائے خلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ در خاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر خار
بود گل پندارد و آنچہ طبعش بوے اقبال نکند بو کہ ہمہ گل بود خار انگارد و ازیں جاست کہ در
بعضے اشعار [رش] چیزے ہست بہرکیف این سی و یک بیت از شیریں گفتار یہا ے
وے است منہ سلمہ ربہ ؎

جونہیں آیا مجھ پہ وہ خنجر دو دھارا کھینچ کر ۔۔۔ آہ کا نیزہ اُسے ہیں نے بھی مارا کھینچ کر
پاس میرے جنس دل وہ مفت بے قیمت کہاں ۔۔۔ پھر نہ آتا کیونکہ ہیں یار و خسارا کھینچ کر
صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا ۔۔۔ اوس کے صدقے جسنے یہ نقشا اتارا کھینچ کر
آ [فرا]ی تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا ۔۔۔ کس پری کو تونے شیشے ہیں اتارا کھینچ کر ورق ۱۰۷
خاک اڑا لے مت پھر و بس آ و جانے دو جنیا ۔۔۔ کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کھینچ کر

---

روز و شب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی ۔۔۔ آپ کو پروا نہیں یہ ہمنے خواری آپ کی
ناڑیاں باتیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو ۔۔۔ آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی
رو بہ و غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا ۔۔۔ ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی
حضرت دل میرے حق میں دیکھئے کرتی ہے کیا ۔۔۔ بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی
سینۂ صد چاک میں سوراخ ہوتے ہیں [گئے] ۔۔۔ اپنے ہاتھوں ہمنے جوں جوں بخیہ کاری آپ کی
ہمکو جلنا چاہنا تھا چاہ سے چاہا نہیں ۔۔۔ ہو چکی یاری ہماری اب ہے [یا]ری آپ کی]

---

دفعتاً اُس بیت کافر نے دلا رام کیا ۔۔۔ بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا
میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے ۔۔۔ وہ بھی بدنام ہو جن[لہ] نے مجھے بدنام کیا
دفن کے روز مرے یوسف ثانی نے آ ۔۔۔ نام پہ پہلے مرے ختم الف لام کیا

لہ جس نے ۱۰۱

پھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا　　کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھہ سوا یا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا　　آج یوں زیر زمیں آن کر آرام کیا

---

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی　　کس کی راہ تکتی ہو کس کی انتظاری ہے

---

حفیظ ایسے گلرو کا پیچھا کرے گا　　تو آگے سے کچھہ زیادہ بدنام ہوگا

---

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوے　　کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوے

---

خاکپا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں　　کچھہ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیب دردمند　　ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھہ ہنستا ہے مرا مونھہ گاہ رو دیتا ہے وہ　　جس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جاسکتا ہوں واں　　وہ اودھر ناچار ہے اور میں ایدھر ناچار ہوں

---

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں　　درد میں کیا کوئی کم بخت گرفتار نہیں

---

محبت آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے　　اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر پہروں رلاتی ہے

---

کیا ہوا میں نے ہنسی کی مجھہ میں اوس میں چھوٹ ہے　　وہ خفا مجھسے نہ ہوگا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجاے آپہی آپ کیوں　　شہر نا پرساں ہے ایسا کیا کچھہ ایسی لوٹ ہے

---

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ قاق ہے　　پر دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

---

سلہ دیکھہ رہتاہے ۱۰۱

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے　　لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بیوفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو　　حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیا ہوئی

نہ کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل　　کہ دل میں داغ یہ تیرا دیا ہے

# حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سید زادہ نیکو خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہائت خلیق و بغائت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب ورق ۱۰۸
است بعلمی ایام بسر می برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارۃ گفتہ فکر ریختہ ہم میکند این چہل[1] و نہ بیت از زادہ ہاے طبع اوست منہ سلمہ ربہ ے

گویا قندیل میں اک شمع ہے خاموش کھڑی　　شیخ مندیل میں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ تنکا سار ہا ہیں دشتِ دنیا میں　　گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح　　گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھتے [ہیں] خار اون کی آہ قبروں پہ حقیر　　سیج پر جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا کی گور پر گر رو تو کب روویں　　ترا ہم چشم تھا تو ہی ٹک اسپر گریہ کر شبنم

[1] جانتے ز. ا.　　[2] چہل و پنج ا. ا.

آہ جوں نقش قدم ٹھوکروں میں خلق کی اب — ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

---

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں — اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

---

اس زلف عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی — مر جائینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس میں

---

ہو موم دل جو [آ][1] کے مرا گل سے ملے حقیر — شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ میں

---

شب بھبوکے کو مرے [رخنہ] فانوس سے چھاتک — سرکو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

---

مردم [اوس یار کے مکھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] — اول آلایش کو نین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے — مجھ کو دکھلاؤ نہ پانوون کے پھپھولو آنکھیں
اس سرا سے گئے ساتھی جو تمہیں چھوڑ حقیر — تم بھی کچھہ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

---

ہو باغ میں چراغاں گل کا ھزار روشن — آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

---

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا — بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف ہلیاں
چرا دل پنجۂ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی — دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلبلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار پھل دے مقصد جاں کا — شجر میں تن کے پیکان صنم سے لگ چکیں کلیاں
حقیر ازبسکہ دشت خار میں میں خوار پھرتا ہوں — یہ چھاتی دیکھ آنکھیں قیس کی پاؤں مرے پڑیاں

---

خاک رہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو — آنکھوں میں مری آ نہیں چل دور ہوا ہو

---

[1] 'ہوسکے' اصل نسخہ

بعد مدت کے میں سنتا [تا] ہوں ابھی راحت جان　　پاٹو اپنے کا مرے سر سے نہ سرکا کیجیے

---

پہنچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق　　ہیہات [یوہین] مر گئے سب آنکھ[۱] رگڑ کے
عشاق کی ذلت ہی میں عزت ہے سراسر　　دانا ہو سرسبز مگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوئے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں　　جوں نقش قدم یار کے پاٹو سے بچھڑ کے

---

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لیے　　پر ہم سے وہ کھچی رہی بے پیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے　　آتا نہیں ہے جان ترا تیر کس لئے

---

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملتا ہو　　کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

---

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے　　باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

---

لگے ہے دور چھاتی سے مجھے وہ دوسرے [دیکھے]　　محبت سے نہیں پیارے ترا سنگ ستم خالی

---

نہ تنہا جان [تیری چاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے]　　رلایا تو نے یوں بے دید جو آنکھوں کو رو بیٹھے
گیا گل ہو یہی ہے شمع اب لسوز تیری دل　　تمہیں آپس میں مل باتیں کرو اے دل جلو بیٹھے

---

دوری نے لوٹھوں کے مجھے یوں کیا حقیر　　جو بوجھ رونگٹے کا بھی تن پر و بال ہے

---

دل کو لپٹ کے گیسوئے دلدار لے چلے　　[قرآن چھین کر دیہ] سیہ کار لے چلے
پاٹو پڑوں صبا جو تو چشم[۲] حقیر کو　　[جوں خس اوڑا] اگے تا قدم یار لے چلے

---

۱ پاٹو ا۔ ا۔　　۲ چشم ا۔ ا۔ مسہ کذا (دانا)

آہ کے مصرعے کے میرے گر معانی دیکھیے　　[پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

---

برنگ نقش قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے　　کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

---

نہ دل پھر پھر کے اپنے درپے ایذا و خواری ہو　　زنخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو　　ورق ۱۰۹

---

بے ادب جو اوس گل رعنا کے آگے آئے سرو　　سر تر اپنے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو
قمری یوں قرباں ہوا اور وہ ناز سے بولے نہ آہ　　بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

---

مرالخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں میں　　مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں تھک بیٹھے
حقیر ایسا ہے دل خوش جا کے اوس چشم خماری میں　　کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کر تک بیٹھے

---

آنکھوں سے کوے یار میں جاتا ہوں میں حقیر　　چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوے

---

میں وہ حقیر ہوں آیا خیال خواب میں گر　　کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا پہچا
جھٹک کے مجھسے چھڑایا جو ناز سے اونے　　کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا پہچا

دیگر

یہ چوبیں پاؤ ہم ہیہات دیکھیں　　ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے
ابھی نکلے تو اسکے چیر ڈالیں　　میاں پر پاؤ تیرا درمیاں ہے

---

## حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سید زادہ بلخی الاصل بریلی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ معلمی

لہ ص ۱۰۱

ایام بسر می آرد و نسبت تلمذ [بہ] قلندر بخش جرأۃ دارد خوش فکر معلوم می شود این نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی	کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

---

نہ خفا ہو جو تنگ رہوں پیارے	کہ نہیں اختیا[ر] رہیں آنکھیں

---

دلا اب دو نو مل کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں	ہوے بیمار لے ہم بھی تری تیمار داری میں
دو بارہ گر یہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب بخشو	بلائیں میں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں
برنگ موج دریا اضطراب دل کے مارے اب	چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھ حسرۃ ہو گر میرے	مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں
کہ اسدم آے وہ اور دے زباں یاری تو یوں کہئیے	کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

## رباعی

ایک طور پر اپنے یہ زمانا نہ رہا	آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا
جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم	[افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

# حکیم

تخلص دو کس می شناسم

## اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمن وے مہین پور سرا سر سرور حضرت استاد والا نژاد

---

؎ بردہ ۱۰۱۰	؎ بیمار ۱۰۱۰

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوه متفلسفین پیشوائے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق تدقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرکردہ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ خیلے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولی دارد و بر تجویز دوا و تنفیہ[؟] دوا دسترس علیا از انجا کہ در تدبیر مرضی مشرف الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطرازم کہ بوے حسن خلق و خلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق ترا در زمان ماضی بود    بجیب دلبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و یار باش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیرین زبان عذب ا[لبیا]ن
ورق ۱۱۰ کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ درباره قاسم ہیچمدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سربرنہ آیند تا باستیعاب خود چہ رسد لہذا ازاں وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [بہ] تسطیر [ہفت دہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سرزدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎

مسی کی اُودا وٹ کہوں یا پان کی لالی    اوس شوخ کی میرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک    یا مشہد دل کی یہ مجمر کی ہے جالی

---

کہے ہے لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم    [ذرا] ٹھہر تو کہیں لیویں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] عدہ فر[وکبا] کرے ہے آتش عشق    کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

---

ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی    دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [پوستی]

---

وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دن اور رات ہے    کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم    کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

سلہ مرادف ۱۰۱۰

نہ تاگے سے سیا جاوے نہ ریشم کا لگے ٹانکا　　کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ڈورے

---

دیکھ لے دیکھ لے اے چشم ذرا سوے حباب　　بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں لاٹے ہے افسردہ د[لی]　　پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھا[نے کو]

---

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے　　اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہاے تیری [یہ جوا]نی اے حکیم　　داغ [دل] کو تیرے کیونکر دھوئیے

---

مرے [رونے نے اوسکو] مجھسے کھویا　　مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

## قطعہ

سنکے گھڑیال کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال　　سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم　　کاسۂ عمر ہوا جائے ہے میرا لبریز

## دیگر

حکیم یک بیک آیا جو زندگی کا خیال　　تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر　　ہر اک نفس نفس واپسیں سے ہے نزدیک

## دوم

دوم

محمد پناہ خان وے جوانے است خوش اختلاط گرم ارتباط برکتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی خبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ میگذرانید در اوائل نثار تخلص می نمود در آخرہا کہ کسب طبابت اختیار کرد حکیم تخلص فرمود بہر کیف این ہشت بیت از طبع زاد اوست ؎

پوچھنے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر　　ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

---

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا　　مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واشد سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا — گل جھڑتے تھے ہربات میں یہ لطف سخن تھا

---

تیرے لئے خلق در بدر [ہے] — اے خانہ خراب تو کدھر ہے

---

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں — [ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہتے ہیں [گندھا وسکے] — آفت ہے اگر یار وہ زلف پریشاں ہو

---

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے — دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو کرامت ہے

---

## حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے [ست] از قصبہ اٹاوہ کہ بمعلمی [ایا] م بسر میکند ورق ۱۱۱
دخوش خلق و یار باش شنیدہ می شود این چہار شعر از وے است ؎

ہوتا میں کبھو پابند تیرے کاکل کا — جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قاں کے بیچ — گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریباں کے بیچ

---

سہ طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جسوقت — چشم کی پیالی میں سبزی سے پلاٹے رنجک
پان کھاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے یوں رنگ — مے ہے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

---

## حیران

تخلص دو ریختہ گو می شناسم

### اول

میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی کہ عمرے بمالک شہر [فیہ] بسر فرمودہ بود در رسالہ راجم

شکیبت رائے به بلدهٔ لکهنو در جرگهٔ سپاهیان نوکر بود شاگرد سرپ سنگه دیوانه است [خوش] میگوید اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گرد] بیده این هشت بیت از ریختهائے طبع او بهم رسیده ؎

اپنے جانے کا وہاں و[ان] کو ہے نے راتکو ڈھب ... دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

---

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال — غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

---

تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا ہیہات نہیں — دامن سے [موںہہ] ڈ[ھا]نپے رہنا دن[پھر] اس بات نہیں

---

کیا اک خلق کو ان ابرو[وں] نے قتل اے حیر[ان] — کہاں [جا] تا ہے وان تلوار پہ تلوار پڑتی ہے

---

دیکھ [زخمی مجھے اوس] کوچہ قاتل والے — ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے

## قطعه

میں نے حیراں کو جو دیکھا روتے — بن گئے وہ کہہ (کذا) نے کی بات میری[1]
ان کی خدمت میں ادب سے میں نے — عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں — بندگی قبلۂ حاجات مری

## دوم

حیران دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم این ہر دو پدر و پسر خط النسخ[2] و نستعلیق خوب می نویسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و در سلک اساتذہ مرشد زادہاے آفاق السلاک و انتظام دارند این ہفت بیت از گفتہاے حافظ بقاء اللہ حیران ابقاہ اللہ المنان است ؎

ہوں دوانا میں اثر کے نالۂ شبگیر کا — پھر کیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا
جاں بلب ہیں جی چلا جاتا ہے عشق طاری ہے آہ — جلد آ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے + [2] کذا در ہر دو نسخہ

تا فلک پہنچی ولے کچھ دل میں اوس کے جا نکی    آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تاثیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو    کچھہ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قبر کا
گرد تربت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ    تاکہ جانے ڈھیر ہے حیرانؔ خوش تقریر کا

---

کہدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاے] گل    چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کا [فی] بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور    اک مشت استخواں ہیں کہیں لیکے داب دو

---

# حیدر

تخلص [سہ کس] ایں کس میباند نوشتن یکے ازاں ہر سہ [بہ] تکملہ مناسب می پندارد وآں دو دیگر را دراں جامی نگارد

## اول

حیدر اول

آں ہر دو عزیزے است از دودمان حرّمی الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس] خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشر والفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرقہ دارد دو شعر ازاں کہ بایں بے بضاعت رسیدہ دراں جامی نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا    کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا
ورق ۱۱۲ ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب دہلا    الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

## دوم

حیدر دوم

میر حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشواے انس وجان محبوب سبحانی غوث صمدانی است قدس اللہ تعالے اسرارہم کہ بترفہ و توسّع ایام بکام دل بسر می برد مولدش دار السلطنت لاہور واکثر اوان فرخندہ توامان زندگانیش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بانجام رسیدہ

وگرم و سرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ مختار [و] سرفراز بود از چندے حرکت دوردوار ورزیدہ با اہل و عیال بہ پیشاور کہ مردمان آنجا بیشتر عقیدہ و [ارادت دارند] ندا فگندہ شعرش مربوط و [ریختہ] است ایں شعر از زادہائے طبع آں صاحب یقین پاکیزہ دین است سنہ سلمہ ربہ ؎

بیوجہ نہیں حسن [دل] افر[و]ز بتاں کا　　دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

---

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق نے پہنچا دیا اپنا　　کہ رو [نے پرم]ے اب چاک ہستا ہے گریباں کا

---

ارادہ ہے بے ڈھب کچھہ اس چشم تر کا　　خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

---

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قا[بل]　　[احوال اپنا] کیا ہے دیوا[ن] ہے حزیں کا

---

بے سنگ وخشت مجھپر [ہر خاص و عام نکلا]　　بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

---

کیونکر بڑھے نہ حیدر لیل و نہار سودا　　اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

---

ملیں اوسسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا　　یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھہ بن نہیں آتا

---

کچھہ فکر اور ہی کرو اس دردمند کا　　ا[ب و]قت جاچکا ہے نصیحت کا پند کا
بے وجہ تو نہیں یہ تڑپھنا سپند کا　　شاید کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا
یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے　　محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

---

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب　　سر لگے اپنا ہلانے جا بیس دیوار سب
آہ لب پہ ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہاے　　عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوئے آثار سب

وصل کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی  آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار میں  بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

---

دل سلامت ہے پھر ہم کو ہیں دلدار بہت  جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا  اور بھی گرچہ جہاں میں ہیں طرحدار بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [بول] کچھ آگے آیا  تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

---

[آہ] کی دھونی لگائے [در پہ بیٹھا ہوں ترے]  ٹک دریچے سے کبھو تو اوبت بے باک جھانک
گھر میں خوباں کے تو جانا ترک [مد]ت سے کیا  لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانک جھانک][1]

---

خواب شب غم میں ترے اے مہ بے مہر کہاں  چشم انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
چارۂ عشق تو بہتیرے ہی کیجے حیدر  دل سے [صبر] کے ہاتھوں سے پہ [ناچار] ہیں ہم

---

مشرب ہم اپنا [کیا] کہیں مست الست ہیں  بندے تو [ہیں خدا کے پہ صور]ۃ پرست ہیں

---

عشق کی دوکاں میں حیدر عقل و دانائی کہاں  جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے پھر ڈرنا ہی کیا  دل دیا عاشق ہوئے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق مے نوشی کسے جب سے ہوں [سرشار] جنوں  دشت پیمائی ہے اب تو بادہ پیمائی کہاں
جھولیاں خالی کرو پتھروں سے [اے ا]طفال شہر  پاؤگے تم اور [کوئی] مجھ سا سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے ہیں ارمان آہ  اوس سے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

---

## حیا

ورق ۱۱۳ تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است وے از طرف والد با جد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

[1] خریدار ۱۰۰، ۱۵۳ کذا۔ تاک جھانک

سید رضوی صحیح النسب است ہر یکے از نیاکانش بہ ثروۃ تمام و مکنت تام بکام دل معیشت می نمود جدش بدیدار [ہرژدہ] پسر کہ ہر یک شیر بیشہ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود بعضے از اجدادش کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بمنصب والاے شش ہزاری سرفراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلام حافظ محمد حیات مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [بے] بنیاد و [بسیار] خلیق و خیلے شفیق بحلیہ [صلاح] وتقوی آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و بغایت مودب و نہایت مہذب بود در مشرب عالیہ قا[دریہ] بحدے [غلو] داشت کہ بنا بر تبعیت صاحب [دو زبا]ن پیشواے انس و جان محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ]ہب حنبلی اختیار نمودہ و حب حبیب خدا علیہ من الصلواۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا [صا]بمثابہ در نہاد [نیکش] جا گرفتہ بود کہ من بعد [آ]نکہ [بزیارۃ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجا[ورۃ رو]ضہ رضیہ طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چند سال بکتابت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ جان بجان بخش سپردہ در بقیع عز قدر حسب تمناے دل تدفن یافت رحمہ اللہ تعالے و از انجا کہ یارباش شاید تلاشش بود گاہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و ہمین کرد اشعار متفرقہ دارد ایں دو بیت از زادہاے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفش زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو ہات
سر پہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہونی ہو سو ہو

حنا کی تلخ کامی کا یہ قصہ  مفصل جا کہو شیریں سخن سے

---

## حیرۃ

تخلص دو کس میدانم یکے[را] ازاں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے غلام محی الدین خاں نبیسۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار ویرا از حضرۃ د[ہلی] برآوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہرہ د زبان سخن طراز است[۲] خوش میگوید ایں چار

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ او راست ؎

ہم اوس بزم [سے یوں پر ارمان ] نکلے جوانی میں جس طرح سے جان نکلے
میں ڈھونڈا جو سینے میں دل اوس کے بدلے گئی اوس کے تیر دن کے پیکان نکلے

---

اول عشق ہے اور تازہ بہار آئی [ہے] اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے
[یہ] ستم دیکھوں میں کن آنکھوں سے اے غیرت عشق ایک عالم [ا]وسی کوچے کا تماشائی ہے

---

# حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر چراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ وشاگرد [دان] میر شیر علی افسوس است [ ایں پنج ] بیت از گفتہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مر نہ گیا ترے مر[یض کا اے جان در] د سہر نہ گیا

ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے حسرۃ زدہ ہم چلے جہاں سے
ہے دور شراب لیک[1] ساقی ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے

وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے
کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل کچھ میں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

---

ورق ۱۱۴

# حرف الخاء المعجمہ

در طے ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ انہا[2] دوکس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد[3] و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

---

[1] نیک ا۔ ۱۔ [2] ایں ا۔ ۱۔ [3] شست وشش ۱۔ ۱۔

# خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم عرف میر کلو است وے درویشے بود از مجاوران درگاه عرش اشتباه قدم شریف حضرت خیر الانام علیه و آله التحیة والسلام و در چارسو بازار [که در] جوار آں بقعه فائض الانوار واقع است تکیه داشت وخیلے وارسته مزاج و خوبی امتزاج خوش طبع آزاد وضع شیریں گفتار نیکو کردار [از] مصائب سعی دنیا ارمیده و بدل درد رسیده بو [د] مشق [سخن] [بروبیه] دوره دو پہیں می نمود ایں پنج بیت [او] گفته منه عفی عنه ؎

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم    روز محشر کے[۱] اٹھیں گے گور سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سلیقہ    [کہ نرگس] کو بویا نہ بوئیں یہ آنکھیں

---

[شانہ آہستہ کیجیو حجام]    تار اوس زلف کا رگ جاں ہے

---

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے    مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

---

کوئی کافر کہو کوئی مومن    یہ ترا خاکسار ہے سو ہے

---

# خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ است وے بدخشی الاصل [ہند] ی [المولد است در دیار] دکھن بسپاہ گری ایام بسر می برد و ہمیشہ[۲] از شاہراہ محبت و [مودة] می رود ایں مطلع او راست ؎

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی    دل تو ہی بتا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

---

۱؎ کو ر.ا.    ۲؎ ہموارہ ر.ا.

# خان

تخلص محمد [خان] افغان شاگرد سعادة یار خان رنگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو [بیت] واقع شدہ [ا] ین دو شعر او گفتہ ہ

یاد جس وقت تیری آتی ہے　　مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

---

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے　　ناحق ہم اپنے نام کو بد نام کر چلے

---

# خادم

تخلص شیخ خادم علی کیتھلی است وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد تربیت یافتہ نیاکانش ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می بردند عمش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان بنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجب می یافت و خودش نیز تا الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ مبلغ دو صد رو[پیہ] منسلک است بسیار مرد قابل خلیق و مہربان و شفیق و [متواضع] و نیک ا [ختلا] ط و موودب و کر[م ارتبا] ط واقع شدہ بہ انشا پردازی ید طولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شفیعا و تعلیق و شکستہ در [ست] می نگارد [دیوان فار] سی و ریختہ ہر دو مروف دارد شعر خود از نظر [سخن] سنج بے نظیر محمد تقی میر میگذرا [ند] از اشعارش کہ بمن [د] ست دادہ بیست و دو بیت ثبت افتادہ منہ [سلمہ ربہ] ہ

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا　　مگر ایک لینا ترا نام آیا

---

ہو غریق رحمت پروردگار　　آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے رے غفلت ترا خانہ خراب　　قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش [کمند زلف　　پیچھے پڑی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر | [صد آفریں] ہے میری بھی عالی پسند پر
ہے عزم اوس مکاں کا دل ناتواں کو آہ | جس جا نہیں مجال کہ مارے پرند پر
چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا | ہے گو کھرو کی لہر جو اُس سینہ بند پر

---

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت | ملہوس ڈال دے تو نسخہ اکسیر پانی میں
ایک نقصان میں تو کامل ہیں | اور ہم میں کوئی کمال نہیں

---

فصل خزاں میں عندلیب مرگئی گل کے ہجر میں | غسل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے
بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ پھر ذرا | رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

---

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر | سمجھ ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

---

شوخ کے ہاتھ سے جگر خوں ہے | حال دل کیا کہوں دگرگوں ہے
شور محشر ہے اسکے باعث آہ | کیا قیامت وہ قد موزوں ہے
جائیں قربان گو کہ ہم سو بار | آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

---

شیخ [جی] کعبے [چلیں] یا دیر کو | کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

---

[آگے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا | یہ [کیے] اے چشم مرا کام [بہایا تونے]
ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی] | مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تونے
کچھ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا خادم | ایسے سفاک سے جو [آنکھ] لڑائی تونے
[مدت] سے تیرا [ہی] تلاش میں تھا] | دیکھا تو اب آپ ہی میں تو ہے

---

سلہ ہیں پورے ۱.۱.

تیرے قامت کا اگر شور نہ ہووے لا ریب
اہل عالم سے قیامت کا یقیں اوٹھ جاوے

اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے
چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

## خسرو

تخلص و بہم اسم سامی و نام نامی امیر نیر تنویر مملکت ہنر پروری و سخن سا[زی د] بیر صاحب تدبیر قلمرو سخن [سنجی و نکتہ] پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان جنت نشان طاوس خوش خرام بوستان تقدس تواماں شہرستان وحدۃ و عرفان صورۃ نفوس و عقول معنی فنا فی الشیخ و الرسول شیر بیشۂ توحید نہنگ دریاے تفر[ید] روشن دل خدا آگاہ المخاطب بہ ترک اللہ مظہر [تام عشق] حضرت اویس الملقب بہ محمد کاسہ لیس است قدس سرہ و روح روحہ و سے علیہ الرحمۃ و الغفران ترک لاچین و مرید محبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب الہ العالمین سلطان مشائخ زمان و زمین مقتدائے مقربان درگاہ کبریا حضرت نظام الدین اولیاست قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم کمالات آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاہ لایزال و لم یزل نہ بآں درجہ ایست کہ باحاطہ تحریر در آید و خامہ دو زبان از عہدۂ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از ہر در نظم باشد یا نثر کہ زیادہ از چار صد ہزار [بیت] وکمتر از پنج صد ہزار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ باں فصاحت و ملاحت و باں بلاغت و [متانت است کہ باحدے] تا الیوم دست بہم ندادہ و [صنایع و بدایع دراں] صرف نمودہ کہ ازاں رو [گو] ی سبقت از پیشینیاں [در] ربودہ شعرش عزت بخش ہندوستان [و فخر ہند] وستانیاں سخنش ارمغان ایران و متمسک ایرانیاں از قوۃ ایجادش چہ بر طرازم کہ وجود نقوش قول و سرود نوائے[2] دہل زناں بہ بانگ بلند ازاں خبر میدہند و از جودۃ طبع خدادادش چہ مرقوم سازم کہ [شیوع] شایع زا[د ہا]ے [طبع] بلندش از جنس لغز و چیستان و مکرنی و پہیلی و مانند آں غلغلہ کناں بہر کس و ناکس میرسد و تفصیل بعضے از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدۂ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکہ ملاحت در کلامش از فیض لعاب [دہا]ن مبارک حضرت شیخ افزودہ[1] و چندے حج بطریق طے ارض در رکاب سعادۃ نصاب جناب ایشاں نمودہ ورق ١٠٦
و نیز آنحضرت در حقش گفتند امید وارم کہ مرا بسوز سینۂ ایں ترک اللہ ببخشند و اگر فردا ے قیامت مرا پرسند

[1] اصل نسخہ میں "افزودہ" ہے

[2] قوالی ۱۰۱

کہ ما را چہ تحفہ کرامت آوردی گویم کہ سوز سینۂ ایں ترک اللہ و ما یناسبہا در کتب مبسوطہ بہ شرح و بسط اندراج یافتہ فلیرجع قاسم[1] فرشتہ وغیرہ بعضے از ارباب سیر نوشتہ اند کہ حضرت ایشاں بملاقات شاہباز عرش پرواز عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس اللہ تعالےٰ اسرار [ہم] فائز گردیدہ وفیض کلام اعجاز انتظامش بجناب ایشان رسیدہ چنانچہ در بعضے از اشعار خویش اشعارے بداں فرمودہ اند ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت      شیرہ از [خمخانہ] مستی کہ [در شیراز] بود

[مصرع - جلد سخنم] دارد شیرازہ شیرازی و اللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر کلام کلام در توصیف [آموزدن] فیوضا[ت نامتنا]ہی فضولی است و [سخن] [در] رخصو[صیا]ت آں محب محبوب الٰہی جہولی بہر کیف ایں غزل پنج بیتی کہ بداں حضرت منسوب است و بزبان [آن او] ان فیض بنیان بسیار مطبوع و مرغوب تیمناً و تبرکاً زیب[2] سلک آراستہ کلک خود میکنم لہ [قد] س سرہ ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دو راہ نیناں ملاے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیوگا ہے لگاے چھتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے کہ جا سناوے پیارے پی سے[3] ہماری بتیاں
شباں ہجراں دراز چوں زلف زماں وصلت چو عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ[4] گریاں بعشق آں مہ
نہ نید نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں
بحق آں مہ کہ روز محشر بداد ما را فریب خسرو
سپیت من کی دو را ہے راکھوں جو جاے پاؤں پیا کی کھتیاں [ل]

---

[1] قاسم در ہر دو نسخہ، [2] ذیب در ہر دو نسخہ [3] سوں ۱۰۱
[4] دونوں نسخوں میں "زمہر آمہ گشتم آخر ہے" لیکن نسخۂ اصل میں اسکو کاٹ کر "ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ" بنایا گیا ہے'

# خستہ

تخلص دو کس می دانم

## اول

عبد اللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است والدش از رفقاے قدیم نواب مجد الدولہ عبد الاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد الطاف وعواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و [خوش[۲] اختلاط] وخلیق وکریم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق است ایں چار بیت از گفتہاے اوست سہ

[دست] قاتل پہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی ۔۔۔ ایسی رنگت کا [کبھو] رنگ حنانے نہ دیا

---

جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا ۔۔۔ میاں ہیں صدقے ہوں اوسکے زباں ہلانے کا

---

جب خاک غریباں پہ تم [اس چال سے آؤ] ۔۔۔ انصاف کرو [کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی

[یہاں تک] تو ہو وے [محو] تمہارے کہ جہاں ہیں ۔۔۔ تو ہم سے قسم ہم کو اگر یاد ہو کوئی

خستہ دوم

## [خستہ] دوم

میاں غلام[۳] قطب بخش وے نوجوانے است رعنا نیکو سیر زیبا[۴] منظر از اولاد امجاد سالک مسالک ربا] نی سید محمد گریانی روح اللہ روحہ واز مجاوران [بقعہ] باصفا حضرت نظام الدین اولیا نور [اللہ] مرقدہ بسیار خوش خلق ومہذب نہائت نیک خلق وموذب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے شوق ایں فن شریف بہم رسانیدہ وسخن خود از نظر بھورے خاں آشفتہ گذرانیدہ

---

[۱] شناسم ۱۰۱۔ [۲] اصل نسخہ میں نہیں ہے [۳] ا۔ ر۔ میں تذکرۂ خانۂ جاوید میں (رسالہ جلد سوم) صرف "قطب بخش" تحریر ہے۔ [۴] زیبا در نسخۂ اصل

این چار شعر از گفتہاے او است ؎

جلوہ اوس مہ نے جو ناگہ لب بام کیا | روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا
جسکو پروا ہی نہیں کوئی مرے یا جیوے | دل دیا ہاے میں اوس شوخ کو کیا کام کیا

---

جور و جفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو | چاہ کے پیاسوں کو ٹک شربت دیدار دو
ہاے رے نا منصفی جلوت و خلوت کے بیچ | سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

---

## خلق

تخلص میر احسن مہین پور میر غلام حسن حسن صاحب مثنوی بے نظیر و پدر منیر است وے مانند تخلص خود سراپا خلق واقع شدہ حیا و حلم بدرجۂ اعلےٰ دارد طبعش رنگین و فکرش معانی آفرین است مشق سخن از والد ماجد خود نمودہ و ازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل فرمودہ این چار شعر از زادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے تو لگا با پہ نہیں کچھ معلوم | جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا
اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے | یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

### [رباعی]

آے ہیں عدم سے جب کے روتے ہیں پڑے | دو دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]
اے خلق [خوش احوال] انھوں کا جو وے | آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

---

## خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خلق پسر دوم میر غلام حسن حسن است وے نیز [شیریں]

گفتار] پاکیزہ کردار حسن الخلق والخلق واقع شدہ نسبت [شاگردی] بہ پدر والا تبار و برادر نامدار [خود] دارد این پنج بیت از و است ؎

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا
اس طرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا

مہر خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ
تونے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

---

کمر باندھی ہے [ہر] فندق نے تیری دلربائی پر
تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

---

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی
آکے سر مار گئے سینکڑوں منتر والے

مے کی خواہش ہوئی اوس [وقت] مجھے ہائے خلیق
اوٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

---

# خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است دستے باوصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قران شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد و سارنگی خوب می نوازد و خیال وٹپہ [نیک] می گوید و گاہے ریختہ ہم از طبعش سر میزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پر نور منسلک بود از چرب زبانیہا مزاج اقدس را از جا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف روشہ سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ در جہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد برپا کردہ چہا ستم کہ بر بیچارگان نکرد حفظہ کلام اللہ تعالے [را] باوصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر بنا واجبی با یام [متبرکہ] صیام با [فتاب] جوزا در عین نصف النہار [استادہ] ساخت آ[خرکار] پھر ا[ر]ا[ل] نکا[ل] د بدنا] می آوارہ دشت [نا]کامی شدہ بہ رام پور رخت [ادبار] انداخت حالا بہ پیش خدمتی یکے از افاغنہ آنجا اوقات بسر می کند کہ کرد[کہ] نیافت بالجملہ این دو بیت از گفتہ ہائے حافظ غلام محمد [خوش ر]س است ؎

وصل کی باتیں صنم ہمکو جو یاد آئیاں
آنکھیں وہیں خود بخود اشک کو بھر لائیاں

ہائے یہ اب کس لیئے] باتوں کا اس کی برا — عشق میں ایسی ہی کچھ ہوتی ہیں رسوائیاں

# خیال

تخلص غلام حسین خان سلمہ الرحمن است و سے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت واز [اقارب] اسد یار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق و کشادہ پیشانی و صا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یار باش بہ اندیش پاکیزہ معاش نہائت مودب و بلغا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عم بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوید این ہفدہ بیت از شیرین گفتاریہاے وے است ؎ ورق ۱۱۶

تو نے جو کہا سچا یہی تھا — اپنا یہی [تو] مدعا یہی تھا
ہے دل کی شگفتگی پہ افسوس — اپنا تو جہاں بنا یہی تھا
دنیا کو خیال چھوڑ بیٹھا — دانائی کا مقتضا یہی تھا
تجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو چڑھ جلدی خیال — اک رہا ہے عرش کے پایہ سے زینہ عشق کا

---

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سیر — شگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

---

چمن میں بوسے گل پہ شور شبنم نے اٹھائیں ہیں — بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

---

بلبل سے گل کرے [ہے] عبث اتنی کاوشیں — کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن
صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جائے — کچھ بیطرح [سے] تڑپھے ہے [یہ بیقرار] حسن
اوسکی مژگاں کو وہی مشق سناں بازی ہے — یہاں [ان طراو] ة دل پرخوں کی ابھی تازی ہے
آیا سلوک پر نہ جو وہ اشک و آہ سے — لاویں گے ہم اب اوسکے تئیں اور راہ سے
وہ صید ہوں کہ عرش کے پاؤں کو دول ہلا — تڑپھوں اگر میں [تیر] سے خدنگ نگاہ سے

رہتے ہیں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے　　ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

---

ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے ہیں خواروں میں تھے　　چرعہ افشاں ہو ہماری خاک پر غافل کبھی
تو کس کے گرم خاکستر پہ قمری آج لوٹ آئی　　لگے ہے آگ کو کو سے تری سرو و صنوبر کو

---

[کس کو] معلوم تھا یوں تجھسے جدائی ہوگی　　یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہنچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی　　اپنی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑگیا ہے تری صورت کے سبب دلمیں غبار　　مجھہ میں آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

---

# حرف الدال المہملہ

در ذیل این حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ آنہا دو بزرگ درد تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافتہ و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال درتحت این حرف مندرج گشتہ [دوصد و شانزدہ شعر است] کہ من جملہ آنہا یازدہ رباعی واقع شدہ و دو [شعر] نواب آصف الدولہ مرحوم کہ در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال نسبت افتادہ در اینجا تقریباً و بالعرض تحریر یافتہ ۵

## دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد دار [شاگرد] وان شیخ شرف الدین مضمون و سر دسیر مشق و صاحب دیوان بودا ما بنا بر طول زبان و درازی او ان شہرہ دیوانش رو نمود و اندراس نمود این دو شعر از طبع زادہاے او کہ بدست افتاد بزبان قلم درآوردہ [ست اور] است عفی اللہ عنہ ۵

بہر صورۃ خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا　　یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا　　یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

# درد

تخلص درد دو بزرگ می شناسم　ورق ۱۱۹

## [درد] اول　درد اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب والاینش بنا بر ظہور ظاہر مفتقر تحریر نسبت
وحسب اعلی اش نظر بر شیوع شایع محتاج تسطیر نے لہذا عنان شدیز قلم واقعہ رقم را از ان
جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار ترقیم نبذی از خصایص نفس نفیسش مسترخی می سازم ذات ملکی
صفات آں برگزیدہ انفس و افاق ونفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلے از ادناس
علایق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولی حریق نیران عشق الہی غریق بحار حب رسالت پناہی
منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوۃ کدہ تفرید شیر بیشۂ زہد و توکل نہنگ دریاے فہم وتعقل
صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبۃ تلمذ بکسے [از] دانشمندان کمتر داشت وبیش
ازیں نیست کہ ماہے چند از خدمت افادۃ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بر اکتساب فنون
رسمیہ ہمت گماشت تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن دقایق فنون شرعیہ
دارد رسائل چند در علم سلوک وتصوف کہ ہر یکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت ورہروان
شاہ راہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارۃ
بود کہ سرامد سرود سرایان میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد
ہما[نا کہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی وکتاب رباعیات کہ بواردات موسوم است
ودیوانے مختصر بمثابۂ چشمۂ آبحیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درایت
ہدایت اللہ خان ہدایت وشاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائم ومحب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں
فراق از رشد لے شاگردان جناب ایشاں اند خاصہ در بحر خفی بدرجہ اعلی فصاحت و مرتبہ اقصی
بلاغت است و با ایں ہمہ شاعری کہین مرتبہ آں مہین پور مادر گیتی است ازاں جا کہ تحریر عشر عشیر
اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل مقدور قلم حقائق رقم نیست ازاں در گذشتہ بہ تسطیر یک صد و

ہفتاد و پنج شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل سرزدہ سبا درۃ ہیجوئند لجنابہ روح اللہ روحہ ؎

ماند حباب آنکھہ تو اے درد [کھلی تھی] کھیچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا [اعیان] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا

ہو گیا مہماں سرائے کثرۃ موہوم [آ] ہ آئے وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوۃ خانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

ورق ۱۳۰ کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا

بھڑا دے موںہہ سے موںہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

نالۂ دل کا اثر دیکھہ لیا درد بس جی ہیں نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا

---

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ جیدھر ملے وہ ابرو اودھر نماز کرنا

---

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

سو بار سوز عشق نے دی آگ پر ہنوز دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

---

زور عاشق مزاج ہے کوئی درد کو قصہ مختصر دیکھا

شیخ کعبے ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

---

ہم نہ کہتے تھے موںہہ نہ چڑھا اوسکے درد کچھہ عشق کا مزہ پایا

---

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا تو اکدن مرا جی ہی جاتا رہے گا

ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی عیش کو گذشتہ غم کیجے گا

کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن      میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا      نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا

یک بیک نام لے اوٹھا میرا      جی میں [کیا اوسکے] آ گیا ہوگا

جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر      تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھو سکا

---

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس      روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

---

بیٹھا تھا خضر آکے مرے پاس ایک دم      گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

---

تیرے سبب وہ اور بھی مجھ پہ غضب ہوا      اے نالے وا[ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا

ایدھر کو جو مسکرا کے دیکھا      کچھ تو جی سے حجاب نکلا

ہوں چاہیئے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا      کر اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا

لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو      ہو سکے کب موج نقش بوریا

نہیں مذکور شاہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں      کبھو کچھ ذکر آتا ہے تو ابراہیم ادھم کا

سینۂ و دل حسرتوں سے چھا گیا      بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

برہم کہیں نہ ہو گل و بلبل کی آشتی      ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈراے ہے یوم الحساب سے      گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

---

حجاب رخ یار تھے آپ ہم ہی      کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

نشہ کیا جانے وہ کہنے کو مے آشام ہے شیشہ      جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشہ

تو بن کہے گھر سے کل گیا تھا      اپنا تو جی نکل گیا تھا

اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل      اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا

ہیں سامنے سے جو مسکرایا      ہونٹ اوسکا بھی درد ہل گیا تھا

بھرا مے سے نہیں یہ نور سے معمور ہے شیشہ — تجلی پر نظر کر اسکی کوہ طور ہے [شیشہ]

یوں ہیں ٹھہری کہ ابھی جائیے گا — پھر شتابی تو بھلا آئیے گا
کیونکہ گذرے گی بھلا دیکھو تو — گر اسی [طرح] سے شرمائیے گا
درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر — اپنے [تئیں] آپ بھی سمجھائیے گا

---

تمنا مرخص، ہوئی نا امیدی — یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا

[ہے] عشق سے میرے یہ ترے حسن کا شہرہ — ہیں کچھہ نہیں پر گرمی بازار ہوں تیرا
میری بھی طرف [کو] ذرا آجا مرے یوسف — بڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا

---

ورق ۱۲۱ مری بے صبریوں کی بات سن سن کے وہ کہتا ہے — تحمل تجھسے بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکتا
ق
کہا میں یوں تو مل جاتے ہو آکر بعد مدۃ کے — اگر جا ہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکتا
لگا کہنے سمجھ اس بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا — ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکتا

درد ہم کو یہ رات دن تیرا — نالہ زار خوش نہیں آتا

گذرا تھا بعد مدۃ وہ سامنے سے ہو کر — اے کوتہی نالہ [یہ وقت] تھا کئے کا

اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں — ایسا بھی کبھو خدا کرے گا
گر ہیں یہی ڈھنگ تیرے ظالم — دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا

چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ — اے نوسن بہار تجھے تازیانہ تھا

---

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری — خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

---

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلایق ہے — کوئی کعبہ سمجھتا ہے کو[ئی] سمجھے ہے بتخانہ

ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے — اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [سنے سوار تھا]
مدۃ کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق — تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

[illegible]

وے دن [گذر] گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا — یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا دماغ تھا
مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو — گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا
ایک تو ہوں شکستہ دل تس پہ یہ جور یہ جفا — سختی عشق واہ وا جی نہ ہوا ستم ہوا

---

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا — مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

---

زاہد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب — چاہیے کہ دل سے دھووے کدورۃ سو دھو چکا

---

مذکور جانے بھی دو ہم دل طپیدگاں کا — احوال کچھہ نہ پوچھو آفت رسیدہ گاں کا
محبت نے ہم کو شہر جو دیا — سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا
فلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا — جہاں [جی چاہیے] وہاں جا کر کسی دل میں اثر کرنا

---

غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا — حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

---

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا — نوخطوں نے اب نکالا پیش خانا حسن کا

---

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا — پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

---

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا — عاشق تو ہم ہوئے پر کیا کیا عذاب دیکھا ۱۲۲
آشیانے ہیں درد بلبل کے — آتش گل سے آج پھول پڑا
تجھکو نہیں ہیں دیدۂ بینا وگرنہ یہاں — یوسف چھپا ہے اُن کے ہر پیرہن کے بیچ

---

چاہیے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آئے میرے — اپنے دہن کو لاکر رکھدے مرے دہاں پر

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر　　شیشہ ہو گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

---

ہس قبر پہ میری کھل کھلا کر　　یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

---

لازم ہے گوشۂ شکن زلف میں ترے　　ظالم کوئی پڑا رہے مجھسا شکستہ دل

---

ساقی کیدھر ہے کشتی مے　　اب کی کھیوے میں پار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر　　اسمیں بے اختیار ہیں ہم

---

جز اہل صفا بتا تو جوں عکس　　اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

---

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا　　پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

---

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم　　بہار باغ گو یوں ہی رہے لیکن کدھر شبنم

---

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب درپے　　جو ہو سو ہو پر اسے اپنو یار رکھتے ہیں

---

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی　　افتادہ ہوں پہ سایۂ قد کشیدہ ہوں

---

تقید گاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق　　کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ ہوتے ہیں

---

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے　　سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی نہیں
اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے　　کیا کیا اے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہیں اسی اضطراب میں    جوں موج آ پڑے ہیں عجب پیچ و تاب میں
ہر جز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال    دریا سے دُر جدا ہے پہ ہے غرق آب میں

---

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی    دامن نچوڑ دے تو فرشتے وضو کریں

---

کسو پر بلا تیری تیوری چڑھاوے    تری تیغ ابرو کا افگار میں ہوں

---

نوع انساں کی بزرگی سے ٹک ایک    حضرت جبریل محرم ایک ہیں

---

دو نو عالم سے کچھ پرے ہے نظر    آہ کس کا دلِ و دماغ ہوں میں

---

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اوس سخت دل کے ہاتھوں    پستا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

---

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا    توبھی دامن نہ کیا تو نے تر پانی میں

---

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں    سو گیا تھا جگا دیا کن نیں

---

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو    ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

---

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

---

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں    دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
بیوفائی پہ اوسکی دل مت جا    ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

سلہ دلا ی۰ ۶

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو رو طبیب　　کوئی دم کو یہ کبھی اسکی ناتوانی پھر کہاں　ورق ۱۲۳

---

شیخ ہیں رشک بے گناہی ہوں　　مورد رحمت الٰہی ہوں

---

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو　　کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

---

ڈال؎ دینا اوس کو نت ہر طرح جوں قبلہ نما　　پھر مجھے پھر پھر کے آ رہنا اوسی کے روبرو

---

ہیں دل کے ساتھ کب تئیں کشتی لڑا کروں　　اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

---

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو　　یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

---

جاوے در قفس سے یہ بے بال و پر کہاں　　صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

---

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے نند خو تجکو　　نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

---

ہم گلشن دوراں میں اے خفتگی طالع　　سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

---

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو　　یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

---

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر　　جی ہی جاتا ہے چلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

---

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ　　بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

---

دور نہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا　　یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

؎ 'ڈل' اصل نسخہ میں ۔

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے　　لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستئ] خراب سے کیا کام تھا ہمیں　　اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

---

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیئے　　پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیئے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام　　اے درد کچھ بہا دیئے اور کچھ جلا دیئے

---

قاصد سے کہو پھر خبر ادھر ہی کو لیجاوے　　یہاں بیخبری آگئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں درد اضافت سے مبرّا　　عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ برآوے

---

اذیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے　　کبھو ٹک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھر آتی ہے
پر یکھانت یہی رہتا ہے مجکو درد کیا کہیے　　کہ ایسی زندگی سی چیز یوں ہیں مفت جاتی ہے

---

دیتے عبث ہو شیشہ گراں سنگ کو گداز　　پگلائیے جو تم سے کوئی دل پگل سکے

---

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے　　میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے　　اوس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

---

طریق اپنے یہ اک دور جام چلتا ہے　　وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

---

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے　　جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے　　آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

اوٹھتی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا　　دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

ورق ۱۲۴ تا ابد جوں قطرہ مجسا منفعل　　جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے

نہ ہاتھ اوٹھائے فلک گو ہمارے کینے سے　　کسے دماغ کہ ہو دوبدو کمینے سے

نہ ملیں گے اگر کہے گا تو　　تیری خاطر ہمیں مقدم ہے

جوں جوں وہ کٹے ہے تو یہی آئے ہے جی میں　　پھر چھیڑیئے اور باتیں سنا کیجیے اوسے

---

کاہے کو ہوتی گردش تمکو نصیب و طالع　　گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے

نظر میرے دل پہ پڑی دردؔ کس کی　　جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے

اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں　　گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے

کعبے بھی ترے ساتھ بھلا شیخ چلیں گیں　　ایدھر کو پھرینگے ہم اگر یار کے گھر سے

---

کبھو بھی جی میں نہ گزرا خیال سرتابی　　برنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

---

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم میں ہے چھپ رہا کہیں　　اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے

دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت　　کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے

پہلو میں دل طپاں نہیں ہے　　ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

---

یہ کیا دردؔ تجھ پر مصیبت پڑی　　کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

---

صدقے ترے میں کب تئیں تڑپا کروں عبث　　ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے

یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے　　جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے

آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں　　دردؔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے

شخص و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہو گئے　　اونے دیکھا اپنے تئیں ہم اس میں پیدا ہو گئے

ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاؤ　　جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

---

دیکھنے پاتا نہیں ہے کوئی جسکی چھاؤں یہاں ۔ لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سا یا گئے
یا کہ وہ راتیں نہیں یا یہ دنوں کا پھیر ہے ۔ ہاتھ اب لگتے نہیں تب پاؤں دبوا یا گئے

---

محبت نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا ۔ قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

---

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہیئے ۔ وہ ہوا بے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے
زلف کی کچھ اداا ئیاں دیکھو ۔ ہر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے
وہ دخت رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو ۔ کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر ۔ ایک تو یار ہے اور تسپہ طرحدار بھی ہے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو ۔ تو لگ رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

---

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے ۔ ہم تجھ کو دکھا دیتے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

---

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے ۔ جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل تڑپھتا ہے درد پہلو سے ۔ مرگ آ پہنچو کہ قابو ہے ق ۱۲۵
نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی
آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر ۔ یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

---

علاج درد سر صندل ہے لیکن ۔ ہمیں گھسنا ہی اوس کا درد سر ہے
کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل ۔ سجدہ اودھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

---

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے ۔ شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

نہ ملیئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے وگر ملیئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

---

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

## رباعی

اے دردؔ یہ کون صبر کو لوٹ گیا یوں تجھ سے جو ضبط یک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھ پہ مصیبت پڑی ایسی ظالم کہہ تو سہی جی ڈھا کہ دل ٹوٹ گیا

## دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اکل و شرب سے نہیں ہے نجات دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

## دیگر

موند آنکھ سدا کب تئیں دن ٹالیے گا غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے دردؔ مراقبہ تو کرتے ہو و لے ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

## دیگر

اے دردؔ اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
موجوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

## دیگر

اے دردؔ یہ درد جی سے کھونا معلوم جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھنا آگے اے دردؔ ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے دردؔ سبھوں سے برملا کہتا ہوں توحید نہیں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جاے انکار بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

یا اوسنے ہی رسم تغافل کم کی تاثیر بڑھی ہے یا کہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظروں میں اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

دیگر

تیرے [سینے] دردؔ کی کسی سے نہ بنی بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہوے جسکے اوسکے محبوب بنے دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر کبھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے بس دردؔ خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[درد] دوم

درد دوم

سید کرم اللہ خاں وے بزرگے بود از دودمان شرافت و خاندان نجابت بہ نواب معلی
القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت
فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالا کلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد ورق ۱۲۶
شعرش خالی از درد نیست این یک غزل پنج بیتی از زادہاے طبع آں والانژاد کہ در سفینہاے
دیرین یافتہ شد بہ تحریر در آمد منہ عفی عنہ ے
تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

دوانا بیہدہ رسواے عالم ہم کو کہتے ہیں　　ہمارے عشق کی انتہا کے کوئی القاب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو　　پلک لگنے کی لذت دیدۂ پرآب کیا جانے
سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز　　ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے
تڑپتا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے　　ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

---

## دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ والغفران مرزاے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلےٰ باوے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] راکہ از نتائج طبع وے است بسیار می شنودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم وارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و برزبان خلق جاری است

ایں ہفت بیت [از] ان وے است ؎

نظر تو کرو ٹک چمن کی طرف　　شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تلک　　کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والا گہرا عنی مرزا جان جاں مظہر گوید ؎

خدیو سخن میرزا جان جاں　　کہ حکم اوس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اوس کا ہے ذوالجلال سخن　　کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن
کوئی آج اوس کے برابر نہیں　　وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سر خوش داشت گفتہ ؎

پڑی اوسکی قدرۃ کی از بسکہ دھوم　　لیا ہاتھ قدرۃ کا صانع نے چوم

درباب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیرخاں بہادر را ازاں جا می گوید ؎

سدھارے سراپردۂ خاص کو　　مرخص کیا بردۂ خاص کو

# درویش

تخلص جوانے است سعادۃ التیام شاہ علی نام وے از فقیرزادہاے حضرت دہلی وشاگردان
نومشق شاعر فطانہ مشحون میر نظام الدین ممنون است تکیہ یکے از نیاکانش کہ شاہ بھیا نام داشت
درمنڈوہی گلہا شہرۂ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی و قصص آں در نہادش خیلے
جاگرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ۔
بوسہ جب مانگا تو اوس نے موںہہ لیا ادہر سے پھیر    دل میں کچھہ شرمندہ سا ہوکر یہ سائل رہ گیا

---

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا    یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھو ادہر دیکھو اودھر دیکھو
ورق ۱۲۷ ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے    رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یاران سفر دیکھو

---

لے طرح طپش رات رہی سینے میں دل کو    شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو
رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی    ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

---

# دل

تخلص دوکس میدانم

## اول

دل اول بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات شریفش
بیشتر بیاد مولی سپری می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسر می برد خیلے صاحب تقوی و پارسا
واقع شدہ گاہے بنا بر تفنن طبع ریختہ از طبع والائش سرمی [زد] ندایں مطلع از افق فکرو شش

---

لے اسطرح ا۔ ا۔

دل دوم

طالع شدہ ؎

ہوتی آتی ہے سحر رات چلی جاتی ہے　　تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

## دوم

بینی پرشاد کائت وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مرد خو]ش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو [شنیدہ شدہ شعرش] مزہ دارد چار بیت از وے این احقر می نگارد ؎

پردہ اوٹھا کے تونے ادہر کو گذر کیا　　عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

---

او روٹھ کے ہم سے جانے والے　　مت روٹھ ہمیں گلے لگالے

---

جی چاہتا ہے بولیے ہرگز نہ یار سے　　پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

---

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں　　ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا ساماں لے

---

## دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش نہاد در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا] و رسول و صحبت اصحاب قبول خیلے راغب و دل نہاد بود این مطلع از وست ؎

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو　　یار ہو میں ہوں گلے میں ہات ہو

---

## دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع بذلہ پاش لطیفہ گو پاکیزہ معاش

کشادہ پیشانی نیک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفریاب خاں فرنگی مشق سخن از محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میکرد مدتے است از حال و مآلش اطلاعے نیست این دو [از] دہ بیت از گفتہاے اوست ؎

کل کس کے تبسم کا چمن میں یہ فسوں تھا ۔۔۔ تھا گل کا جگر چاک[ک] دل غنچہ بھی خوں تھا
کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی ۔۔۔ سو ہم بھی تکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی
گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے ۔۔۔ [تھا] لکھا قسمت کا یوہیں تیری کیا تقصیر ہے

---

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

---

چمکے ہیں آئے ہالۂ مہ آسمان پر ۔۔۔ ایسے کو ٹک اولٹ کے جو [رکھ لے وہ کان] پر

---

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب ہیں ۔۔۔ سانپ سے پھرتے رہے آنکھوں کے [آگے] خواب ہیں

---

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو ۔۔۔ بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

---

لکھا یہ مجھ تربت پہ مری کاکاسہ تعلی سے ۔۔۔ مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

---

ترے عشق میں جی سے گزرا میں جانی ۔۔۔ ولیکن مری قدر تو نے نہ جانی
مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھ پر ۔۔۔ یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل ۔۔۔ جو پوچھا دوپہر اب کیا بجی ہے ورق ۱۲۸
سنی لڑکوں نے جو ہیں یہ صدا بس ۔۔۔ بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

# دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہوصیبیہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت ایاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] یست عصمت قباب عفت احتجاب نہائت پارسا و بغائت با تقوی عقیدہ سنیہ سنیہ از دست نداوہ برجادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام پا نہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلا است سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کار بستہ باوجودے کہ مربع نشیں چار بالش ثروۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خلوۃ کدہ عبودیتہ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [ بہ تلاوۃ قرآن [ و] خواندن اوراد میگذارد و اکثر احیان بہ رضا جوئی حضرت [ منا] ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد ازاں جاکہ طبع سلیم و فہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [ سرے دا ] ردو شعر ریختہ گاہ گاہ بر روے کار می آرد ایں [ ستلش ] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو [ مہ ] عصمت قباب است کہ من جملہ آں ایں دو درجواب شوہر خود گفتہ ؎

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں  مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں

---

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک  خانۂ دل جو [گرا] ہوا ہے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھلکائے کہ بہکتے جاویں  برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے  عمارہ بناتے [ چلے ] جا [ ئیے ]

ایں ہر دو بیت در حرف الف در سلطے ذکر نواب [ معز الیہ ہم ثبت ] افتادہ

---

سلہ ۱۰۹۔ میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں ⁘

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری ...... پرے لوگوں طعنے .....
جا پھسا دل زلف میں اب سوئیے شام کے مردے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھ بھی نہ پایا ہمنے شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے
بید مجنوں کی طرح آہ نہ پھولے نہ پھلے باغ دنیا سے ثمر کچھ بھی نہ پایا ہمنے

## دیوانہ

تخلص ہندو نژادے است محبت التیام سرپ سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ بکچند علم [استاد] ی می افراشت و کمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ بوے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد قلندر بخش جرأت است نسبت تلمذ بوے دارد و کمتر کسے [از] سکنۂ [آں دیار وے را] استاد [نہ پندا] رد بہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے بمن رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ہ

### رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار باشی کیجے وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے
ایک گوشے ہیں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

# حرف الذال المعجمہ

در طے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دو کس ذرہ [تخلص میکنند و دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

## ذرہ

تخلص دو کس مید[انم]

ذرّہ اول

ورق ۱۱۹

## اول

مرزا راجہ رام ناتھہ وے بہ قرب پیشگاہ سلطنت وپیشکاری نظارۂ عزا امتیاز داشت ہندو نژادے بود مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا انجام محرم الحرام تعزیہ میگرفت و سبز پوش می گشت و شربت لطیف بخش می نمود و خیراتہا می فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود مہدی حضرت ذولسانین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بہ تجمل تمام و شوکت مالاکلام بقلعہ مبارک بعقیدہ ہرچہ تمامتر می برد مختصر کلام مردے بود صاحب ثروۃ عمدہ معاش نیک [قطرۂ] بزرگی تلاش بنا بر موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود وازانجا کہ [تخلص حضر]ۃ قدر قدرۃ آفتاب است ذرّہ تخلص خود قرار دادہ بود [ ایں دو بیت از ] زادہائے طبع اوست ؎

ترے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا ] ہے یہ ذرّہ بجا ہے ایسے دیوانے کے مطالب کو ادا کرنا

---

[غضب سے آکے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں چھنا لیتی ہیں میری [جا]ن یہ کافر چھنال آنکھیں

ذرّہ دوم

## دوم

لالہ چنی داس جہاں آبادی [ وے مردے ] است قابل نیک خصائل کہ اگر خریدارے جوہر قابل بود عدیلش بسیار کم بہم رسد بنا بر کساد بازاری بمعلمی ایام بسر می برد ایں مطلع اوراست ؎

کام عاجز [وں] سے کرو نیکی کے تخم بو لو آب رواں جہاں ہے کچھہ ہاتھ اپنے دھو لو

---

## ذکا

تخلص لالہ خو[ب چندا] ست وے سکندر آبادی الاصل وجہاں آبادی المولد خلف لالہ [ـلہ] ، چند نبیرہ رائے سلامت رائے کاہتہ ماتھر است کہ بعمدگی ایام بسر می بردند . افراط

---

ـلہ ا . ا . میں یہ نام حذف کردیا ہے ۔ اور اصل میں اس مقام پر سوراخ ہے ۔

تقریظے کہ بہنگامہ افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی روداد اکثرے از نیاکانش بہ [پاس ناموس عیا]ل[خود]
را جوہر نمودہ خود بمعرض ہلاک درآمدند و بعضے از نسوال بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند
و برخے از اناث و ذکور بہ پامردی خود جان از مہلکہ جاں ستاں بسلامت بردہ افتاں خیزاں از جور
عام (کذا) کہ مسکن ایشاں بود بشہر [تو افتا] دنداز [ال پس کہ] ایں فتنۂ عام فرونشست و آتش بلا
کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے ازاں رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندند و
[ہنر زمۂ] بہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد سکونت ورزید [ند بہر کیف] ایں لالہ خوب
چند بہرہ از سخن سازی و انشا پردازی و [سیاق وغیرہ از فنون] متصدی گری دارد شعر خود باصلاح
محمد نصیر الدین نصیر میرسا [ند] دیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا [لیف فرمودہ
از شاگردان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش ایں بے بضاعت تحریر
نمودہ ؎

کہیں مدہوش ہووے گا بہت مت پی ذکا [اوسکو — مے گلگوں] نہیں یہ دیو ہے نادان شیشے کا

---

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا — ہائے [چبتک] جیسے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

---

اگر [خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا — تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا ورق ۱۳۰

---

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا — ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

---

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا — یا الٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر [کا]

---

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہر دم — کہ غافل قافلہ چلتا رہا اور تو رہا سوتا

---

نشا پیے ہے تو کر [نا] ہے وہ دماغ بڑا — کہے ہے مجھسے کہ گرمی ہے کر چراغ بڑا

ہمارا دل تو غش رہتا ہے اون ہوٹوں کی لالی پر     [نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پرتگالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پاں سے سرخ نہیں     ہوئی ہے خون شہیدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کا خیال ہمیں     زندگی ہو گئی [ وبال ہمیں ]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں     [بغل میں یار ہے] برسے [ہے] مہینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کن نے دکھائیں] آنکھیں     دیکھتے ہی جو مجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو     بہم جوں شیشہ و پیمانہ ملجانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی سے ٹک آگاہ بلبل کو     کہ آئے ہے خزاں رکھ کوئی دم آغوش میں [گل کو]

ہلے ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو     کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

[نقش] پا خالق گیتی نے بنایا ہم کو     جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی ترے [دولت سے جنوں]     موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے     سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں ہے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے     روز روشن میں یہ بے وجہ ستارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو باندہ کر دامن کچھہ اپنے جی میں وہ شائد [غبار] رکھتا ہے

---

ہوا اب آئینہ رو صاف یار وہم سے رو گرداں نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے

سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی کہ دست غیر میں پیارے تیرے زلفو[ں] کا شانہ ہے

---

ملے ہرگز نہ جیتے جی کبھو پھر دلربا [تجہسے] عجب کم بخت ساعت [سے] ہوے تھے ہم جدا تجہسے

---

کیوں نہ پاماں کرے ہر کوئی چالاک مجھے رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

---

کیا ہی اوس [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے وحشت دل ہوگئی خضر رہ صحرا مجھے

# ذکی

[تخلص ذو] کس میدانم

ذکی (۱)

## اول

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرۃ فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیر خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بسیار بہ شوکت وعظمت و ثر[وۃ و حشمت زندگانی] میکرد و خیلے خلیق و خوش وضع رفیق دوست و پاکیزہ طبع ستو[دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود شعر ش بروبہ آں وقت بسیار با خوبی و [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار ثبت افتادہ ــــ

[سن کے] احوال مرا ناصح مشفق نے [ذ] کی ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینا کوٹا

---

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو سوزن تدبیر ساری [عمر] گرسیتی رہے

۱۰۱ ــــــ ۱۵

خاکساری پر نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد — جونک سا] ٹی میں ملے تو [بھی لہو پیتی] رہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کیساتھ — وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جلتی رہے

ذکی (۲)

## دوم

میاں محمد ذکی خلف الصدق قاری محمد [تقی] دے نو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءۃ تواماں طالب علم سراپا حلم میل ریختہ در سر وارد و سخن خود باصلاح حافظ عبدالرحمن احسان میرساند ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جائے — کر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

---

ورق ۱۳۱

چڑھائے تیوڑی رہتے ہو اس اخلاص پہ پیکی — تمہیں لی کسنے چٹکی کیوں اتر بیٹھے ہو زانو سے
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے — رہوں محروم میں اے یار ساغر تیرے لب چو سے
جزاک اللہ کیا دامِ بلا تم نے بچھایا ہے — ہزاروں دل [لٹکتے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھسے بحث اے ناصح — مجھے ہرگز نہیں ہے شوق میں ہیں اور تو تو سے

---

## ذوقی

تخلص درویشے است صحبت النیام شاہ ذوقی نام گویند کہ وے نہائت [ وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در رستہ و بازار غزلخوانی میکرد و ایں سہ شعر او بتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ — اے عزیزو نگاہ کیجیے گا

---

ہے ہات کمان اسکے اب تیر ہے اور میں ہوں — تدبیر ہے لا حا[صل] تقدیر ہے اور میں ہوں

---

جلد آ مل جو تجکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

# حرف الراء المہملہ

درتحت ایں حرف ذکر بست وچار شاعر اندراج یافتہ ومن جملہ آنہا دوکس راقم تخلص می کند وپنج رضا وسہ شخص را رنگین تخلص مختار گشتہ ومجموع اشعار [ ...۹... یک صد شعر] است وازاں جملہ یک رباعی [ واقع شدہ

## راقم ]

تخلص دوکس میدانم

## اول

راقم (۱) خلیفہ غلام محمد وے جوانے است [ خوش خلق ] نیکو خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل برکتب سیر فارسی نظرے دارد ودر [ کوچہ ] انشاپردازی گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط نستعلیق و [نسخ] وشفیعا وثلث وشکستہ وغیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدو ازدہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنو رفتہ بود ازیں خاکپاے طلبا وخوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ وحاشیہ میر میخواند وشعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالاکہ بحکم العود احمد بوطن مالوف معاودة نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند وایام مستعار حیات بعطلی بسری برد بہرکیف ایں نہ شعر از زادہاے طبع اوست ؎

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا ۔۔۔ آپ اپنے کیے کو پاوے گا
روٹھنا بات بات پر تیرا ۔۔۔ ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

---

[فرقت] میں تری جو مر گئے ہم ۔۔۔ عشاق میں نام کر گئے ہم
بس کر [چکے عاشقی مری جاں ۔۔۔ غصے سے] ترے جو ڈر گئے ہم

---

ل۵ یہاں نسخۂ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت بھی جو کٹ گئی ہے ۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی | تب اونے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے | [مرگ] ہے ہجر یار ہے کیا ہے
ہاتھ میں اسکے کچھہ تو چمکے ہے | تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

## رباعی

نے دیر میں کچھہ ہے نہ حرم میں کچھہ ہے | ہستی میں کچھہ ہے [نہ] عدم میں کچھہ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب راقم | دم میں کچھہ ہے اور ایکدم میں کچھہ ہے

راقم (۲)

## دوم

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [ اے فصاحت آقا مرزا محمد رفیع ] سودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ؎

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا] | ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر] | گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو | تا سب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

ورق ۱۳۲

اے باغباں نہیں تیرے گلشن سے کچھہ غرض | مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب | آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

## دیگر

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو | یہ کہنے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی | تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

# رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ [است] در قصبۂ رامپو[ر] رسد رمق از سرکار سرآن آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند این پنج بیت از وراست ؎

[اداؤ] انداز و ناز و عشوہ جو کچھہ ہمارے ہے فتنہ گر ہیں
نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں
غضب تو یہ ہے سنو تو بارو ٹک آنکھ اوٹھاکر جب [د]یکھیں اوس کو
تو ہاے چنون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں
جو کچھہ ہے اوس میں اداؤ شوخی سو کب ہے حور و پری میں ایسی
[خداہی] جانے ہوا ہے مخفی یہ کون آفا لب بشر میں

---

گرمی رخساروں [کی دیکھے جو] وہ یار آئینے میں ۔ جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں
رافت اچپل وہ [بھلاکب میرے] گھر ٹہرے کہ آہ ۔ عکس کو جسکے نہ آنا ہو قرار آئینے میں

---

# راغب

[تخلص جوانے] است تہور التیام مرزا سبحان قلی بیگ وے مرد سپاہی پیشہ ہوا اندیشہ است ہمیشہ بخوبی معاش بسر می برد و بہرہ وزبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی بشاعرے از شعراے ایران زمین دارد و ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذراند اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان است اما موطن آبا و اجدادش سرزمین ایران بہرحال این دو بیت از وے بخاطر ماندہ ؎

رنگ چمن جو اوٹھہ گیا آج ہمارے [پا]س سے ۔ اپنے یہاں برنگ گل اڑ گئے کچھہ حواس سے

موںہہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے　　دل کو پردے میں [الجھا] یا اوس نے

## راز

تخلص مغل زادے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نومشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان ایں دو بیت از وست ے

شب ہیکلی سے دل تجھے عاشق کا سشق ہوا　　لے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن تر اس لیئے گلریز ہے　　اشک گلگوں میں مرے لخت جگر آمیز ہے

## راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رائے دیوان صوبہ [بنگالہ] است ایں مطلع از واست ے

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہچے　　دم ہم تلک نہ پہچا ہم دم تلک نہ پہچے

## رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہائے بے سروپا پیوستہ بر روے کار آ [رد] وے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ طبع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو وبذلہ سنج] آفرید گارش آفریدہ گوئند در مجلسے از

لہ نیک ۱۰۱۰　　ٓٓ۲ خوش ۱۰۱۰

مجالس رقص چیزے رندانہ [ بہ رقاصہ زنے ] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برجستہ شمشیرے [ آہنی ] حوالہ اش کر [ د ] کہ زخم آں شہادۃ بے باکی آں جوان وسفاکی مہ رویان برصفحہ رخسار روزگارش تادم واپسیں ماند بہرکیف ایں دوبیت ویراست ؎ ورق ۱۳۳

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ ۔۔۔ جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل ہٹی بسر کی ہے زندگی ۔۔۔ ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

## رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازاں[1] دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را در ایں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [ رائے است کہ ] بعضے آں را از کائستان حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری پسر پندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ از قید ایں و آں [ وارستہ ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و رستہ صراحی در دست غزلخواں میگشت گویند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [ غسل ] دادند از کفن وجسدش صلا بوئے شراب نمی آمد الغیب عند اللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا حدید الہدائت [ وصیا ] حسب و [ لا ] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [ خمخا ] نۂ عنائت [ بلے ] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [ ب ]یت از گفتہائے اوست ؎

رسوا ہوا [ خراب ] ہوا در بدر ہوا ۔۔۔ اس عاشقی کے پنتھ میں جسکا گذر ہوا

---

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہرطرف دیوار و در ۔۔۔ ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

---

کوئی جا نہیں زمیں پہ جو آنسو سے نم نہیں ۔۔۔ رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

---

[1] میں ا ، ا ۔ [2] یکے را ازاں ہر دو

قفس سے وون گئے ہم اور چمن میں جا ے نہیں — اوڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پا ے نہیں

گو زخم دل کو میرے نہ سیوے مرا میاں — میں مرگیا تو کیا ہوا جیوے مرا میاں
گویند کہ ایں شعر بیشتر انشاد می نمود و در ترنگ نشہ اکثر بداں زمزمہ می فرمود و ردیف [وقافیہ]
مصرع اخیر بتکرار مکرر بر زبانش میرفت و بہ تلذذ ہر چہ تمامتر بار بار از دہن بیر[ون] وادہ [بکو] چہ و
برزن میگذشت ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب ہو — اس] دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

## رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است وے
مردے است عالی نسب و [عزیز] ے است والا حسب نیاکانش ہمیشہ بامارۃ وعظمت وشوکت
وحشمت تعیش نمودہ وخودش نیز بہ تقرب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع
سر عزت بآسماں سودہ
بہرہ زبان سخن گوئی و دہر [دو] میدان رخش ہمت [می] پوئد بہر کیف ایں یاز[۲]دہ] شعر از زادہائے
طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں — ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

ا[للہ] کے ہیں [صدقے] تمکو مرے گھر لایا — قادر اسے کہتے ہیں قدرۃ کے [یہ] معنی ہیں
یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی — مرجاے جہاں عالم صورۃ کے یہ معنی ہیں
تصویر [پہ] جی جس پر کہنا بھی تماشا ہے — جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں
جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ — شاباش رضی تجھکو جراۃ کے یہ معنی ہیں

سلہ دیوان ا۔ ا۔ ۔ سلہ یازدہ بیت از گفتہائے اوست ا۔ ا۔

پھنسی ہے اس طرح سینے پہ یہ زنجیر سونیکی ، کہ جیسے آرہی ہے گرد ہو تحریر سونے کی ورق ۱۲۴

ہے . . . . . . . . . . رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

---

رضی سے صنم کیوں برا مانتا ہے یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

---

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی غیر از نہیں کہ فسانۂ حاجات واقعی

---

نہ تو زاہد و نہیں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی وہ مثل ہماری ہوئی رضی نہ [ الی الذی نہ ] او الاذی

---

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

---

# رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

## اول

رضا (۱) مرزا محمد رضا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طوبیت[3] مودۃ بنیاد مستمع گردیدہ و ایں دو بیت از گفتہائے او دریں جا بہ تحریر رسیدہ ے

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جائے جبتک کہ یار آئے کہیں دم نکل نہ جائے

---

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی یہ تو ساتھ اپنے آفتیں لائی

---

ف۱ پہلا مصرع دونوں نسخوں میں نہیں ہے ف۲ یہی ا۔ ا۔ ف۳ طبیعت ا۔ ا۔

## دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قور بیگی کہ بخوش نیتی و نیک خصلتی مشہور عالم بود
وے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش
سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ
و در آخر ہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہا ے آں حسن الخلق است

تری فرقت [ میں ] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں ۵
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش — خرمن دل کو مرے لگ گئی یکبار آتش
سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا — بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی اے یار آتش

---

عیسی زماں دور سے دیکھے جو ادھر تو — گر نزع کی حالت ہو تو اوٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

---

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہمسے شعر ہوتے ہیں — کہ گویا رشتۂ مضمون [ میں ] موتی پروتے ہیں

---

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں — بن اوسکے تیرے رشتہ میں [کوئی] رہا نہیں

---

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو — ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

---

آغاز خط کا کیا ترے رخ پہ ہجوم ہے — گھیرا سپاہ شام نے کیا ملک روم ہے
لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل یارے چھٹے — شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

---

۵ کرلو ۱۰۱ ۱۰

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار [ہے] نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے ابتک یہ جرس اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کونسے وحشی کی اسکو اس قدر ہے یاد آہ سنگ سے ابتک بھرا جو دامن کوہسار ہے

رضا(۳)

## سیوم

میرزا رضا علی [طغرا] نویس لکھنوی گویند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج و ارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بستمع دارد و این شش شعراز وے است ؂

ورق ۱۳۵

ہدف یار جو [کل] سینے کا صندوق ہوا تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا

---

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھسوایا سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

---

جو یکبار بھی دیکھنے تجکو پاؤں بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

---

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہو گیا ہے شائد رضا کو یارو کچھ خبط ہو گیا ہے

### رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

رضا (۴)

## چہارم

مرزا [علی رضا] ی مانک پو [ری] کہ درفن شریف طبابت ہم دستے دارد و گاہ گاہ شعر ریختہ برروے کار می آرد و این شعراز وے است ؂

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے پس رضا اپنے کو دکھلا دے بہار دامن

رضا ۵

## پنجم

جوانے [است] از دودمان واجب الاحترام[۵۱] میر محمد علی نام کہ بہ میر پٹنوی اشتہار دارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا کہ در [صنعت] کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم نا ئکہ بھید و عروض و قافیہ مہارتے دارد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

تم وعدہ کرکے شام کا پیارے چلے گئے　　جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے
سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا　　تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

---

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے پر اوس کا خیال　　یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

---

## رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعالی[۵۲] نام در بلدۂ لکھنو اقامت دارد و در شعر شوخ طبعی خود بر روے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبسۂ میر مشرف شرافت مشحون ایں مطلع اوراست[۵۳] ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا　　چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

---

## رفاقت

تخلص مرزا لکھن[۵۴] بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار خوش تقریر و با تمکنت از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت در عین عنفوان جوانی رخت زندگانی بربستہ آنجہانی شد ایں چار شعر از وست

---

۵۱ الاتصرام ا. ا. ۵۲ المعانی ا. ا. ۵۳ از وست ا. ا. ۵۴ لکھی ا. ا. ـ لکین ـ خمخانۂ جاوید ۲۶۴

عفی اللہ عنہ ؎

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم ورنہ بھر جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم

---

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی
لے فرش گل پہ غیر کو بیٹھے وہ اپنے پاس منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی
برسوں کی ایکدم میں رفاقت کرے جو ترک کیا ایسی زندگی پہ بھروسا کرے کوئی

---

# رفیق

تخلص مرزا [سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالے وے جوانے است مغل زا نہائت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر بہ اندیشہ نیکو سیر ور سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابو الظفر بہادر منتظم شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق یک چند مجلس مرا ختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و باہر کس نرد محبت می باخت ایں دوازدہ شعر من جملہ طبع زادش در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا لوگ کہتے ہیں یہ بیمار نہیں جینے کا

---

دل دھڑکے ہے [ا]پنا تو سر شا[م] سے یارو کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

---

دل پڑا ہا[ے] مرا کیسے ستم [گار] کے ہاتھ صاف کرتا ہے سدا مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ

---

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاؤں اب پہنچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

---

۱۳۶۰ مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود بس شمع وہ ہیں ہوگئی ہو سر مسار گل

روشن رہیگا داغِ دلِ عاشقاں مدام　　ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

---

غفلت [میں] رفیق اپنی سبھی عمر گذار دی　　صد حیف پُرے کم بخت نہ ہشیار ہوا [ دل ]

---

کیا ظلم و ستم آہ ہوا اب کسے برس میں　　دیکھا نہ چمن پھنس گئے صیاد کے بس میں

---

اب عشق میں تمہارے ہم دل تو کھو چکے ہیں　　پر جان سے بھی پیارے ہم ہات دھو چکے ہیں

---

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی　　عاشقی میں تیری ہم نے پائے ہیں یہ نام دو

---

ہیہات گر کے ہم نہ اوٹھے پھر زمین سے　　مانند نقش پا ترے کوچے میں مر مٹے

---

حضرت دل زکریا کے طور پر پارے چلے　　مونہہ سے دم مارا نہ سر پر سینکڑوں آرے چلے

## رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل است بعضے از نیاکانش درخطہ کشمیر جنت نظیر رحل اقامت افگندہ خود بش درشاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ و شعرش باصلاح میاں قلندر بخش جراُة رسیدہ بہرکیف ایں [چار] بیت از گفتہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس　　جو ہم سے ہو سکے تجھسے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ نو بہار می نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص　　کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

ایں شعر مسخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

چو می بینم کسے از کوے تو دل شاد می آید     فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید*

---

چھٹ جاے کسو سے نہ ملاقات کسو کی     اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

---

دیوار گلرخاں کا سایہ نگر پڑا ہے     زاہد بتا تو مجکو طوبیٰ میں شاخ کیا ہے

---

## رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خاں بنگش بود عفی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معز الیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام تعیش می نمود اکثرے از شعراے نامی مانند سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیرہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صہار تے کہ باشرف الدولہ افراسیاب خاں چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسر می فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دستے بالا این پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقمزدہ کلک وقائع سلک می شود سے[1]

بے وطن بے رفیق بے اسباب     کو[ئی ہم سا] غریب ہووے گا

---

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے     دل بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے

دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان     آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

ایں غزل در کلیات سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی پرمعاصی دیدہ وبسیار ناپسندیدہ سے

کس لیئے تلوار خریدی میاں     باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے

میری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو     نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

---

[1] دست ا.ا. * اس صفحہ کے حاشیے پہ کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ پڑھنی مشکل ہے ۔

# رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمن نبسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر اسست علیہ الرحمۃ والغفران جوانے است رعنا نیکو خصائل [زیبا] منظر پاکیزہ شمائل خندہ رد کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر تر از طبع روانش می تراود با ہر کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک ازاں گوہر آبدار و در شاہوار است دریں سلک [جوا] ہر منسلک ساختہ مند سلمہ ربہ ؎

ورق ۱۳۷ | خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا — قاصد ادھر بدیدۂ پُر نم اولٹ گیا
زندگی تلخ و ناگوار ہوئی — آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

---

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک — سرد مہری سے ہے تیری جم رہا
یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک — اشک سے تکیہ مرا سب نم رہا

# رنگین

تخلص سہ کس میدانم

رنگین (۱) | **اول** شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمیں صاحب اشعار رنگیں دیوان مردف ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعار وے ہر یکے از گویندگاں می سرود اما بنا بر مرور زماں و مضی اوان رواجش اندراس پذیرفتہ مرد خوش مزاج و خوشخو و خوش ملیح و خوشگو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ اما از بوجہ حافظہ اش حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آنمرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

پھر کہیو کہ رنگیں کو نہیں قتل کیا ہیں — رنگیں کے لہو سے تری تلوار بھری ہے
دیکھ دستار لپیٹتی ساقی سرشار کی — کھل گئیں انکھیاں[۱] چمن میں نرگس بیمار کی
بات رہ جاویگی قاصد وقت سہنے کا نہیں — دل تڑپھتا ہے شتابی [لاخبر] دلدار کی

ـــہ ۱: ۱۔ کھل گئیں ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی

رنگین (۲) دوم :- پورن لعل کائت شاہجہان آبادی کہ با وارستگی مزاج ایام بسری برد گاہ گاہ فکر ریختہ می کرد[51] ایں دو شعر از وست ؎

فیض دم صبا سے ہے عالی دماغ گل ‌‌ روشن ہوا ہے آپ[52] سے یعنی چراغ گل
رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں ‌‌ باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین (۳) سیوم :- سعادۃ یارخان وے رومی الاصل است اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان واقع شدہ پدرش محکم الدولہ طہماس بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ بنا بر افراط تفریط دور دور دوار ناہنجار مشقت بسیار و تعب بے شمار کہ تحریرش باطناب محل میکشد بدار السلطنت لاہور افتادہ در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید عفی اللہ عنہ منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آں مغفور بہمہ‌گی تمام بسرکردگی چند[53] صد سوار جرار[54] بدر سرکار دولتمدار نواب مغفرۃ ایاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر و ضابطہ خان و ذو الفقار الدولہ عفی اللہ تعالےٰ عنہم نوبتہ بنوبتہ رفاقت ورزیدہ بہ فرقہ تام و آسودگی تمام زندگی میکرد و خودش نیز بعز و امتیاز ملازم شاہزادہا ے والا قدر و امرا زادہاے ثروۃ بہر سرفراز ماندہ اما از یک چند ترک ایں سودا کردہ گوشہ نشین زاویۂ عزلت است مختصر کلام وے جوانے است رعنا رند مشرب صاحب مروۃ پاکیزہ مذہب نہایت خلیق و یار باش بغایت خوش اختلاط و نیک معاش نسبت تلمذ بہ شیخ ظہور الدین حاتم دارد و بعد رحلت آں مرحوم
ورق ۱۳۸ بہ میاں محمد امان نثار کہ شاگرد رشید شاہ حاتم مغفور است توسل جستہ و بمیر انشاء اللہ خان انشا ہم صحبت داشتہ چار دیوان مرتب دارد کہ منجملہ آنہا یکے تمام غزل در غزل و یکے ہمگی ہزل و یکے بتمامہ بزبان زناں گفتہ و در دیوان ہزلیات قصیدہ در مدح شیطان لعین انشاد نمودہ و بجای تسمیہ نعوذ در انجا ثبت فرمودہ و بیروں ازیں مثنویات چند از وے بر صفحۂ روزگار ثبت افتادہ و رسالۂ نثر کہ بمجالس رنگین موسوم ساختہ و بر اکثرے از اہل سخن تا بشیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران بزعم خود دراں دخل بیجا کردہ تصنیف نمودہ با ایں ہمہ غیر ازیں کہ مناسبتے بریختہ دارد

[51] میکند ۱۰۱ - [52] اب ۱۰۱ [53] چندسوار ۱۰۱ [54] در ۱۰۱

بسیار کم مایہ و سیاہ نہ خواندہ است بہرکیف این شصت[لہ] و یک بیت از زادہاے طبع رنگین اوست

جو دیکھا ہاتھ خالی راہ میں رنگیں نے قاصد کو — بھری اک آہ سرد اور سر در و دیوار سے پٹکا

جی بیچ کے یہ عشق کا جنجال خریدا — اوس جنس کو کھو ہمنے عجب مال خریدا

تا حشر رہے یہ داغ دل کا — یارب نہ بجھے چراغ دل کا

کھلاے پان تم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے — جو غیرت کھا کے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا

چشم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد — عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوے گا

مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے — تمامی خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا

کیا ہوئی تقصیر ایسی تجھسے اے رنگیں تجھے — تیغ کھیچے آج پھرتا ہے وہ قاتل ڈھونڈتا

خواب میں بھی خیال ہے تیرا — ہجر میں بھی وصال ہے تیرا

---

ایک سے ایک وصف اون ہار ہے کم کس کو کہوں — چشم سے خال تم چشم بڑی خال سے خوب
جس کا بوسہ تجھے منظور ہے دے رنگیں کو — ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

---

رنگیں سلام کر تو وہ سر پہ رکھے گا ہات — یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست
خال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق — ہے سیہ مست پڑا گوشۂ محراب کے بیچ
ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کہہ] کہہ کر — کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رہ رہ کر
جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف ڈھٹائی — سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

---

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا اکثر صاحب — پڑھ لیجے ذرا اس پر تکبیر کھڑے ہو کر
اب سیر میں گلشن کی تا سرو کو میں کاٹوں — کھچوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر
دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی — پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر
اوٹھنے سے تمہارے جی اک جی بیٹھا ہی جاتا ہے — کر جائیے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

---

لہ ہفت ۱.۱.

سنگدل میں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے　　مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
بن سکا جب ور نہ اوسکے گوش کا بہزاد سے　　رہگیا تب [پاس مد کے ایک تارا] کھینچ کر
کیا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو جو　　بر سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک تسخیر کا ایسا ہی منتر یاد ہے　　اوس [پری] کو جب سے شیشہ میں اتارا کھینچ کر

---

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے　　اب وصل ہو بس، بس اے خدا بس
مدام اپنی رہے محفل میں یوہیں جام کی گردش　　الٰہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش
مرہم کے لگائے سے ہو کیا فائدہ رنگیں　　اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص
نشیمۂ دل میں مرے ممو ہے حاتم کا فیض　　کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے حاتم کا فیض
جسپہ یہ ہوتی ہے برہم اوس پہ بل کھاتی ہے وہ　　اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل برہم میں ربط
ورق ۱۳۵ بے طرح سیل اشک امڈ آئے　　دل کی تعمیر کا خدا حافظ
ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو تو راحت ہے　　پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

---

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف　　شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

---

کس کے دل پر نیزہ یاراں ہو یہ دیکھا چاہیئے　　فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

---

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا　　کبھو ہو جائیے سچے ادہر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا　　جو دیوانا ہوا اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

---

پوچھتا کوئی اگر آکر زباں کی اوس کے بات　　تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

---

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا　　اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

مت [چوک ا] یدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا      اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان سے چکے ہیں

---

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں      روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

---

نرگس کو وہ چمن میں کیا پھر نگاہ دیکھے      وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوش آ ئیاں ہوں

---

عالم مستی میں آ، سوجھ پڑی اور بھی      ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل[1] پھنسا آنکھ لڑی اور بھی      ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

---

تجھے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے      مجکو [تنہائی] میں پھر [ دل ] خفقاں رہتا ہے

---

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے،      قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

---

تم کب تک اپنے دیدۂ پرنم کو دیکھئے      اب اس ستم کو دیکھئے او [ر] ہمکو دیکھئے

---

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے      تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

---

آ تجھ بغیر مملکت دل اوجاڑ ہے      چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے
ایسے ظالم کو دل دیا میں نے      آہ اللہ کیا کیا میں نے

---

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے      یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آ ؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا      بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ [ج]
روز تم چپکے بیٹھے رہتے تھے      کیا ہوا ہے تمہیں نچانے آج

[1] ر، د۔ دل تھا۔

## دیگر

جو درد عشق کی آتی ہے مجکو یاد کبھی　　تو جی ہی جی میں یہ باتیں پڑا بناتا ہوں
اگرچہ عشق نے یہ رنگ کر دیا میرا　　بلا سے شہر میں رنگین تو میں کہاتا ہوں

## دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگین　　میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے　　پڑیو اس اختلاط پہ پٹکی

## دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جاں　　ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجھسے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو بدن چھلتا ہے　　سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پاؤں پڑوں

---

تو نے ڈہکا کے جو رنگین مجھے کل　　لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سر کی قسم ہے [اپنا]　　کیا رو رو کے لہو پانی ایک

---

کہا رنگین نے جب آؤ گے تم کب　　تب اوسنے دیکھ چھپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے　　ہم اس لائق ہوے لو نیک بختی

## رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے　　یہ کہتے ہم اونکی گالیاں بھی کھاتے　　ورق ۱۴۰
رنگین کی طرف بھی ہوتے جایا کیجے　　اس راہ سے مہربان آ[تے جاتے]

## مستزاد

زاہد کہتا ہے بت پرستی کو چھوڑ　　اے بندہ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ　　لے مجسے سبق
رنگین کہتا ہے تو نہ دونو کی سن　　گر عاقل ہے
تجسے جو ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ　　اولٹا دے ورق

# رونق

تخلص عزیزے است از خاندان لائق الاحترام میر غلام حیدر نام وے از سکنۂ عظیم آباد وتخلص رونق نہاد است گوئند کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] ایں دو بیت از گفتہاے او ایں احقر نوشتہ ؎

رحم کر اے دوست گاہے خاکساری پر مری  نقش پا کی طرح تیری راہ میں افتادہ ہو[ں]
کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب  مدتیں گذریں کہ میں شیدا[ ے نقل و یا] دہ ہوں

---

# [حرف] الزاء المعجمہ

در ذیل ایں [حرف ز] کہ پنج سخنگو کہ سہ ازاں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است

## زار

تخلص سہ کس میبد [ اند]

اول - برہان الدین خان سلمہ الرحمن [ وے] مردے است نستعلیق وضع شکستہ نویس خوش طبع نیک [ جلیس نظرے بر کتب] فارسی وفی الجملہ [چیزے] از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیشانی] و نہایت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پرنور بمدعا نویسی[1] بامتیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہر] دو زبان سخن میگوید یعنے بمیدان فارسی و ہندی رخش [ ہمت ] می پوید گویند کہ شعر کسے بنظرش [نمی] سنجد باایں [ ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہر حال ایں نہ بیت از گفتہاے اوست سلمہ ربہ ؎  زار

رہ بار دنیوی سے سبکدوش اس روش  جیسے گذر ہو آب رواں پر حباب کا
جو ساتھ غیر کے شب دیکھی[2] [اوسکی] میخواری  تو کیا [ ہی] آتش حسرت سے دل کباب ہوا

---

[1] ا. ا. بمدعا نویسی امتیاز داشت ، [2] ا. ا. شب دیکھیں ؛

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا ۔ باغ رضواں سے ملیں گیں[1] (کذا) مجکو وو نرگس کے پھول

---

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش ۔ ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

---

کون صورت ہے کہ حرف آرزو ہولب سے وا ۔ اوس دہان بے زباں سے گردہ تصویر ہوں

---

چرخ کیا تیرے [انقلا]ب ہیے ۔ پرکبھو ہم نہ کامیاب ہو[ے]
تیرے رخسار مے کے پینے سے ۔ ماہ من جیسے [آفتا]ب ہوے

---

غرور حسن ولا ختم ان [بہتا]ل پر ہے ۔ قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

---

چ[شم] طوفاں خیز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے ۔ [جسکے آگے اے سیہ روا] بر تو بیکار ہے

دوم

زار (۲) دو[م ۔ جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خواز[2] بلدۂ لکھنو خوش اختلاط یار باش نیک ارتباط پاکیزہ معاش بشعرش بے کیفیت نیست این ہشت بیت از وے است ؎

ہمیں تو فرش [ہے] اوس دیا اش مخمل سے بہتر ہے ۔ گلی میں اوسکی پڑ رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

---

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو ۔ [یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

---

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو ۔ کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو
اب رہائی نے کیا اور پریشاں [مجکو] ۔ خوب تھا اسے وہی گوشۂ زنداں [مجکو]

---

[1] ا ۔ ۱ ۔ ملیں گے ۔ [2] ا ۔ ا ۔ ا ۔ جو ۔ [3] از سکنۂ عمدہ بلدہ لکھنؤ ا ۔ ا ۔

لاسکھو اوسکو تو اسّے اور کیا بہتر ہے واہ     بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکہ] ارسے

---

ورق ۱۴۱ یہ وہ ہے عشق لامذہب کہ جسکے [دین ایماں] ہے     نہیں پوچھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلماں [ہے]

---

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے     آرام جو یہاں ہے نہو گا وہاں مجھے

---

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہو چکے     بس دو ہی دن کے دیکھ لیا پیار ہو چکے

---

زار سوم سیوم ۔ سید زادہ صاحب سخن مسمیٰ بہ میر جیوں ۔ نیاکان از خطہ کشمیر جنت نظیر و [مسقط الراس‌ش] خاک پاک ہندوستان بہشت بنیان ۔ دست بیعت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ این سہ شعر او راست ؎

شب جھڑے آنسو ہیں یوں لخت جگر بھیگے ہوے     گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے
موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب     مینہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے
کس سے ہولی کھیل کر آ[تا ہے] اے[۲] رشک بہار     رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بتر بھیگے ہوے]

---

## زمان

تخلص [دو] کس می شناسم ۔ نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگرے را در [اینجا بنگاشتم ۔ وے عزیزے بود] سید مشق در قصبہ امروہہ [از دودمان عالی نشان مسمے بہ سید] محمد زمان از چند [ے جہان فانی را خیر باد گفتہ برحمت جاودانی] حق پیوستہ این مطلع آں مرحوم کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں     نرگس کو چشم ہے پہ نکیلی پلک [نہیں]

---

# زور

تخلص داؤد بیگ است [ وے نوجوانے است تازہ زور شاگرد ] و برادر بزرگ خود محمود بیگ شور ایں [ شعر او گفتہ ؎

ہوتے ہیں یہاں سیاہ خانۂ خلق　　　سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

---

# حرف السین المہملہ

در تحت ایں حرف ] ذکر سی شاعرا [ ند ] درج یافتہ منجملہ انہا تخلص دو کس سپاہی و سہ مرد سید است و مجموع اشعار [ پنج صد ] و سی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دو بیتی ازاں سخن طراز معانی پیر امیر غالب علیخاں آشنا [ بالعرض ] و تقریباً مندرج گشتہ

---

# سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قیماق بود والدش چندے در کشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد بچند با فرزند ارجمند بحضرت [ دہلی افتاد و ایں ] پسر نیک اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر ہا می نمود ۔ قصیدہ کہ در مدح [ خورم خان حاکم کشمیر ] انشاد می نماید از ہر [ مصرعہ اش ] د [ و ] تاریخ سالم بر می آید الحق کہ خیلے کو [ ہ کنی نمودہ ] و بسے طبع فرسائی فرمودہ در مدح پیر و [ مرشد ] خود ترجیع [ بند و ترکیب ] بند [ و رباعیات و غیرہ بسیار [ گفتہ و بسے صنایع ] بدایع [ در انجا بکار بردہ بحکم ارفع اقدس ] واقعات ایام خجستہ فرجام [ م خد ] یو جہان [ پناہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردوسی ] طوسی علیہ الر

[حمتہ در رشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ۔ در و باٹے چند بخوبی موزوں فرمودہ بود کہ [جام حیاتش بہ] شربت ممات مالامال گشت [انا للہ] و انا الیہ ر[اجعون] مختصر کلام فکر عالی داشت اما الفاظ ہندی از زبانش درست بر[نمی] آمد و بہ محاور[ات کذا محاورات] اردوی معلےٰ ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد درست بہ تکلیف و [تحریک دوستان گاہ گاہ بہ ریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۂ ایں باب موزوں فرمود [خان رفعت نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالےٰ از] خدمت وے استفادہ فرمودہ بہرحا[ل] ایں شش بیت ا[ز] زادہائے طبع وقادش ثبت افتاد ؎

افسوس کہ اغیار ہو[ے یا] ر تمہارے
[غماز] بنے محرم اسرار تمہارے

مرغان قفس ونکو تڑپھتے ہیں ولیکن
دنرات تڑپھتے ہیں گرفتار تمہارے

ہم گھر ہیں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے

جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ
ڈرتے نہیں آتش سے گنہ گار تمہارے

قطعہ

ہندی ہیں نہ [باں نہیں] اولٹتی
گو لاکھ کہوں مغل پسر ہوں

گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا
[ہے] عیب خدا ہے ہیں بشر ہوں

---

## سائل

[تخلص] مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ازبکستان و مولدش ہندوستان جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہائت پسندیدہ خلیق و متواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو] ف بہ [شا] ہ حاتم [داشت] عفی [اللہ عنہ] و [شعرش خا] لی ا [ز پختگی] و سخنش عا[ری] از [خوبی نیست بہ] سیاہ گری ایام [حیات] مستعار بسر می برد[ چند] سال است کہ برحمت

ملہ ا. ا. سیاقی ، ملہ صرف ا.ا. میں یہ جملہ ہے ،

حق پیوستہ خداش بیامرزد] ایں شش بیت از گفتہا [ے اوست] ؎

وہ [حمائل ہوگیا] دست شکستہ کی طرح   آہ میں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

---

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو [سائل   بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

---

فرق پر گرچہ بتاں طرۂ زر رکھتے] ہیں   ہم [بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

---

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے   جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

---

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے]   اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

---

[آشنائی کا تری مجکو گماں] یوہیں ہے   اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

---

## سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا[لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین و مسقط الراس[1] جد و پدرش گلزمین فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ از علوم عربیہ بہرہ بر داشتہ [بسیا] ر خلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با ایں ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد شعرش بہ شعر استادش می ماند ایں دوازدہ بیت از طبع ز[ا دہا ے] اوست ؎

عشق میں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا   ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[1] مسقط الراسش ۱-۱-

تا بکجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا　　جان لبوں پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا

---

[تیر]ے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت　　[پر یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

---

خیال ا[ز بس رہا شب] خواب میں دامانِ جاناں کا　　[نہ دیکھا] صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پہ [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجراں کا　　[نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گور غریباں کا]

---

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادی مجنوں میں آہ　　بولی] کیا تیرا [بھی] یہاں آسا یاں [دل لگ] گیا
جب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں　　ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار] کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں [زاھدا　　بندا] اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فا[ئدہ کی بات دلا اختیار کر]　　کیا فائدہ ہے [گریۂ بے] ا[ختیار کا]
[نام لے سکتا نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا　　ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا
گھٹی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں　　نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
جدا ہوتے تھے گر اکدم تو پھر ہم د[و] تو [مرا تے تھے　　یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و[ہ] دن کیا گذرتے تھے　　ورق ۱۴۳

---

# سپاہی

تخلص سہ کس میدانم یکے را بہ تکملہ نوشتن النسب می پندارم[1] و دو کس را دریجا می نگارم

سپاہی (۱)　**اول** - امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ یار باش و خلیق خویش [معاش] و بر ہر کس شفیق نستعلیق می نوشت و شعر میگفت [و] از چند سے ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق بپیوستہ خدائش مغفرة کناد [ایں] دو شعر از وست ؎

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں　　نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح ابتد　　گلے] ہے جسطرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

---

[1] انگارم ۱۰۱۰

سپاہی (۲)

**دوم** ۔ شخصے بو[د] در بلد[ہ] لکھنو اشفتہ مزاج شور پد[ہ] سر کہ تا [مش نرسیدہ] با این [حقر با] سقا پسرے [سرے] داشت [وپیو] ستہ برضا جوئی وے ہمت [می گماشت گویند] کہ بطیب خاطر ازدست [ش] کشتہ افتاد و جان شیریں بخوشی جانان [بجان بخش داد و و] رحین قصا[ص] طلبی بردم در خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعد[ہ] الیست مستمرہ زنہار کہ دست از جان جانان من بدارند ناچار ان پسرک عاشق [کش] را سر دادند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال این [مطلع از گفتہائے ان سپاہی بیجان است ؎

مستزہفت [گردو] ں تن میں ہوں ٹک دل سپاہی کر — سر [یہ] اپنا بنا پھر دونو جگ کی[1] پادشاہی کر

---

# سجاد

تخلص میر سجاد اکبرآبادی است وے مردے بود باحلم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گویند] کہ وارد حضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود این ہشت بیت از گفتہائے اوست ؎

اب چلا لے طاب آن کر ساقی — عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ

مر گئے پر اگر نہیں آسیب — کیوں یہ ر[کھتے ہیں قبر پر تعو] یذ

ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجائے اوسے — [خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

---

جب ہم] آغوش [یار ہوتے] ہیں — سب مزے در [کنا] ر ہوتے [ہیں]

کس طرح [کوہکن] پہ گذریں گیں — ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

---

ہرگز آنے نہ [دینگے] غیروں کو — جان ہرچند [ہم] گئے ہونگے

[سر سادہ (رو) مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے — لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو دیکھیں]

بتوں کے تئیں [کس قدر] [مانتا] ہے — یہ کا [فر] مرا دل [خدا] جانتا ہے

---

[1] ۵ بین ا ا

## سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ں د] کنی است وے از عمدہ نژادہاے اندیار و مرد شیریں گفتار
محبت اساس قدر شناس صاحب ہوش حق نیوش است و ایں دو شعر وے ما را در گوش ؎

یارب دے اوس کا یوں مجھے بوس و کنار دست   بوسے سے لب بلب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست ورق ۱۴۴
گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو   پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

## سخن

تخلص دو کس می شناسم یکے را از انہا انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم
مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد
صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد خو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت
دستے دارد بہر دو زبان سخن از طبع وقادش می تراود ایں مطلع از وے است ؎

جو ہیں جان نکلی وہیں آن [نکلا]   بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

## [سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند راے جے سنگھ راے منشی حضور پر نور است
وے جوا[نے است] مودب و خلیق [قابل] دوست شفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود
بسمع [شاعر صنایع اما میر غالب] علیخان سیدا [المخاطب] بہ سید الشعرا می رساند ایں دو شعر از
وے است ؎

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے   [روتے ہی روتے گذرے] ہے دو دو پہر مجھے
[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی   جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

# سرسبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا میڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہاے عالی مقدار نہائت با حلم و وقار عقل سلیم دارد و فہم مستقیم از بد و شعور خیال ریختہ گوئی در کاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان گشتہ کلامش مزہ دارد سیزدہ بیت از اشعارش ایں احقر می نگارد ؎

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم سر کہیں — اب تو نچوڑھے مژۂ اشکبار پہ

---

صبح جب چہرۂ پر نور دکھاتی ہے مجھے — یاد عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے
خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم — ہاے [کیا] وضع ترے ہسنے کی بھاتی ہے مجھے
اوسکے کوچہ کی طرف ہیں تو [بچا] ؤں [سرسبز] — کشش دل [ہے کہ] کھیچے لئے جاتی [ہے] مجھے

---

شب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے — کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے
مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے — [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

---

خبر لائی باد بہاری کسی کی — [دو] چنداں ہوئی بیقراری کسی کی
ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ — مگر تو نے کاکل سواری کسی کی
میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد — وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی
کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن — نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن ورق ۱۴۵
اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف — جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن
چل تو سرسبز گلستاں میں غزل خوانی کو — بولتے وہاں نہیں اب مرغ خوش الحاں تجھ بن[ے۱]
کرتے ہیں جو خاک قدم یار پہ جادو — اولٹے وہ الٰہی کہیں اغیار پہ جادو

---

ے۱ یہ تینوں اشعار ا. ا. میں ردیف یا سے قبل درج ہوئے ہیں ۔

# سراج

تخلص شاعرے است از شعراے بلدۂ نیک بنیاد اورنگ آباد سیر مشق شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم - غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہر کیف ایں یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

رات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری بہتی ہے ۔۔۔ شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گدکے کی یہاں روکے چوٹ ۔۔۔ پنجۂ مہر میں ہیبت سے [پھری] رہتی ہے

---

خبر تحیر عشق [سن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی ۔۔۔ نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بیخبری [رہی]
شہ بیخودی نے عطا کیا سنے مجھے اب لباس برہنگی ۔۔۔ نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی دیا درس عالم [عشق] نے ۔۔۔ کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی و دہیں دھری رہی
نگہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں ۔۔۔ کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بینوای سراج کو ۔۔۔ نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ایں غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند (واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال

---

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے ۔۔۔ اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے
اٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے ۔۔۔ کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ ۔۔۔ گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ اندنوں تیرا کرم ہونے لگا ۔۔۔ شیوۂ جور و جفا فی الجملہ کم ہونے لگا

---

# سرشار

تخلص لالہ ٹلوک چند کھتری است وے جوانے است خوش خو تازہ گو از سکنہ شاہجہان [آباد]

صانہا اللہ عن الشر والفساد این دو بیت از وست ؎

اس سج سے وہ دلبر چلے نحویوں میں اکڑ کے | چوں ماہ ستاروں میں سپے چلے رات کو اڑ کے
مارا ہوا اس ابروے خمدار کا ستم شعار | پانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑ کے

## سرور

بمعنی خوشی تخلص حمایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں داروغہ خاصہ حضور پر نور است وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار نشو[ق] شعر گوئی در[ضمیر] دارد ونسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر این مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر انعام اللہ خاں یقین علیہ الرحمۃ رب العالمین باعانت استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کان میں آتی صدا نہیں | مجنوں کے سلسلے میں کوئی کیا رہا نہیں

## سرور[1]

ورق ۱۴۶

بمعنی سردار تخلص اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران مآب اعظم الدولہ ابو القاسم بہادر [مظفر جنگ] است از انجا کہ حسب و نسب آں والا حسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم از اں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان ترقیم نبذی از خصائص طبیعت استقامت طینتش ستر ختمی میسازد وے جوانے است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیان نیکی کردار رافت نشان محبت وثار مروۃ منش مودت شعار فتوۃ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سامی نمودہ و مشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

[1] باغ معانی ۱۰۱

دیوانش چون دیوان صاحب دولتان بانہایت آرائش و زیب شعرش مانند شعر موکران بغایت دل چسپ و خاطر فریب است تذکرۃ الشعرا بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہائے رنگین بآئین بہین دران گل زمین کشتہ مختصر کلام کلام در توصیف آن جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب خوش آئین فضولی است یکے از سعادتہائے [وے] آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سر سبد مشائخ گلزار جاوید بہار شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد [اند] دادہ و روئے نیاز و ارادہ بر آستان فلک نشان آن شاہ باز عرش پرواز [نہ] نہادہ بہر کیف پنجاہ یک شعر از گفتہائے آن سعادت قرین محبت آگین درین جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا
دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا

اوس در یکتا کے غم میں چشم دریا بار سے
اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا

تھا شب یلدائے ہجراں میں فروزاں شعلہ سان
داغ دل کا ہیکو تھا خورشید عالمتاب تھا

جان دی سہرور نے کس کے لعل لب کو یاد کر
کھل رہا تربت پہ اوس کی لالۂ سیراب تھا

---

پوچھو نہ جھانک رخنۂ دیوار سے خبر
میرے نہیں ہیں جینے کے آثار جی چو کا

لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی
اک بوسہ پر ہے گو ہر دل یار جی چو کا

مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس
ہے مزا تجھسے زندگانی کا

کفر سے واقف نہ ہیں اسلام سے محرم ہوں آہ
عشق میں اوس بت کے کیا مجھکو الہٰی ہو گیا

سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوس کے نمود
خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کا ہی ہو گیا

---

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہر دم
مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

---

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ
وصل کی شب میں [سحر] کا جو اوجالا دیکھا

تا سحر آنکھوں میں نیند آئی نہ اے بے دید آہ
شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرورؔ خطر کہ رکھتے ہیں     خیالِ یار کو چھاتی سے ہم لگا ہر شب

---

سرسبز نہوا ایسے کبھو پنجۂ مژگاں     کہنے لگے وہ اپنے حنا بستہ [د] کھا ہاتھ
خط بھیجنے سے کیوں ہو خفا میں نے بعجز عجز     کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجیے مرا ہاتھ

---

مول کیا پوچھتے ہیں آپ دلِ محزوں کا     قیمت جنس ہے اے جان خریدار کے ہات
نامۂ اعمال سرورؔ ہے گناہوں سے سیاہ     کیجو تم ابرِ کرم سے اے شہِ مرداں سفید
ہووے فلک پہ عقدِ ثریا نہ جلوہ گر     دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

---

جوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر     آجائینگے جو بار بھی اپنی ترنگ پر
تا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر     بھیجا حنا سے میں نے کبوتر کو رنگ پر[لہ]

---

کہتی تھی وقتِ نزع بصد عجز عندلیب     گلشن سے میرے پھینکیو مت باغباں پر

---

شبِ فرقت یار میں آہ سوزاں     عزیزو ہے شمع شبستانِ عاشق
گریباں ہے مثلِ کتاں ٹکڑے ٹکڑے     ادھر دیکھ او ماہ تابانِ عاشق

---

عشق میں تنہا نہ آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم     زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بندِ قبا ہم     گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں     سیہ روزی یہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل و نرگس تجھ بن     زخم دل پارہ ہوا دکھنے کو آئیں آنکھیں
میں نے سرورؔ [کی خبر] جا کے جو پوچھی دمِ نزع     اوسنے کچھ بات نہ کی لیک بھر آئیں آنکھیں

---

لہ یہ شعر ا۔ ب۔ میں درج نہیں ۔

مجھسے تو سرور پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ　　دل پھسا زلفوں میں جا طالع کی شامت کچھ نہ پوچھ

سرور اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا ہر دم　　بس نہ رو بن تو گیا منبع طوفاں دامن

کر دیا جوں گل فنا پیراہن تدبیر کو　　عشق کیا کہئے ترے دست گریباں گیر کو

روز ہجراں نے ستایا ہے نہایت مجھکو　　اے شب وصل مری آن کے دے داد کبھو

---

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلف پر خم ہو　　بلا سے آپکی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو

الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو　　یہ سب کچھ ہمکو ہو یارب ولیکن وہ بھی محرم ہو

---

ہم تو ترسیں اور رخ و کاکل کا اپنے غیر کو　　ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو

جس دل میں غم عشق بتاں کا نہ اثر ہو　　اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو

سرور اس شوخ کو کیوں نید سے بیدار کیا　　کس لیئے فتنۂ خوابیدہ جگایا تو نے

معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی　　تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے

اس خاکداں میں سرور یہ آر[زو] ہے میری　　مرنے کے وقت مونہہ سے یا بوتراب نکلے

کیا پوچھتا ہے تو شب فرقت کا ماجرا　　میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے

یار یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے　　تن مشبک چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے

اے گل گلزار خوبی خار ہر یک دشت کا　　بر سر پر خاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے

چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار　　مہ جبیں اس ترے مونہہ پر سے اوتارا کرتے　　ورق ۱۴۸

---

گر یہی صید افگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں　　ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے

اپنے افعالوں سے سرور ہے اگرچہ نا امید　　آسرا پر اوس کو تیرا یا شہ لولاک ہے

---

ناوک ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل　　کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے

لیلے وشوں کو چاہوں کیونکر نہ ہیں خدا نے　　مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

بے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم — اے عزیزو گرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا
فکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں — آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوسے جدائی ہوتی — پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی
ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سرور — اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

---

# سعدی

تخلص شاعرے است از دورہ اولے کہ در دیار دکھن قبل از وجود سراپا بہبود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنمامک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد و حسب رواج آں وقت سخن وری بر روے کار می آرد مظنہ[1] بیشترے از سخن پیرا خصوص سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاد آں قدوہ متغزلان ریختہ چنانچہ در تذکرہ خود اشعار ایں سعدی دکنی را عفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہر کیف ایں سہ شعر از واست ؎

تشقہ چہ دیدم بر رخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے — گفتا کہ ڈر ہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے
ہمنا تمھن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا — ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے
[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ در ریختہ] — شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

---

# سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

[1] اماطن بیشترے ز. [illegible]

از سادات قصبهٔ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاه طاب الله ثراه شعرش حسب رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست این پنج بیت از طبع زادہاے وے است ؎

باللہ جو سر لوح مرا نام نہ ہوتا | ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا
ہوش کھو دیتی ہیں میرا اون کی آنکھیں مے پرست | بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں دو پیالوں میں مست
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں | یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں
کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات | ایک جو شانہ ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ
بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا | سر چڑھایا ہے بہوت تم نے میاں شانے کے تیں

# سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین درین فن گوے سبقت ربودہ مرثیہ ہاے گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخرہا باستدعاے حاکم خیر بنیاد حیدرآباد عازم آنصوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت گاہ مردم آن دیار است و بعضے بر آنند کہ جسدش را سکنۂ آں مملکت بکربلاے معلے رسانیدند الغیب عند اللہ تعالےٰ شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاج و بیعت قادری مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود و ہمیشہ بر این عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت وے از سر جریمہ اش درگذشت کہ خاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ و سلام گفتن مصروف و مشعوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ میر شاکر ناجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی بر رتبہ اش ہمت نمی گماشت بہر کیف این یازدہ بیت و یک ورق ۱۴۹
بند مسدس از گفتہ ہاے پر کیف اوست ؎

سحر گزرا چمن میں کون سا خورشید رو یارب | کہ شبنم گل کے مونہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

نہ سر پہ ہو کبھی بدلی برس کر کھل گئی آخر — سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی
بات واعظ کی نہ سن مد نظر اس کے ہے دور — دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور
نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات ساون کی — کٹی رو رو برنگ شمع ساری رات ساون کی
عزیزو عیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے — لگی ہوں جسکی آنکھیں یار سے وہ خواب کیا جانے
صورت یار تصور میں جو کوئی لا دیکھے — ہجر میں وصل کو ہر آن مہیا دیکھے
قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا — میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا
مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو — گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے
دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل — تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

## بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی — تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی
رہ گیا مونہہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی — اپنے ہاتوں سے اور آنکھوں سے اشارہ تھی یہی

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

## رباعی

اے زاہدو تم سے کیا جھگڑا کر لوں میں — ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں
میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے — ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

---

# سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والاتبار درۃ التاج خلافت دری درخشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال فیض عالم شاہی گل سر سبد گلزار ظل الٰہی مربع نشین مسند بختیاری شاہ شاہ نشان جیش کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیان مرزا سلیمان شکوہ بہادر است ادام اللہ اقبالہ و استمر اجلالہ مدتے است کہ جناب ایشان بعزم

کشور ستانی وارد ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردن اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرمان برداری بستہ بلطائف الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند و حضرت ایشاں بہ ترفہ و تعیش دراں نواح اوقات شریف بسر می فرمائند ازاں جا کہ خاطر عاطر آں عالی منش میل بشعر و شاعری بیشتر دارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان و میر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمٰن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان السلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشاں باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسیدند و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رسا آں شوکت پیرا بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردار سی و یک بیت بر رشتہ تحریر کشیدہ شد لجنابہ دام ظلہ سہ

جبہ سائی کا نشاں جاے جبیں سے کیونکر　　کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

---

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا　　چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب　　یوں ترے کوچے سے ہیں بے سر و ساماں نکلا

---

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو　　کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
نرگستاں ہیں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے　　ہو گئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے　　نقرئی پھینکے ہیں تجھ پہ سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا　　دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا مونہہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں پھینک تے ہو　　متصل بیٹھ کے تم رخنہ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم　　دست و پا اپنے گئے کھینچ ہی یار کے پھول

مجھ پہ غصے ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ بولے لے اب تو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ
کل لگے کہنے وہ ایک ہار پہن نرگس کا مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا
ہمیں جو اون نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی
جان دی راہ محبت میں الٰہی صد شکر بات جو ہمنے کہی تھی سو نباہی صد شکر
لبوں پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا تو آسمان و زمیں سب اولٹ گیا ہوتا

---

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا
کل بام پہ ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے دیکھا جو انہیں اہل تماشا کو غش آیا
یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

---

ورق ۱۵۱ باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا

---

جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قبر سے اوٹھا کہ شور نالہ ہر یک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

---

سمجھہ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

---

یوں بھویں ہم سے آپ تان پھرے جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

---

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے وہ لے ٹھکرا کے چلنا دور داماں کا قیامت ہے

---

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو بس دیکھی تمہاری آشنائی

---

رقم گر ایک شمہ اسکو اپنا درد و غم کیجے تو پھر یہ چاہئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو تو اے عشق جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی
خون عشاق سر چڑھا یہاں تک اور مہندی بھی گل انار ہوئی
اے سلیماں میں کروں کیونکہ زباں خلق کی بند مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے
تب کہا ہسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

# سلطان

تخلص دو کس می شناسم

سلطان (۱) اول ۔ صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سر سبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فتوۃ و مروت سلطان گردوں رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب ایشان بنابر ظہور تام و شیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رساے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ دام ظلہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان دوم دوم ۔ نصر اللہ خان بن عبد اللہ خان ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان امیر عل و عقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق دارد خیلے عیاش و عشرت دوست افتادہ

گاہ گاہ فکر ریختہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود ایں مطلع ریختہ طبعش کہ بمن
دست داد ثبت افتاد ؎

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر  دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

## سلام

تخلص نجم الدین علی خاں خلف الصدق شرف الدین علی خاں پیام اکبرآبادی است ایں ورق ۱۵۲
مطلع او راست ؎

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ  درازی رات کی بیمار سے پوچھ

## سودا

تخلص صاحب طبع منیع مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہان آبادی
المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار
خود بسمع استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہر حال
وے شاعرے بود فصاحت بیان شیریں مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت
آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش
نواے گلستان سخن طرازی بلبل [د] بستان سراے بوستان نکتہ پردازی قادر ہر گونہ سخن ماہر
بیشترے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ
کثیرے را از مستفیدان ایں فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی سخارش کیفیتے
دارد کہ سامعہ نکتہ پرواز صاحب فراست واند طرز کلام صحت انتظامش حلاوتے دارد کہ ذائقہ طبع
سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر برانکہ کلام اللہ تعالے شانہ نیست در اسکنہ متعددہ جاے
سخن است و محمد بقا اکبرآبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی ہجوہاے رکیکہ وے اشتغال
ورزیدہ سزاے کردار ناہنجارش کہ بے ہیچ ہجو ہرکسے می پرداخت درکنارش نہادہ اند اما باایں ہمہ

راے نصفت آراے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان بران قرار گرفتہ کہ خلاق علی الاطلاق جل شانہ و عظم برہانہ عدیلش در ہندی زبان تا الیوم درکارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن بوے نرسانیدہ از بدو شعور تا دم واپسیں ہمیشہ بمصاحبت وزراے عالی مقدار و امراے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخرہا بہ بلدۂ لکھنو رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضہ رضوان خرامیدہ مختصر کلام کلام در توصیف آن وحید دہر و فرید عصر ہر چند کہ بطول کشد مختصر میداند ناچار اختصار ورزیدہ از زادہاے طبع وقادش دوصدو شش بیت می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا  
موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

---

نہ بہچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگاں کو  
بہا خاشاک کے سایے تلے سیلاب آتش کا

---

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں تو شک نہالی کی  
جواب بھی سو رہو مگر تو ہے جاڑا دولائی کا

---

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام  
ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

---

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا  
کہ لے لے ہچکیاں جوڑ انکل جاتا ہے شیشے کا

ورق ۱۵۳ مغاں اوں مغبچے کی ہیں پرکھ جانے کا بندہ ہوں  
روپے کو مے کے لے قیمت میں بتلاتا ہے شیشے کا

---

رہا کرنے کو لیں ہم منت صیاد ہے ظالم  
بس اتنا ہی نہ مر رہیے گا زیر دام کیسا ہوگا

---

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا  
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

---

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب  
دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

مباد ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر    مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

---

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے    چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

---

نگہ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا    جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوا لا

---

ہیں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا    سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالےٰ
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں    گل جھاڑتے ہے دامن تو نے تجھے کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے مل اتنا    تو اپنے غریب عاجز دل سے بچنے والا

---

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں    لٹکا وہ تری زلف پریشاں میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ    کیا جانئے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

---

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس رخ سے مختط پر    یہ لام افزود کیوں قرآن کی تفسیر پر لکھا

---

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار    پھر جب تلک جیا پس دیوانہ ہی رہا

---

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں    رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤں گا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا ✓    کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
موج آتش ہے سیل آنکھوں کے    شائد اس دل کا آبلہ پھوٹا
کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا    ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا    کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھا دینگے ہم تجھ کو شیشہ گر    ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپھے ہے یارو ہر ایک دل ٭ ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

---

کروں[ں] سو کیا آہ نا امیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا
قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز ٭ کہا نہ ہم نے میاں ہم کو اعتبار آیا

---

دیکھیے [وا ما] ندگی اب کیا دکھائے ٭ قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

---

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے ٭ بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

---

کیا کیا لڑائیاں تھیں سر کے سونے پہ باہم ٭ جاگیں گیں بخت پھر بھی کہ ہو دیگا جنگ [خو]اب ورق ۱۵۴

---

[سن] رکھ کہ تیرے بازوے ہمت سے اے فلک ٭ ہے فقر کا مرے کہیں بہ زور پشت دست

---

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں ٭ قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

---

کیونکر نہ کراہے وہ بھلا ناصح بیدرد ٭ جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

---

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز ٭ عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

---

یا تبسم یا تکلم یا وعدہ یا کاہے پیام ٭ کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

---

آویزہ گہر ہے بنا گوش یار میں ٭ پا بسر نگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

دام الفت کے اسیراں [کی] جدی ہے پر [و] از　　اوڑتے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
اوسکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا　　آفت آجاے نہ اے یار کہیں میرے پر

---

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں　　سنے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [جوں] اشک مجھے　　کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

---

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے　　کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر [کا] ر

---

ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق　　آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

---

شور سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل　　رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث　　آجانے دے یار در گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے　　گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

---

خطرہ ہے تجھے مسند شاہی کو اے فلک　　حاضر ہے پوست سخت میر اپشم تو اکھاڑ

---

سیر چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا　　غنچہ ر [ہے ہیں] باغ میں ظالم بکس ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر　　اوس دن سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
ساقی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس　　تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

---

نازک اندامی کروں کیا اوسکی اے سودا بیاں　　شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

---

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا　　اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ
جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹاے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہیئے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں]
مشفق غلط ملاذ غلط مہرباں غلط

رہ روسوے عدم کو جنبش پا کیا ہے شرط
خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

گو اب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آے شمع
دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجاے شمع

ورق ۱۵۵ اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

واے اس پیشے پہ اے [بلبل کہ جس] کی ہے یہ قدر
خوار ہیں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف
بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر]ف

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجکو نہ دوں
آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدو[ر تک]

رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے اے ابر بہار
آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوے شیخ ہمارے کہ عصا
بیچیں اپنا تو وہ شائد کے مسواک کے [مو]ل

ہے شرط درد یوں کہ بجز حکم عندلیب
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے [دل] سے آہ نہ نکلی ہوس تمام    ذرہ بھی ہم تڑپھنے نہ پائے [کہ] بس تمام

---

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

---

زاہدا کہہ تو صلاح نیک ہے ان دو میں کیا    جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

---

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے    عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

---

ہو[ا] آئینہ حیراں دیکھکر خال اوسکے عارض پر    کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

---

دل چاہیے تھا او سے کو جو تم سے یہ کہا ہیں    مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

---

یار آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں    کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں

---

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن    باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

---

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے    نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

---

سر خاک گریباں چاک آغشتہ بخون دامن    کیا گھر سے ترے عاشق با شان [نکلتے] ہیں
ہائے کس ساقی نے پٹکا اس طرح مینائے دل    ہو جہاں ریزہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

---

مہر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے    تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز　　اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہوں

---

کیسے کروں میں دعوے دل جاکے اے خدا　　دل دادہ زلف رخ دلبر نہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں]
کسی نے [لے] کے خمیازہ چمن میں انکھڑیاں ملیاں

بلبل چمن میں کس کی ہیں یہ شرابیاں [ں]　　ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی سبادی گلابیاں

---

کہے بولیں عقیق اور کہ نگیں میں ٹھہر[ا] دیں　　یہ نا شاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

---

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک　　جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

---

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں　　میاں ہم تو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

---

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی　　لیکن ٹک ادھر دیکھیو اے جان بھلا میں
کیفیت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا　　ساغر کو مرے ہات سے لیجو کہ چلا میں

---

ورق ۱۵۶　امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں　　ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں
عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا　　قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

---

بغیر از با[دہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ ماتم　　تصور قالب بیجاں کروں مینائے خالی کو
لہو اس چشم کا پوچھے سے ناصح بند کیونکر ہو　　جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

---

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو　　کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

جوں کہا میں ہوں عاشقوں میں ترے    بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو
پھرتا ہے ادھر زلف میں شانہ تو ادھر دل    یہ وزد نہ لایا [کھو کھا] خطر میں عسس کو

---

خط اپنے مرغ جاں کے پر سے باندھا آج سودا نے    نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو
غمزہ، ادا، نگاہ، تبسم ہے دل کا مول    تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو
راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل    اس شرط سے گر صورت یا دام قفس ہو
جب بدر سے مونہہ اپنا تیرا سا نہ [بن آیا]    تشکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کا ہیدہ
ور خلق کے مونہہ پر میں باندھا ہے حباب آسا    نادم ہے نہ کھولوں گا ہرگز رہ کاشانہ
پروانہ تجلی وحدۃ ہو اور دیکھ    نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

---

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک    دیکھ پاوے گا کہیں گر تیرے مونہہ کو آئینہ

---

آ پہچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہیں یہ    فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہیں یہ

---

صبر و دل و دیں طاقت دیکھا اوسے اور سکے    ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

---

خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے    کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

---

کو[چے] میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے    میرے بھی کبھی دل سے ملاقات ہوئی ہے

---

یہ دل میں آمے ہے کاٹوں میں دست نارسا اپنا    تری زلفوں میں کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

---

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا    اگر آئینے میں اوس کی نگاہ سے رنگیں ڈوبی

رہتا ہے ان دنوں د[ہن یا]ر کا خیال     بھاتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے

---

یہ از آئینہ خانے سے ہے منعم     جو تجھ سے ہو سکے تعمیر [دل] کی

---

چمن میں کیسی مچا دیویں دھوم جانتے ہی     قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

---

ٹک ہم ہان قافلہ سے کہہ دے اے صبا     ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

---

ہوا ہو وے گا کیا کیا مژدہ بر مورد تلطف کا     خبر کن حال بد ا[پنے کے] وس دن کاش ہم ہوتے

---

جو طبیب اپنا اوسی کا دل کسی پر زار ہے     مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

---

جوں توں سمیٹ کر میں گرہ دے رکھا ہے یار     سو ٹکڑے ورنہ تجھ سے یہ دل غنچہ وار ہے

---

حسن بتاں کو ہے دل خارا تلک جگہ     شیریں کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے ورق ۱۵۷

---

وسعت دنیا میں اپنا تنگ [بیہ]کا [شنا] نہ ہے     پرتو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

---

پوچھا میں عیادۃ کو چلتا ہے تو سودا کی     بولا کہ ہمارے وہ بیمار نظر میں ہے

---

خوبوں کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے     گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

---

جو میں نے [سودا] سے جا کے پوچھا تجھے کچھ اپنے ہے من کی سدھ بدھ

یہ رو کے مجھ سے کہا کسی کی لٹک میں لٹ کی لٹک رہا ہے

---

خورشید و مہ نے پیارے لی تجھ پہ بے نوائی     ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی

قامت نے [تیر]ے باغ میں جا خط بندگی　　لکھوا لیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

---

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد[آ]وے　　وہ بت رکھتے ہیں جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

---

لو[خو]ش رہو [گھر] اپنے میں جس شکل سے ہو تم　　دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

---

گھڑی گھڑیاں کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے　　چلی آتی ہے وہی رات جوں جوں دن یہ ڈھلتا ہے
اثر نے آہ میں ہرچند نے تاثیر نالے میں　　پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

---

یکسو جہاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ　　دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

---

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں　　جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری
گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا　　یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے
سودا کسو کو وہ تو ستاوے [نہ] بے سبب　　کیا جانیے کہ تجھسے ہی کیا بات ہو گئی

---

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھ بغیر　　اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

---

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو　　اس [پیر کے جاوے] کا بھلا کوئی جواں ہے

---

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے　　کہ جب کھولے ہے تو اوسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

---

خواہ کعبے میں تجھے خواہ ہیں بت[خانے] میں　　اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

لے از کلیات سودا ص۲۸۹، مطبع مصطفائی - دہلی ۱۲۷۱ھ ؎

گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا　　آ تو ہی در گزر کر جاۓ نے آشنا ہے

---

تو مست اندھیری رات اور اغیار ساتھ ہے　　جو دل میں آوے کہہ یہ گنہ گار ساتھ ہے

---

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل　　بندہ پرور [دیکھئے[1] آگے ہنوز آغاز ہے]

---

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے　　جس دم اٹھا یہ بیچ سے [پھر ہم] کہاں رہے

---

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور [قیامت]　　خد[ام] اد[ب بولے] ابھی آنکھ لگی ہے

---

نہ پوچھو مجھسے میرا حال ٹک دنیا میں جینے دو　　[خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

---

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم　　نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر بر نگ بو مجھے
ہے قسم تجکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے　　جلوۂ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے
[جس ر]وز کسی اور پہ بیداد کروگے　　یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

---

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب　　موںہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکے
عجب واشد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تیں اس طرح بند قبا ہم سے

ورق ۱۵۸

---

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہے مجکو جام خالی سے

---

لہ[1] از کلیات سودا صـ۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی سنہ ۱۲۷۲ھ

سرگشتگی نصیب کی مرمٹیے تو نہ جاے　　اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

---

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھسے محبت ہے　　بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ مونہہ دیکھے کی الفت ہے

---

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم　　ہے ایسا ہی جو قتل شیفتہ منظور بہتر ہے

---

کون محشر میں ہمارے خون کی دیوے گا داد　　جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ مقتول ہے

---

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجھسے بیر ہے　　جانے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

---

گل پھینکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی　　اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

---

افعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے بسر آوے　　وہ زلف سیہ لہر پہ اپنی اگر آوے
ٹک د[ا]غ سے چھاتی کے سرک جاے جو پھاہا　　آتش کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

---

دماغ خلوۃ آئینہ ہو تو یہ چاہے　　کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

---

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے　　تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

---

کھینچنے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتۂ عمر　　صرف سینے پہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

---

عجائب شغل ہیں تھے رات تم اے شیخ رحمت ہے　　ہیں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

---

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہے وہم[1] خالی ۔ نیستاں ہو گئے شیروں سے یارب یک قلم خالی
کدورت سے زمانے کی بہ رنگ شیشۂ ساعت ۔ ملے ہمدرد اگر کوئی تو کیجے دل کو ہم خالی

---

پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق ۔ بٹتے تھے رشتۂ رگ گل دام کے لئے

---

یار ہے بے قدر جب ہو آشنا وس بہیں کا ۔ مثل ماہ عید کے پورا جو ہو وے تیس کا

---

ہے سخت بے مروت وہ بت وفا کرے کیا ۔ پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

---

سودا کے لئے بر سر بازار ہوئے ہم ۔ ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوئے ہم

---

نہ پوچھ سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان ۔ مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

---

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں ۔ اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھنے یارے ہمیں

---

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں ۔ آنکھیں تو مانتی نہیں ہیں اس کو کیا کروں

---

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے ۔ اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

---

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چھکے ۔ لگی سارے چمن کو آگ جلتے بجھتے کنول دہکے

---

کل جو بیٹھا پاس جا میں اک ترے ہمنام کے ۔ رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے[2]

---

[1] ہم ا. ا. [2] این شعر را بعضے بہ جرأت نسبت کنند اما ایں احقر در کلیات مرزا سودا بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ١٢ منہ (از حاشیہ اصل)

## قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

## دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اوسے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا ورق ۱۵۹
اوروں کی نسبت اندنوں کچھ تک چلا تھا وہ — دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

## دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا جی تو کھو سکا
کس موتہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا

## دیگر

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے

## دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا — بکتا ہے اک نگہ پر اوسکے تئیں کو جو لے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی — اسپند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

## دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم — ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں — افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

## دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے — کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بساں نے ترے ہاتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے — کوئی ٹک مونہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

لہ اوسے ہے ا۔ا۔

دیگر

اثبات کرکے تجھے اک بات اب کہوں ہیں لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تزئین کے وقت تجھکو اکثر تو دے کے سرمہ دیکھا ہیں رو دیا ہے

دیگر

شبنم سے بھر کے ہیں ساغر گل گردوں تو خراب و خوار ہووے
پانی نہیں دیتے اوسکو ظالم جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اوسکے نعل کا لوہا مگا کے تیغ بنادے کبھو لُہار
ہے دلمیں یہ یقین کہ وہ شمشیر روز جنگ رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایوان عدالت میں تمہارے یا شاہ کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشے کا جو وہاں طاق سے رپٹے ہے پانو پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آکر بولا جس کو نہ جواہر میں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا
مخفی ہیں کیا داغ کو اور لالے نے چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سوداؔ دہن یار کے ہوتے رکھ گوش تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ بد دہن اتنا ہے دوانے جس کا ہنستے میں دہن پھیل کے ہوجاے ہے گوش

دیگر

سوداؔ پے دنیا تو بہر سو کب تک آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ یا دنیا ہو بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

### دیگر

دنیا مجھے کہتی ہے کہ منہ مجھسے موڑ — مت فاحشہ پر اپنا توجی جامہ توڑ
سودا تری سیاہی پہ سفیدی آئی — بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

### دیگر

کوتاہ ہے عمر مے پرستی کیجے — زلفوں [سے تری] ہی دراز دستی کیجے
ساقی جو نہو شراب ہے آج وہ ابر — پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

### دیگر

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے — اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے
مرنا نہ تو کیا جانیے تو کیا کرتا — اے خانہ [خراب] اسپہ یہ اندیشہ ہے

### دیگر مستزاد

دولی سے میں دنیا کے کہا یوں جا کر — سن اے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر — تیں صورۃ نرد
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھکو — رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر — سو ہیں نامرد

## سوز

تخلص عزیزے است از دودمان سے ند و نظیر المسمی بہ محمد میر وے مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طویت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بمصاحبت سران کامگار ہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد روبہ شعر خوانیش از کس نمی آید بہ تتبع طرز گفتارش اگرچہ اکثرے از مشتاقان این فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است آخرہا مدتے بدیار شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

سلہ "ت" کلیات سودا ص۳۰۵ - مطبع مصطفائی دہلی س۱۲۷۲ھ

بہ بلدۂ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ اززادہاے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی عنہ ؎

دل کے ہاتھوں بہوت خراب ہوا　　جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ مونہہ بنائے آتا ہے　　آج مجرے کا پھر جواب ہوا

---

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا　　اب کیا کرونگا اے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا　　کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

---

یہاں رات کسو طرح سے کٹ جائے　　مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو بے برگو　　خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بونا

---

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں میں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

---

سوز کو تو نے کیوں دیا بوسہ　　ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

---

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا　　کہاں کا جان کو میری دھرا تھا

---

کدھر پھرتا ہے او غافل ادھر دیکھ　　کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

---

بس غم تو نے بہت ستایا　　سمجھہ کہہ کیا تیرے ہاتھ آیا

---

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے　　کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قربان میں اپنے دل کی حسرت اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا
اک بار تو مونہہ سے کہہ سبھوں میں ہے سوز بدل غلام میرا

---

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے سنو ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

---

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

---

کہتا ہے مجکو سنیو عاشق ہے کیا تو میرا کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

---

جاتا ہے سوز جسدن کہتا ہے ہمنشیں سے [آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

---

رات آنکھیں تھیں مونديں پر بخت ٹک بیدار تھا تا سحر دل محو و بیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

---

شہرۂ حسن سے از بسکہ وہ محجوب ہوا اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

---

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب کبھو آئینہ دیکھوگے تو تب سمجھوگے ہاں صاحب

---

کہا ہے اتنا بھی ایدھر مونہہ تو پھراؤ صاحب لو جی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

---

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو کباب دل تو ہے تیار اس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

جس طرح دل کو لگی ہے میرے
اسکے بھی دل کو لگا دے یارب
سوز نے داماں جو ہیں پکڑا تو بس وہیں جھٹک
کہنے لاگا اندنوں کچھہ زور چل نکلا ہے ہشت ورق ۱۶۱

---

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں ہیں
نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
حیدر کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا
کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

---

دیکھکر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے
اے تری رندی [کہ] کیا آتی ہے پھسلانے کیطرح
چاک مت کر جگر کو ہاتھ اوٹھا
اسمیں کھیچی ہے ہیں تری تصویر
لو خزاں بھی آگئی غفلت سے ہم بھولے رہے
لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

---

عرق نہیں ہے سموم ہوا سے چہرے پر
نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

---

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل
مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل
خدا جانے ہے کیا شوخ ہے آج
اے میرے لال میرے بےزباں دل

---

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم
پھر نہ آوینگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم
کٹ گئیں انتظار کی راتیں
ایک دو تیں چار آنکھوں ہیں

---

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن
کیوں شام فراق مر گیا دن
تھا جی ہیں آج اچھی طرح شکوہ کرو نگا روبرو
مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں
بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے
اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں
آج ہیں سوز کو دیکھا تو اچنبھے ہیں رہا
سر کہیں پاؤ کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

سلہ ہ ۱۰۱۱

غبار خاک راہ دلبر چالاک آنکھونمیں　　اگر سرمے سے [ہیں بہتر نہ جا] تو خاک آنکھوں میں

بھلا بھی عشق تیری شوکت وشان　　بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

### قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن　　اس سے زیادہ نہ ہوجیے مہمان

نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤں پھیلا کر　　اپنے گھر جانہ خانہ آباداں

---

مجکو دل کہتا ہے دلبر سے ملا　　کیوں جی سچ اوس کو لا دوں کیا کروں

اوسکے چڑ، یہ آہ بن رہتا نہیں　　سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

---

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں　　ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

---

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے　　مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

---

کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم　　وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

---

پیری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز　　دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں

کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات　　آہ پھر وہ شب وصال کہاں

تری بو کے لیے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں　　کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہو جاؤں

---

نصیحتوں پہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو　　جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں

گرا ہے ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ　　ارے کیوں کھینچتا ہے ناتواں کو

---

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے　　ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

ستا مت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت رہا مجکو
نہیں دیتی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

---

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ　　واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

---

میں مرگیا ہوں دیکھ لب لعل یار کو　　یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

---

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ　　دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ
نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں　　دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے　ورق ۱۶۲

---

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی　　آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے
ان بتوں کی یہی جو الفت ہے　　قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے
کعبہ و دیر پوجتا کیا ہے　　آپ کو پوج بے خبر تو ہے
دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ　　ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے
کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے　　یوں اجاڑا ہے اسے تم نے بھلا یاد رہے
ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے　　مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
بتاں گر تم بہار چشم گوہر بار دیکھوگے　　تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھوگے
مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے　　خورشید تجسے آنکہ تو پہلے ملا سکے
ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے　　جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں نہ کرے
بھلی کیبار ساقی نے مئے و[حد]ت پلائی ہے　　ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعواے خدائی ہے
آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو　　مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے
جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید　　شناسائی کسی کو پر کہاں ہے
مت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے]　　پھر کاہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا یہ زلف چھائی ہے　　سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

## قطعہ

گالیاں تو لبوں سے خوب سی دیں　　کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بری بات تو نہیں واللہ　　چوم کر لیں اگر عنائت ہو

## دیگر

اے مار سیاہ زلف سچ کہہ　　بتلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے　　کاٹا ہے نااف ترا برا ہو

## دیگر

سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ　　الحمد للہ الحمد للہ
چھوٹے کے مونہہ میں آگئے کہوں کیا　　استغفر اللہ استغفر اللہ

## دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز　　یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرزند] [ہیں]
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار　　سوجھتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

## رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو　　دیتا ہوں واگرنہ جی میں دیکھو دیکھو
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول　　خوبی غلطے کی واہ منہ تو دیکھو

## دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا　　مجھ سے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے جی میں یہی آتا ہے　　اللہ تو مجھ سے ایسا بیزار ہوا

## دیگر مستزاد

سن سوز عبث دیکھ کے حیران ہوگا　　خوباں کا جمال
دل زلف میں الجھے گا پریشاں ہوگا　　مت لے یہ وبال
یہ چال بری [ہے تجھے] نبھنے کی نہیں　　آمان کہا

ورق ۱۶۲ ہنستا ہے کیا بہت پشیماں ہوگا مت دانت نکال

# سوزاں

تخلص دوکس میدانم

سوزاں (۱) اول - شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و شوخ طبیعہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدہد بہرکیف سہ بیت از گفتہائش درایں جا ثبت میشود او راست ؎

اسکے کوچے میں نہیں ہمکو کسی کا خطرا پر خفا وہ نہ ہو آتا ہے اسی کا خطرا

---

ہردم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آ ہے نہیں لڑکے

دو چار رقیبو[ں بہم] نہ دھمکاتیو ہم کو ٹل جائینگے دو ہاتھ جو مارے کہیں کرکے

سوزاں (۲) دوم - مردے نیک آہنگ المسمیٰ بہ مرزا احمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گویند] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگیں گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے دارد چار شعر[۱] ازاں ایں خاکسار می نگارد او راست ؎

بیجا نہ شب فراق جاں کو کیا زندگی مجھسے ناتواں کو

مجنون شکستہ پا ہے پیچھے کہہ بھیجو پیام سارباں کو

---

مت دل لگا بتوں[۲] سے کہنے پہ جا کسی کے ہرگز ہوے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے

فرقت میں اوسکی سوزاں ناحق کو جان دی ہاے اوس لاابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

[۱] بیت ۱۰۱۰ [۲] کسی ۱۰۱۰

# سید

تخلص سہ کس می شناسم

سید(۱) اوّل ۔ محب محبت نشان میر غالب علیخاں سلمہ الرحمٰن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ دراوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آشنا تخلص کرد در تعریف مثنوی معترضے گوئد ؎

آشنا ہیں خوش زبان گلشن تطہیر ہوں
رجس کی آلودگی کوئی مجھہ پہ کیا ثابت کرے

ہوں ازل کے روز سے ہیں پاک طینت ہی بنا
ہے خطا اوسکی ہی جو مجھہ پر خطا ثابت کرے

بہرحال وے سیدے است بزرگ نہاد والا نژاد نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محبت شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خیلے خوش تقریر و شیریں مقال بکتاب خوانی ایام تعزیۃ التیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے وارد بسخن [طر]ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہردو زبان سخن گوئد و در ہردو میدان رخش ہمت می پوئد شعرش پر مضمون صنائع آراست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سیر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لاکلام پختہ و ما [لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است بالجملہ ہشتاد و یک بیت کہ نمونہ البیست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

حمد اوس کی ادا ہو سکے مجھسے نہ سر مو
ہر بال بدن پر کرے گر کام زباں کا

ناکام زبان کھینچ تو ا[س کام] سے سید
وصف [او]س کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

---

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور
جز کا نہ تحقق ہے جب جلوہ ہو کل کا

جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی
سید جو گدا ہے در سلطان ر[سل کا]

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا　　جلوہ تو بارے دیکھوں میں اوس آ[فتاب کا
یارب] نصیب کیجیو سید کی خاک کو　　گہہ آستانۂ نجف بو تراب کا

---

جوں نقش قدم جو سر[ر]ہ یار کے بیٹھا　　وہ [خانہ] خراب اوٹھ کے نہ پھر اپنے گھر آیا

---

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر　　دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

---

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا　　تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا
اوس کا ہر ٹکڑا تھا حال دوستاں کا اک ورق　　یہ دل صد پارہ گویا روضۃ الاحباب تھا

---

ورق ۱۶۴ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا　　کسو کو کچھ غرض ہے مجکو ہے آزار رونے کا

---

جب ناز سے وہ خانہ بر انداز گھر چلا　　میں گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

---

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سید　　ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

---

کان کا موتی ترے ہلتا[1] جو اسے مہ پارہ تھا　　مشتری اوس کا فلک پا سبحہ سیارہ تھا

---

کریں ہیں سرمہ میری خاک کو اولوالابصار　　غبار کس کے نہ جا تو ہوں آستانے کا
جز آہ و نالہ ہو سید سے اور کیا موزوں　　دل و دماغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا
میں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ　　مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا نے چاہا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو　　اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

---

[1] ہلتا ا۔ ا۔

خندہ جوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار
گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا

بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا
اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا

کرتے ہیں طوف نرگس و گل تک مزار کا
یارب ہیں کشتہ کس کے ہوں چشم و عذار کا

آزاد اوسکی خاک سے ہے عجز و نیاز سے
اوس سرو ناز کے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور
کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہو گیا

سبوسے بادہ کروں وقف میکشان سید
جو جامدار ہوں ٹک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا
جی دلبروں کے پاس بٹھانے سے اوٹھ گیا

بیٹھا وہ اس مرے دل سودا زدہ میں رات
جو پیچ و تاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آگ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آگن جلا
شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا

اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ
لگے اس باد صبح کو لو کا

پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن
کچھ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پہ
آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گہر سے نکلا

کون سی گالی نہ سید کو دی اوسن گلرو نے
تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گہر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردہ مژگاں کا حال تھا
تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا

ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ
آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا

شب وصل لاحق جان و دل غم و درد فرقت یار تھا
کبھو اشک بہتے کبھو آہ تھی کبھو نا[لہ] دل زار تھا

سر شام سے دم صبح تک مجھے اضطر[ار] تھا ایک سا
نہ سکوں نہ صبر و شکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا

نہ ہوائے لالہ و گل مجھے نہ ہوس تھی باغ و بہار کی
کہ برنگ لالہ و گل مرا دل داغدار و فگار تھا

[تو ہمکنار] ہوئے ہم سے کبھو نہ آیا — ہم گور کے کنارے پہچے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت — پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

---

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا — مجکو صندل گھستے گھستے دردسر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ ہیں حبس روز سے — دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [و گل] تک نہ ایک اندوہگیں نے غم شنو — جسکو اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغوان کا رشک ہے — کچھ عجب ہی رنگ کا ہے یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور کبھی اگر — عرصہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرم بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح — پاؤں پایا یہاں نہ میرا پھر نہ سر پیدا ہوا
غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانیگے لوگ
ان دنوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]
مکھڑا وہ تاب مہر سے جب پر عر[ق] ہوا — تب شبنم آب رشک سے مونہہ گل کا فق ہوا

---

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب — اوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود ورق ۱۶۵

---

چمن میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا — گیا جو سیج کے تو دستار ارغوانی رنگ
اپنے حیرۃ کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول — تو نہ اسے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمری سی رنگینی میں صبح — اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے پس کے پھول
کل پڑا جس سرزمیں پر اوسکا تھا نقش قدم — آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

---

کم ملا آئینے سے آنکھ ارے او بے دید — اور بھی حیرتی جلوۂ دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن — بیٹھے جب تو کبھی کسی مرغ گرفتار سے مل
رکھتے ہی سینے پہ سینا مرے بولا کھپر آہ — دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا]نبار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں　　نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

---

ہستی کا درد سر ہی رکھا درمیاں نہیں　　کیا کیجے شکر خنجر قاتل زباں نہیں
کہہ جانتی کہیں نہیں اس کی زباں نہیں　　ہاں یاد اوس کو میرے ہی مطلب پہ ہاں نہیں
دریا کا ایک تختہ ہے جس پہ ہیں وہ حباب　　سینے پہ میرے محرم آب رواں نہیں
ہر موج بحر اشک ہے کیوان مسیر پر　　جز آہ اور طائر عرش آ[ستا]ں نہیں

---

ملہ کرگئے روتا ہوں رکھ ہیہات مو[نہہ] پہ آ[ستیں]　　ہوں جو تر دامن رہے ہے نت مری تر آستیں
اوسے لخت دل تراوش کرتے ہیں اور اسے اشک　　ہے وہ کان لعل داماں کان گوہر آستیں
چشم طوفاں خیز سے ٹک جو سرک جاوے تو ہے　　[تر کن] صد شورش داماں محشر آستیں
میرے آنسوں ہی جو دھوتی ہے نہیں ہے گریہ ناک　　کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے موںہہ پر آستیں
پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چھین　　کہیے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

---

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجھکو　　سیر باراں مژہ ترنے دکھائی مجھکو
تھی جو باریک رگ جاں سے بھی وہ موئے میاں　　دل کے داغوں ہی کے عینک نے سجھائی مجھکو
چشم [ہے] تجھسے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے　　سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجھکو
ڈبڈ[با] آئی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ　　آ گئی یاد یہ کس رخ کی صفائی مجھکو
دیکھ کس رنگ سے لیتا ہوں میں اپنے شوخ اوٹھا　　گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجھکو
ہیں ہم آغوش نہ ہو[ں] اور وہ بغل میں کھینچے　　تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجھکو
ہیں ملوں آنکھیں تو تلوے سے سراپا سے سر　　ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجھکو
کار صد چشم تر اس دشت مغیلاں میں دیا[1]　　تو نے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجھکو
ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی　　[نہ ملی] روٹی بھی جز نان خطائی مجھکو

---

[1] اس خار مغیلاں نے دیا ۱۰ ۱۰

## قطعہ

اتّھا کے گل گلزار کی دی ایزد نے — للّٰہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سیّد — اس حدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجکو

---

بسکہ ہوں بیمار چشم نیم خواب نرگسی — ہے غذا اب نان بادام وکباب نرگسی
میں وہ دلریش ہوں جون نے جو کوئی ہمدم آہ — مجسے کچھ پوچھے تو فریاد میں لاتا ہے مجھے

---

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہیئے — غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یوہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے بہرصورۃ ضرور — چاہیئے یوہیں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سیّد کے شفاعت یاحسین — تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

---

لے کے دل مفت پھر مکرتے ہو — تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

---

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمّت آپ کی — تنگ لائی خوش دہانوں ہم کو خست آپ کی
کرچکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام — جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک وپارۂ دل ماحضر بس ہے مجھے — ہے اس اکل وشرب پر یار وقناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے — ہے وصال مرگ کی آ[مادہ فرقت] آپ کی

---

مانگے سیّد جو ترے لب پہ پہ یہ دو بوسہ — نہ برا مانیو تو بات کا د[یوانے کی]

سیّد دوم

**دوم** - عزیزے از دودمان معظم ومکرم المسمّٰی بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وے از قصبہ سکندرآباد مضاف صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ومرد خوش نہاد نیک اعتقاد است گاہ گاہ ریختہ گوئی برروے کار می آرد واشعار متفرقہ دارد این بیت از وے است ؎

جادوگری ہے شہر میں سیّد کا ریختہ — دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید(۳) سیوم ـ سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہائے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش عجیلے جا دارد و خود را از اساتذۂ آں دیار می شمارد و ایں سہ بیت از گفتہائے اوست

ورق ۱۶۶ خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل ۔ یہ تو بدخو نہیں جاتیکی مگر جان کے ساتھ

بالا تو بلا چاند سا مکھڑا ہے ببھو کا ۔ ایک بتلے کا عالم ہے سراپا ہے ببھو کا

یاد آئے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی طپش سے ۔ سینے میں سے ایک آگ کا اوٹھتا ہے ببھو کا

## سیادۃ

تخلص سید زادۂ الیست سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از و است

مثل نسیم ہیں تو پھرا صبح سر کہیں ۔ پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

## سیف

تخلص مرزا اسد[سیف] علی مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقائے طالب قلیخاں[1] [خو] احبہ سرا ایں مطلع او راست

شتاب آکہ تیرا عاشق اب سسکتا ہے ۔ جگر سے آہ اور آنکھوں سے خون ٹپکتا ہے

# حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاکر و دو شاداں و سہ شایق و دو شرق و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [ششش] شوق و دو شیدا تخلص میکنند اندراج یافتہ و اشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و از آں جملہ شش رباعی واقع شدہ

[1] علی خاں ا ۔ ا ۔

# شاعر

تخلص میرزا صر پرست مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجدش میر نصیر الدین نسخ است وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بجدا مشتغل فقر نہاد والا [نژاد] دلق پوش بسبک دوش مذاق گفتارش بسیار شیرین طرز اشعارش نہایت دلنشین با شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیرون از نسبت تلمذ و خویشی و ارادہ و درویشی قرابت قریبہ داشت دیوانے مختصر در نہایت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت بیست بیت از ازدہائے ملیح آں والاگہر ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ

ٹک بھی گر چین بجبین کیجے گا — پھر نہیں ہم پہ یقین کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم — گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا — خانہ خراب آنکھوں نے مجھکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکی نہ بات — اودھر وہ ہنس دیا اور ایدھر میں رو دیا

آہ اپنا دل ہی جب جاتا رہا — زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں — حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی — غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی کتنے یہاں تدبیر ہو — وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم — کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی باتمیں تاثیر ہو
جان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ — جو ملے اسسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا مالک دل لے دلستاں اوجڑے — نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل — ترے ہم عشق میں یہاں تک تو لے نامہرباں اوجڑے

ورق ۱۶۷

## رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری　　کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
توکس بیدرد پر ہوا ہے عاشق　　ہے ہے شاکر یہ نوجوانی تیری

## دیگر

ہرچند تلاش جا بجا کر دیکھا　　پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج یارے ہم نے　　اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

## دیگر

غیروں سے خودنمائیاں خو[ب نہیں]　　اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑتے جانور کو پہچانتے ہیں　　ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

## دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث　　بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آہ نت کا مرنا　　ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

# شاکر

تخلص دوکس میدانم

اول۔ شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و　　شاکر(۱)
کم کم مشق سخن می نمود ایں دو بیت اوراست ے

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا　　جو ان پہ گذرنی ہو [گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی، بلا سے　　گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

دوم۔ یکے از بزرگ زادہائے خوبی النیام میر شاکر علی نام وے جوانے است خلیق درویش　　شاکر(۲)
وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب صوفیہ
علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم مدظلہ فسلسلہ
میکند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از ابائے کرام و مسقط الراس آں نیک نام

خاک پاک حضرت دہلی است این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

اوس شعلہ خو کے روبرو جو شخص آوے گا | لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جاوے گا
اوس کی آنکھوں ہی نے نے خلق کو بیمار کیا | زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ شرمانا [کیا] | دور سے شکل دکھا کر ہمیں ترسانا کیا

## شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد در عظیم آباد ہمت خود [بر] ریختہ گوئی بیشتر می گماشت و فکر خوب و شعر دل چسپ داشت این چار بیت از نتائج طبع اوست ؎

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست | جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست
نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے کنشت مجھے | جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے
کبھی سے اسقدر آنکھوں میں خوب صورت یار | کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے
کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ | بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

## شاد

ورق ۱۶۰

تخلص مرزا [الہ] یار بیگ کیانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است این دو بیت او گفتہ ؎

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے | تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے
گلعذاروں کی بیوفائی کے | داغ دل پر مرے نشانی ہیں

## شادان

تخلص دو کس می شناسم

شادان (۱) اول ۔ سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [لیست] متوکل درویش طبیعت

خدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خاں آشفتہ اسباب دنیوی را خیرباد گفتہ ایں دوبیت از وے است ؎

ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوئے بنیا [ دسے ] بلبلہ پانی کا دیکھا چشم جس دم کھل گئی
یاد ہے نکتہ یہ مجھکو حضرت استادسے دل نہ دیجے آہ شاداں طفل ابتر کو کبھی

شادان (۲) دوم - لالہ بساون لعل کائتھ وے جوانے است متواضع باادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یوں داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چھٹنے جڑے ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

## شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

شائق (۱) اول - جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گویند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ و بزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبتہ تلمذ بہ قلندر بخش جرأۃ دارد و شعر خوب و تر بروے کار می آرد ایں سہ شعر او گفتہ ؎

رہ دل سے ہیں غافل ورنہ ہمیں دونو رستے ہیں کہ شیخ و برہمن دیر اور کعبے کو کستے ہیں

---

ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے
حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے جائیے کعبے کو یا کیجے صنم خانے کا طوف

شائق (۲) دوم - سیدزادۂ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوش گو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوید ایں دو بیت از واست ؎

؎

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

---

؎ دونوں نسخوں میں یہاں دو شعروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ اصل نسخے میں حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے "ہر دو بیت ایں شائق از تذکرۂ اعظم الدولہ رشتوا نشست" ۔

شائق (۳)

**سیوم** - نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام وے بمرثیہ خوانی مہارتے دارد و ایام خود بخیات میگذارد نہائت سعادة وثار نیک بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ وزاد قدرہ میکند این بیست و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎

کس واسطے اوس کاکل پیچان سے الجھا — کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل
رات ساری مجھے بس روتے ہی روتے گذری — شمع رو جو ہیں سنی صبح ترے جانے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے — واہ یہ تاثیر کی آہ شرربار نے
رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر — کھو دیئے اوسان سب زلف و رخ یار نے
شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں — چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے

کوئی اس شوخ سے جاکر نہیں کہتا اتنا — بے طرح بگڑی ہے حالت ترے دیوانے کی

ورق ۱۶۹ حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں — ہیں حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں
شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل — اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں

ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے الجھنا تو ہے — شامت آجائیگی ایکروز کہیں شانے کی

دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے — سہتے ہیں ہجر میں تیرے کیا کیا عذاب ہم
شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے — کرلیں گے جلد [دیکھیو] دیوان شتاب ہم

اب دیکھیئے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں — پھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی
دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ سچ کہتے ہو — ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام — پھر اوسے ہوئی یار سے ملاقات کی گرمی [1]

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے — تصدق ہیں [ہم] اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے
دغا بازی تو دیکھو اوسکی یا [رو] دین و دل لیکر — دیا ہے ایک بو [سہ وو] سرے پہ یہ رکھائی ہے

موسم گل کی خبر [سنتے] ہی بس آنے کی — ہوگئی اوہی حالت دل دیوانے کی

ہاتھ سے جس سنگدل کے [رات] دن فریاد ہے — یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے
یارب اوسکو تاقیامت رکھیو تو شاداب و سبز — رشک فردوس بریں شاہ جہاں آباد ہے
ان دنوں کیوں [تکرار] شائق شعر اپنا گرم ہو — ہے [جنو] [ں] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

[1] ان اشعار میں سے پانچ کاتب کی غلطی سے درج نہ ہوسکے تھے، یہاں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ترتیب میں فرق آگیا ہے۔

کیا کہیے تجھسے ہمدم فرقت میں حضرت دل　　ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

# شرف

تخلص دو کس میدانم

شرف (۱) اول ۔ میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آرا]
آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسر می برد وے نیز باآسودگی خوش زندگی نمودہ در آخرہا
بعلۃ مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ
باجتماع اہل اسلام پرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم ایں رزم بہ بزم علما و مشائخ شہر می شتافت
و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میر یخت شعر صوفیانہ میگفت و خود را دریں فن شیخ اکبر قدس
سرہ میدانست چنانچہ میگوید ؎

ہیں شعر مرے مغز فتو[حا]ت و فصوص اب　　شاعر نہیں ہیں [معتقد] میر جہاں ہوں

ایں در شروع علۃ گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلام کلامش
پختہ و باکیفیت است خیال بندی بحبالش خیلے جا داشت در ایام دولت نواب معلی القاب
امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا
نقصان کہ دراں اوان مبتدی ایں فن بود [بہ] مجالس وے حاضر میشد بہر کیف بہمہ وجوہ پانزدہ
بیت از ریختہہائے طبع وے دریجا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۷۰ کبھو ابد ھر جو قدم رنجہ خوش خرام کرے　　کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے
شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب　　اسے برنگ نگیں موتہہ لگا کہ نام کرے

---

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے　　پاؤں میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے
تو بتا اے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ں　　[فی] الحقیقۃ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے
مے وحدۃ سے ہوئے پیری میں کچہہ اور سے اور　　صبحدم میکشو البستہ ہوا کچہرتی ہے

سلہ بہتر ہے ۱۰۱

گدو یگ میں ہے جوش گہے جوش پہ سرپوش    عارف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

---

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ    ہم تنگ کبک دری ہے سرزمیں آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش و کرسی سے بلند    جلوہ گر ہے آسماں زیر زمیں آئینہ
اک صفاء قلب بس ہے بہر تسخیر جہاں    خاتم دست سلیماں ہے نگیں آئینہ
ظاہرا اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن    بے سبب نہیں گرد آلودہ جبیں آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود    ہے شرف جوہر نہاں در آستیں آئینہ

---

[رخسـ]ـار یار سیتی مشابہ ہے کوئی کم    قدرے گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

## رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم    نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یا] ر و حقیقت اپنی    اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

شرف (۲) **دوم** - شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق و خوشگو محبت منش نیک خو گوینہ از
علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوید گاہے بہ تکلیف احبار خش ہمت در
میدان غزل گفتن پوید در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات
اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [ بدار و عگی ] گزرہاے سائر میگذارد بہ ہر حال ایں دو بیت او راست ؎
اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پہ عیاں ہوا    وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پہ بھی تو نا [شاد مت] کیجو    ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

# شرر

تخلص دو کس می شناسم
شرر (۱) **اول** - مرزا [زا] ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از دریاے اٹک انزد و مولدش بلدۂ لکھنؤ است
مرد فصیح زبان و خوش بیان بود بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر

[اور] است ؎

سامعوں کا نہ فقط سُننے سے دم [رکتا] ہے  سرگذشت اپنی جو لکھے تو قلم رکتا ہے
اسیروں کی زبانی اے شرر یہ اسّتے کہہ دینا  مگر گردن [کا] ڈورا کم ہے جو زنجیر پہنی ہے

دوم - مرزا جعفر مرحوم برادر کوچک مرزا محمد عشق وے جوانے بود سپاہی منش نہایت خلیق تواضع روش بغایت شفیق دور دوارش بہ ممالک جنوبیہ [ندا] خت [وجا] م حیاتش در ہماں نواح بہ شربت ممات مالا مال ساخت انا للہ و انا الیہ راجعون [ایں] دو بیت از اٰن [ا] ن مرحوم است ؎ شرر (۲) ورق ۱۷۱

اس رند خرا [باتی] سے گر آپ خفا ہیں  [پھر] بزم میں میخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں
اے عشق جگر [سوز] شرر کی تجھے سوگند  [ا] یک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہیں

---

# شرافت

تخلص مرزا اشرف علی [لکھنو است[1]] گویند وے مرد شگفتہ رو خوشخو ہوشیار ستودہ اطوار محبت اساس [آدم] شناس واقع شدہ ایں دو بیت [او] گفتہ ؎

قبضے پہ تو نے ہاتھ حبیب اے فتنہ گر [رکھا  عیسیٰ نے دونوں ہاتھ] سے دل تھام کر رکھا

---

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات  نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

---

# [شریف]

تخلص دو کس [ میدانم

اول] مرزا محمد شریف فرزند ارجمند مرزا فیض مرحوم کہ خود [را] در علم تصوف [عدیل شیخ]

---

[1] حاشیہ پر درج ہے ٭ شاگرد میر نظام الدین ممنون“ ۔

اکبر قدس سرہ می پنداشت در شرح فصوص الحکم آنچہ بخاطرش رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ و ابن مرزا محمد شریف جوانے [است ظریف] الطبع شریف المزاج مزاح دوست پر ابتہاج کم کم ریختہ میگفت و اصلاح سخن از شیخ ولی [اللہ محب] میگرفت مدتے است کہ دور دوارش از طرفے بطرفے می اندازد غذایش سلامت بماوائے اصلی رساند این دو بیت از واست ؎

نازکتر آبگینے سے [ دل ] تھا مرا جسے ان سنگدل بتوں نے ملا پاؤں کے تلے

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے تونے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

دوم ۔ جوانے است خوشخو پاکیزہ رو جدید الاسلام مرزا محمد شریف نام کہ خیال مرثیہ خوانی شریف (۲)

در سر وارد و [ گاہ ] گاہ فکر ریختہ ہم برروے کار [ آرد ] این [ دو بیت او راست ] ؎

یہ شہر دل تو نہ تھا قابل ستم ہیہات خراب ہو گئی بنیاد ایسی [ بستی کی ]

[ شریف رونے پہ آجائے گر ] یہ دیدۂ تر تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برستی کی

## شعور

تخلص میاں شعور احمد والد ماجد میاں رؤف احمد رافت است [ وے ] نیز در قصبۂ رامپور با حسن شعور بطور خلف الصدق خود اوقات گزارے [ می نماید ] احیاناً شعر ریختہ موزوں می فرمائد این مطلع او راست ؎

عشق نے کیا [ کیا دیئے آزار اوٹھتے ] بیٹھتے دم ہوا لینا ہمیں [ دشوار ] اوٹھتے [ بیٹھتے ]

## شعاع

بنا بر [ مناسبت ] تخلص آفتاب عالمتاب شاہنشہی کہ آفتاب است تخلص و صحیحہ ... جاہ وجلال نخلبند بوستان شوکت و [ اقبال گل سرسبد ] گلستان شہنشہی ثمرہ وافی بہرہ نخلستان ظل اللہی فصل [ خاتم گورگانی ] نگین دیہیم صاحب [ قرانی ] مربع نشین چار بالش [ عز و جاہ ] شاہزادہ

---

۵ بطور خود برشتہ تحریر ۱۔۱۰۔ ۵۲ بہ ۱۔۱۰

ولی عہد محمد اکبر شاہ است ادام اللہ جلالہ و افاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد
امجاد [حضرت شاہ عالم] پناہ و بحلیہ حلم و حیا آراستہ و بزیور مہر و [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [و وقار]
البرز استقامت و قرار خوش عقیدہ نیک دین پاکیزہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ[1] در ایام حیات
صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ جہان و [جہانیاں] سراپا مہر و رافت مہین پور خلافت و [لی عہد
شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمیٰ سلطنت کبر[ی] ممتاز و سرفراز
بودند و بعد شتقار شدن آں والا تبار بہ گزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [باین عالی] منزلت کہ ورق ۱۷۲
بزرگترین لآلی [لالا] دریائے شہریاری [و روشن ترین دراری بانور و ضیا] سے آسمان سایۂ حضرت
باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنابر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و
سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار زیب رخسار خود دارد [و
ایں احقر دو در ثمیں ازاں دریائے مہین زینت] سلک اراستہ خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ[2]
تجھ زلف کے عہد سے] سے یہ دل کیونکہ بر آوے تا حشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے
واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

---

## شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [التیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار
شعرش [نمکین] و گفتارش دلنشین [است ایں بیت او گفتہ[1]]

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع] جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

---

## شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

---

[1] شدہ اند۔ ا۔ ا۔

مرزا [بڈھن] است سلمہ اللہ تعالیٰ [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاج دوست [خوش‌خو] بذلہ سنج یار باش و نکتہ رس نیک معاش درسلک خواصان حضور پرنور اباعن جد انسلاک دارد و با مزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [نمودہ] و از فاسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ ہم فائدہ ربودہ بہر حال این چاردہ بیت بایشان منسوب است ؎

[چشم پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر　　دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]
آگے آنکھوں کے [مری ہو گیا] عالم تاریک　　زلف سرکا دے ذرا مکھڑے [سے اے یار] شتاب

---

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز　　ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

---

بے روئے یار کھٹکے ہے مانند خار گل　　گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

---

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیق　　کرنے نہ پاے] جاکے عدم میں بھی خواب ہم

---

[شفیق بحر جہاں میں یہ زندگی اپنی　　ہے] اکدم میں ہوا جوں حباب پانی [ہیں]

---

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے]　　وحشت جنوں کو بستی آباد کر رہیں [گے]

---

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سررشتۂ] محبت　　جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

---

دیکھ اس خورشید رو] کو سوکھ جاتے ہیں یہ [اشک　　آگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرد

---

شفیق آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو پھر　　کہ خاطر اس [غبار فکر دنیا سے مکدر ہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے [آتا] ہے یہی جی [میں سینے سے لگا] لیجے

---

عشق کے سودے نے آکر پھر یہ [گھبرایا مجھے] ہو گیا دشوار [یارو ایک دم جینا] مجھے
ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ [کیا کہوں ہو کر خفا کہنے لگا کیا کیا] مجھے
چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہٹ [پھیرا] مجھے

---

# شکوه

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [واز تلامذہ] مرزا محسن قتیل است شعر فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کند این [سہ شعر از و] است ۵ ورق ۱۷۳

تجکو دلدار ہیں [سمجھتا ہوں] [کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو عجیب طرح کا الٰہی عذاب [ہے] دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

---

# [شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیرزادہ ایست شائستہ مزاج [وبسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ بعمدہ معاشی می بردا اما بنابر [کساد بازاری بمعلمی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہاے طبع روانش این احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ۵

[جذب وحشت ہے باین آبلہ پائی مجنوں یہ بچھڑے ہم کہ] نہ اک خار بیابان میں [رہا]
[سوز دل درد جگر کاوش] غم داغ [الم ہم پہ کیا کیا] نہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

---

لے ۵ ہم نے ٹک پھیرا جو ہات ۱۰۱۰ ء کذا

[زلف میں] اولجھے ہے گرکاکل کا سلجھایا ہے پیچ — دام میں الفت کے ہم نے [پیچ پر کھایا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں — تو [نبض دیکھتا ہے یہاں جان] ہی نہیں
وقت جب سے تمہارے ہو رہے ہیں — [مخالف] سب ہمارے [ہو رہے] ہیں
تری چین جبیں سے ہے موج طوفاں — اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نو رتن کی — حباب آلودہ تارے [ہو رہے] ہیں

---

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی مجھکو — شمع نے آگ نئے سر سے [لگائی] مجھکو
جستجو اوسکی جو کی تجکو ہے پایا میں نے — کی دل گم شدہ نے راہ نمائی [مجھکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے — سو [قضا] دام میں [اب آپکے لائی مجھکو]
مجھمیں طاقت نہیں اے عشق ستامت [ہر دم] — [دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے — زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجھکو

---

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے — مہ تاباں بھی سر پر میرے خورشید قیامت ہے
دن نہ تجھ بن چین جی کو شب نہ دل کو [تاب] ہے — [تابش مہر قیامت جلوۂ مہتاب ہے]

---

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں — کہ [اوسمیں بھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا — کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

---

[ہو][1] کیوں نہ کباب آتش غیرت سے جل [کباب] — تو خوش خرام ہے تری رفتار گرم ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ گرو — پیر فلک قدیم سے میخوار گرم ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد — [ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے
اوس چشم سرمہ سا کی] نظر کیوں نہ گرم ہو — اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم [ہے

---

[1] ہو کباب کیوں نہ آتش غیرت سے جل کباب ا۔ا۔

دست طبیب ہا ے[پھپھولوں سے پھل گیا  کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [سے ہے
چھلنی ہوا جگر تو شکیبا پر] اب تلک  تیر افگنی پہ شوخ ستمگار گرم ہے

---

# شگفتہ

تخلص سہ [کس می شناسم]

شگفتہ (۱) اول. مرزا شگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب عالم و عالمیاں
مرشد زادۂ جہان و جہانیان مرزا جوان بخت جہاں [وارشاہ بہادر] انار اللہ برہانہ کہ با پدر والا قدر
بمالک شرقیہ تشریف شریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامت افگندہ بہ ترفہ و تعیش
ورق ۱۲۴ [ایام] خجستہ فرجام بسر میفرما [ہیند سران آنجا سعادۃ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار
آں کامگاری] رسانند از طبع وقاد جناب ایشاں گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پر مزہ] میریزد و
[نہایت] خوش عقیدہ و پاک دین و لغایت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند ایں سیزدہ بیت
از زادہاے [طبع عالی] ایشان است سہ

گر نہ وہ آرام جاں [یہاں] عیادۃ آئیگا  اے شگفتہ درد دل کیونکر مرا [بکھر جائے گا
وہ چلا مجھ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ  دل جو اسکا ہے شگفتہ ہاے اب [مرجھائیگا]

---

[کبھو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی  تری گلی میں کرا ہا کرے ہے ساری رات

---

[نہ دن کو چین ہے اور ہے نہ شب کو] خواب ہمیں  [فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھایا غیر کو واں تو نے آتشیں رخسار  کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ [کہ اوس کی راہ میں چرخ]  بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو جھوٹے وعدے سے بھی ہووے تو تسلی بخش  تو کچھ بھی جینے کا اب مجکو آسرا ہووے
شگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے  جو میری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

سلہ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام ۱۰۱۰ سلہ یازدہ ۱۰۱

ساقی ہے [ مے ] ہے باغ [ ہے ابر بہار ] ہے — تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے
ہدہد پہ چشم [ مہر سلیماں ] کی مہر ہے — [ صاحب ] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے
حاجت ہماری [ خاک پہ کچھہ شمع ] کی نہیں — روشن دلوں کا دل تہ لوح مزار ہے
جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں — آنکھوں میں [ نیند کا ] تری اب تک خمار ہے
مشکل ہے میری اوس کی ہو صحبت برار آہ — میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

**دوم** — مرزا سیف علیخان فرزند [ ارجمند ] نواب غفران ماب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر وے جوانے است ذ [ کی ] الطبع ذہین خوش فکر [ خجستہ آئین باہر کس بمدارا ] پیش می آمد واکثر انواع سخن[1] بامزہ موزوں [ می نمائد ] این پنج [ بیت ] از نتائج طبع آن [ والا گہر است ] سے شگفتہ (۲)

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا — تمام عمر ہی بیٹھا میں رہ گزر میں رہا
آنکھیں چرا کے شب کو یہاں سے وہ اوٹھ گیا — حرف مروۃ آہ زمانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لیتے ہوے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں — گالیاں [ دیتے ] ہیں یہ آپ غضب کر [ تے ہیں ]
[ دل وجگر نہیں سینے کے ] داغ کے نیچے — [ جلے ] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے نیچے
[ غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی ] تاریک ہے — پاش[2] [ رخ اوسکا ] ہے یعنی صبح [ بھی نزدیک ہے ]

[ **سیوم** مردے ] پیشہ ور اغنی دسنگھہ [ آہنگر وے شاگرد کھوریجاں آشفتہ وجوان دل برشتہ خوشخو پاکیزہ ] رواست این سہ شعر[3] از وے شگفتہ (۳)

[ ہجر کی آتش نے جب سے ] دلمیں آ [ بستر کیا ] — شعلہ ہم بستر کیا ] بستر کو خاکستر کیا
ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں — کس کی چمن میں ساقی یہ بد شرابیاں ہیں
پروانہ وار جلکر گو [ راکھ ہوگئے ہم ] — پر شمع رو [ نہ چوکا ] اپنی شرارتوں سے

## شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النیام [ میر ] شمس الدین نام [ خوش ] سخن المعروف بہ مرزا جمن

---

[1] شعر ا۔ا۔ [2] پاس ہے رخ اوس کا یعنی الخ ا۔ا۔ [3] اوراست ا۔ا۔

وے نبیرۂ سید رضی خاں و [بحکم] و حیا تواناں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بروے کار [می آرد این دو] بیت از وے است

سیخ[1] بدل پھرتا جو تنہا وہ [بت] خونخوار ہے — قتل [پر یہ] آج کس کے پھر سجی تلوار ہے

سن کے رونے کے مری آواز کہتا ہے وہ شوخ — [یہ] وہی کم بخت شاید یہاں پس دیوار ہے

## شوکت

ورق ۱۷۵ تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا مغل] سبقت است این دو بیت [از وست]

[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے — [فتنہ ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لادے خبر مجھے — [اے سیل] اشک تو ہے بہا دے ادھر مجھے

## شوق

تخلص ہفت کس [می] دانم اما یکے از انہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و ازاں شش باقی

شوق (۱) اول - حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مروف] حاوی [بیشتر انواع] شعر [دارد] این ہیچمداں سراپا نقصان منجملہ [آں] نہ شعر کہ براں [دست یافتہ در اینجا می نگارد] منہ عفی اللہ عنہ

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گذرا — [مری فرداے محشر آج ہے میں کل سے در] گذرا

کسی کو باغ دنیا سے نہ دیکھا ہم نے خوش جاتے — [بہ رنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا

[آج آمدہ] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا — [جوں] طفل [اشک ہیں تو مہماں ہوں] کوئی پل کا

[1] سیخ بدل تنہا جو پھرتا وہ الخ ۱۰۱. [2] انحای ۱۰۱.

میں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مرتا ہوں — لب زخموں سے قاتل کا ادا ے [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں — [حباب آسا] شمار دم سے بے کشتی [گزرتا ہوں]

---

آچکا خط بھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے — [ہوچکی آخر بہار] اور اب تلک [آغاز] ہے
سنتے ہی نہیں پہ بت گمراہ کسو کی — ان ساتھ کٹے کس طرح [اللہ کسو] کی

## رباعی

اس دور میں بد قماش اکثر دیکھے — تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتوں — اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

**دوم** ۔ مولوی قدرت اللہ رامپوری وے باآنکہ بہرۂ از علوم [رسمیہ] دارد وخود را از جرگہ (شوق (۲))
علما می شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج ظرافت الطبع با [ابتہاج است] مطلعے کہ از وے [بمن
رسیدہ بہ] رشتۂ تحریر [کشیدہ] ؎

اے خدا یوں بھی کبھو تیری خدائی [ہو گی] — کہ مجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہو گی]

**سیوم** ۔ [تہمن جنگ بہادر وے از امرائے] دکن [ومرد] صاحب[۲] سخن است با ہمہ (شوق (۳))
باہلیت و آدمیت پیش می آید و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می رباید قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ متبرکہ
صیام برائے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ **قطعہ** ؎

عید روزوں [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام — تا ہم آور ہو وے سیف الملک کا دنیا میں نام
حق تعالے باخوشی جم جم رکھے با [شو]ق و ذوق — دولت و عشرت [ظفر دیویں تجھے بارہ امام]

[**چہارم**] ہندو نژادے است محبت التیام روشن لال نام وے [در سرود سرائی] و (شوق (۴))
ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم از و سرانجام می یابد ایں دو بیت او راست ؎

[گردش چشم دکھاتا] نہ گل اندام کہیں — [یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں
عقدۂ دل] نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ — [آخرش کام] پڑا پنجۂ [تقدیر کے ساتھ]

[**پنجم** محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب (شوق (۵))

---

۱؎ گوکہ ا۔ا۔ ۲؎ صاف سخن ا۔ا۔

امین الملک المعروف بہ] مرزا منیڈو والمتخلص بہ آمیر انسلاک داشت [ودر] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ در [دولتخانۂ] ایشاں بنابر اصلاح برکت اللہ خاں برکت بگفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت این دو] شعر از واست ؎

مرجھایا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو — اوس گل [کی اب] اس طرح سے نازک بنی ہے
اے شوق اچھالے ہے وہ شیشے کو نشے میں — [منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

شوق — عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[۱] شوق (۹۶)
عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت از و است ؎

آپ کو رکھتا نقاب جیسے کرکے سو تدبیر کھینچ — لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ ورق ۱۷۶
اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے — صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ
کروں تعریف کس مونہہ سے اب [اے] شیریں دہن تیری — حلاوت بات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی
بتاؤں سر بسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ — میاں [شب ہے روشن مہ جبیں یہ زور بتی سی]

## شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملہو] بیگ [مرحوم است وے] جوانے بود ہندوستان زا سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے داشت [تہور مشحون] بیشتر غزل [در] غزل تا چار [پنج] غزل رطب و یابس میگفت اصلاح سخن از [سعادۃ] یار خاں رنگین و میر انشاء اللہ خاں انشاؔ و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] از ینہا قائل نبود بہر حال تیز فکر بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بر بستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی شد صد ایش بیامرزد این پنج [بیت] از وست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی — [اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا
شور میں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو — ہاتھ میر [ے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

[۱] مہدو، ا. ا. [۲] (از سکنۂ حضرۃ دہلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر، و عزیز خوش روش بانیک دلی است از باشندگان این شہر دلپذیر) ا. ا. اصل متن میں اس عبارت کو قلم زد کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے۔

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں    یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
[جہاں میں] بیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے
مسافران [سرائے فانی چلے] چلو تم قدم اوٹھائے
غضب آنکھیں بلا بالا ستم [مونہہ] کی صفائی ہے    خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

---

## [شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین است سلمہ ربہ و مدعمرہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہاے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمن این ہفت بیت از گفتہاے وے است ؎

[باد صبا چمن میں ہو کر گزار] تیرا    اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]
[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں
رسوا [ہوئے ہیں جا بجا دیکھیں] خدا کر[تا ہے] کیا

تجھ میں [انداز و ادا و دلربائی] قہر ہے    ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے
سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے    بانکپن اوسمیں قیامت میرزائی قہر ہے
ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من    دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے
ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھ کو آہ    ہووے اُس پائے نگارین تک رسائی قہر ہے
اسطرف دیکھا اور اودھر [دھر یار] رکھا آن میں    دل اوڑانے کا پریرو تجھکو بھی ڈھب [قہر ہے]

---

## شہرۃ

تخلص سہ کس می شناسم دو کس را از [ان بہ تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام و بہ ترقیم یکے اینجا [دل نہادہ] و وے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مدعمرہ اصلش [از خطہ

ورق ۱۷۷

---

لہ خوب ۱۰۱

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراس سش خاک پاک شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] نہائت سعادتمند و خیلے ظریف مزاج لیکن بغائت دلپسند است [مشق سخن از دو سندار] سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [میکرد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [ثنا] فتہ انجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویاے دیدار [فرحت آثار] را و بسیار است او سبحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعرگوئی] بسیار در سر دارد بشرط سیر مشقی خو [یب] خواہد گفت انشاء اللہ تعالے واز شوخ طبعیہاے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل ابن عاصی بانواع المعاصی وخان فراق واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا بآئین ہمیں طرف شدہ ملزم ساخت بہرکیف ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؎

کھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم [اے پم] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم
ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم بوقت] شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے
ہر گل سے کس طرح اوسے پھر بیکلی نہو جبکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے
حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے [آ] ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

## [شہوۃ]

تخلص پسر [بد سیر شاہ معصوم] مہوس است وے مردکے بود فحاش و ہزل گو قرمساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان شرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر [مساقی] و ہرزہ [در] آئی می گماشت خود را بہ میر بکری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت بارزوے تمام مسخرۃ [الدولہ قر] مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ در ہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہرکیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحا للطبع می نگارم ؎

لہ

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

لہ یہاں سے دو شعر خارج کر دیے گئے ہیں +

# شیدا

تخلص وو کس میدانم

اول - خوا] جہ ہیگاے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر [است] و مولدش خاک پاک [شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ ہندی بسر می برد و اتراں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل زا صحبت داشت و ضعش بہ بازاریان [مغل زادے خانہ] جنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغائت مہذب بود واز [اکفا] وا قران خود [گو] سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ در عین شباب [از محنت آباد] تنگنا ے دنیا رخت ہستی بر بستہ بہ فسحت آباد الجنان [اقامت ورزید] خدایش رحمت [کناد] ایں نہ بیت از زادہاے طبع آں مرحوم است ؎ — شیدا (۱)

ناصحو بت کو میرے تم واللہ　　دنگ رہ جاؤ بس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ　　کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

---

چھوڑ نا ہو دیکھیو صید افگن اس نخچیر کو　　ورنہ نام ابرو کماں رکھینگے تیرے تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پرکالا کیا　　آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

---

لے کے دل اے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم　　ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہوگی شیدا [کو میاں]　　ایک بوسے پہ چھری تلوار بتلاتے ہو تم

---

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج اوسکے　　پتھر لئے [کھڑے ہیں] لاتوں کے بیچ لڑکے

---

تیری ابرو کے ہو سکے سنمکھ　　کب یہ [طا] قت ہلال رکھتا ہے — ورق ۱۲۸
تجھسے شیدا طلب کرے بوسہ　　جھوٹ ہے کیا [مجال رکھتا ہے]

شیدا(۲) دوهم ـ سیدزاده متخلق بخلق جلی المسمی به میر فتح علی وے جوانے است سعادة آما از تلامذهٔ
سرآمد شعراے [فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا مولدش قصبهٔ مئو و [مسکنش بالفعل] بلدهٔ لکھنؤ
[دربہ] سرکار دولت مدار نواب معلی القاب وزیر [الممالک آصف الدولہ بہادر درجرگہ] سپاهیان خاص
ومصاحبان ذوی الاختصاص بمواجب مبلغ پنج صد روپیه عز امتیاز داشت گوئند که [بسیار متواضع و]
خوشخو ونهایت خلیق وخوشگو واقع شد [هشعرش] بغایت پخته و باکیفیت است دیوانش تا الیوم سه
هزار بیت تخمیناً بر صفحهٔ روزگار ثبت افتاده با فدوی پنجابی در اعانت استاد خود طرف شده غزلهاے
خوب درجواب آں مرد پنجاب گفته بهرکیف این هشت بیت از وے است ؎

کیا دل پہ اپنے سختی ایام کی کہوں [میں]  سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا
راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ  گویا کہ ہیں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا
[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس میں  ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

---

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے  گو کہ [عدو] ہیں خوبرو دل کے جگر کے جان کے
منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے  خال کے خط کے زلف کے بالے کے دُر کے کان کے
بندے ہوئے بہ شش [جہت] ہم دل و جاں سے مطربا  تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں  رتبے کے دہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شان کے
[تس [پہ] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل  [آفریں ایسے وہم پہ] صدقے ہیں اس گمان کے

این غزل در کلیات سرآمد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا دیده اغلب که بعضے بغلطی
ثبت نموده باشند یا بود که از مرزاے مغفور است واللّٰہ اعلم بحقیقة الحال

## شیفته

تخلص جوانے است پنجابی الا [صل] دهلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبد] الصمد نام
پدرش طالب علم بود وے به سپاهگری روزگار بسر میبرد شاگرد [مجهور پنجاں] آشفته است این مطلع ورق ۱۶۹

اوست ؎

بے سبب کاکل مشکیں کو یہ شانہ کیا تھا [مونہہ] چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

# حرف الصاد المہملہ

درطے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق ودو عزیز صبا است اندراج یافتہ ومجموع اشعار سہ وہفتاد [شعراست]

## صانع

تخلص بستی میاں مرحوم است وے از سادات بلگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مردف دارد سر آمد شعراے فصاحت آ امرزا محمد رفیع سودا [در] ایامے کہ [شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود از ایشان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنابر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع دقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہاے فکر اوست] ؎

کیا دے کر سگ لیلی کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہاے کچھہ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا
صنم کی اوس محبت پر دیا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہوجاوے گا یوں نا مہرباں اپنا

## صادق

تخلص پنج کس میدانم]

صادق (۱) اول - عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے از دارا] لخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخرہا رحل اقامت بدیار شرقیہ کشید و از ہماں نواح سفر آخرۃ گزید خدائش رحمت کناد ایں دو شعر از زادہاے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

دل ہے یہ یا [کبا] ب ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی
شرم سے نام وہ نہیں لیتا پر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق (۲) دوم ۔ میر صادق علی پسر نیکو سیر فوجدار خاں فیلبان فیل خاصہ حضور پر نور وے بہ فیل بانی فیل سواری مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود با صلاح شاعر فصاحت ادا میر انشا اللہ خان می رساند این پنج بیت از گفتہا[ ے] اوست ؎

صادق اب اور [سروکار نہیں] اون سے مگر ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس
نہ آفتاب سے ہر ذرہ یہ چمکتا ہے وہ ایک نور ہے جو سب میں آ جھمکتا ہے
جلد آ جلد دم باز پسیں میں میرے نظر آتا ہے چراغ سحری [کا نقشہ]
ہو نام خدا [تجھ] میں کیونکر نہ خود آرائی اندا[ز] سخن یہ [کچھ] چہرے کی وہ زیبائی
تھی ایک تو کرتی ہی لاہے کی [غضب تس پہ] [ہے] آفت جاں کا فرا نگیا کی یہ سگھڑائی

صادق (۳) سیوم ۔ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ ایام بسر می برد مرد [خوش] اعتقاد درویش نہاد [واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ [میکند و شعر فلسد] را نہ میگوید این دو بیت از وے است ؎

غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد نہ ہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد
کسو سے نفع ملنے[1] میں نہ پایا بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

صادق (۴) چہارم ۔ میر صادق علیخان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم [آباد] تولد یافتہ نیا کانش دراں دیار بعمدگی ایام بسر می بردند خودش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر میگوید و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوید بدوائی خانہ حضور پر نور علاقہ دارد این ہیچمدان سراپا نقصان بیت و یک شعر از اشعار سے کہ بوے منسوب است [می نگارد ولہ سلمہ ربہ] ؎

تصور حبیب [کیا میں نے] سبو کا گلابی کی طرح سے خون (رحقو) کا
گریباں چاک، پھر ہووے گا ناصح بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا
عبث چھوڑا کل اوس پیماں شکن کو میاں [سچ کہتے] ہو تم میں ہی چوکا
آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

---

[1] ل میں ـے ' ا ۔ ا ۔

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا　　فانوس نے چراغ (ہمارا بجھا دیا)[1]
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ں　　اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق　　اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

---

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہووےگا　　کہ جاری آب ہوگا وس سے ہرگز خوں نہ ہووےگا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین لے گردوں نہ ہووےگا　　دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووےگا

## قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے　　خراب اسمیں ترا کچھ [میرا] لب میگوں نہ ہووےگا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیڑا[2] نرالا ہے　　ولے میں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہووےگا

---

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی　　مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

---

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب　　دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر　　دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوئے شیر [نے]　　تیشے کی پہنچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوئے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر　　چاہو تو ڈھونڈ لیجو ہمارے کفن میں آب[3]

---

داغ دل جھمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا　　جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ
کیا ہوا اس فصل گل میں گر مرے [پرزا] نہیں　　دل پڑا اوڑتا ہے کچھ پروانہ کی پروا نہیں
کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار]　　سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے یار عیش ہو منظور گر ہمیں　　جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو
سدا مانک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے]　　کسی دن اوٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

---

۱؎ اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ا۔ ا میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے، ۲؎ پنڈاتو، ا۔ا۔ ۳؎ ا۔ا میں یہ شعر درج نہیں،

پنجم ۔ سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت صادق (۵)
خدیو [جہاں بادشاہ] زمین و زماں شاہ عالم پناہ دام ملکہ دارند و جوان خوش کردار ستو[دہ اطوار] نیک
دین پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم و عمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل و ہنر سعادۂ افروز واقع
شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (میبذی) تحصیل نمودہ و بعضے رسائل عربی از بر فرمودہ اند شعر
خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند ایں پنج بیت از طبع
[زاد] الیشان است ؎

کیوں فلک کہہ سرکشی کب میں نے کی تھی سنجیے آہ | عرش سے پٹکا جو تو نے خاک پر میرے [تئیں]
کسطرح ملیئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں | دوست دشمن دیکھتے ہیں سب کے سب میرے تئیں
تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں | گر کو[ئی دیوے] ترے سر کی قسم میرے تئیں ورق ۱۸۱
تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے | پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں
ہے دعا صادق کی یہ بارہ و ہرائے اہلبیت | جز غم شبیر کچھ دیجو نہ غم میرے تئیں

---

# صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والاخطاب مستطاب مظفر الدولہ مختار الملک
ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود و نظم و نسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے
جمن و بادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل و عقد پرگنات بزوجہ
پدرش کہ عورتے است بس ہوشیار و بسیار پختہ کار تا الیوم وابستہ است چندے طرح مشاعرہ
بخانہ خود انداختہ بود [در موسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] و شعر نیز
میگفت گو نہ بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار از چندے بدار القرار قرار گرفتہ
بہر کیف ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس | یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

---

لہ ۱۰۱۔ میں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبوذی' مرقوم ہے ٭

شمع کے چہرے پہ یوں پیچاں رہے ہے موج دود    جس طرح [مونہہ پر] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان    [ٹوٹ] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

## صاحبقراں

تخلص شخصے است فحاش ہزل گواز سکنہ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از انحاے فحش و اقسام ہزل وارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب پیوستہ کاغذ سیاہ می کند ایں پنج بیت از وے است ؎

[1]
. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .
. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

---

## صبا

تخلص سہ کس ایں کس می شناسد تحریر یکے از انہا بہ تکملۂ النسب می پندارد [2] و دو کس را در اینجا می نگارد [3]

**اول** ۔ [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ وے جوانے بود خوش خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع یار باش] چندے طرح مراختہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد تقی] میر درست میساخت ایں سہ بیت از وے است ؎ صبا(۱)

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جا کر ہاے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات    اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے    زور ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[1] یہاں سے پانچ بیت ترک کر دیے گئے ہیں ۔ [2] پنداشت ا ۔ ا ۔ [3] بنگاشت ا ۔ ا ۔

[دوم - لالہ کان] جیوٹل کائنات خیال شاعر[ی در] کاخ دماغش خیلے می پیچید وشعر خود باصلا[ح میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میرساند] از چندے بدیار شرقیہ آنجہانی شدہ ایں ہفت بیت او گفتہ ؎ (صفحہ ۱۸۱)

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

---

(ورق ۱۸۲) تغیر [رنگ] ہیں تاب و تواں نے ہم ہی چھوڑی رعیت جس طرح پھر جاے ہے معزول عامل سے

---

بھٹکا پھرے ہے مجنوں لیلیٰ کے [قافلے] ہیں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

---

کیا تو نے کچھ صبا سے اے تند خو کہا تھا روتا ہوا ادھر سے با چشم تر گیا ہے
نہ آیا وہ مسیحا دم دم آخر بھی بالیں پر موا تو میں ولے ارمان یہ دل میں رہا میرے
عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے شمع کے شعلے کی اے یارو زباں کیونکر رہے
ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے یا مرغ دل ہے میرا بسمل اسے کیا ہے

---

## صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقۂ امیر سامنی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ نجابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید ایں دو بیت از وے است ؎

دل کو تو مرے [چھیڑ] یوا سے جان سمجھکر اخگر کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر
اے ساکن اقلیم عد[م] دم ترے قرباں کیا لاؤں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

---

# صفدری

تخلص دوکس میدانم یکے      ازاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم [ودیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنون وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ شعار نیکو کردار است ایں ہفت شعراز وے است ؎

قتل سے منکر جو تو ہوتا ہے میرے راست ہے — کس کے خوں کا رنگ دامن [پر یہ قاتل] رہ گیا
صفدری دوچار آہیں بھر کہ یہ بھی ہو چکے — سر پہ اپنے ایک یہ چرخ سیہ دل رہ گیا

---

آنکھ اپنی یہ کس کے دردنداں پہ پڑی ہے — جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے
چیچک کا ستمگر سر ابرو سے ہے ترے داغ — یا قبضۂ شمشیر پہ چنتی یہ جڑی ہے
جب رخ سے اوٹھا اوسکے دوپٹہ میں کہوں ہوں — جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی گھڑی ہے[۱]
لے مونہہ پہ وہ بت زلف سیہ فام کہے ہے — مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے
مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی — اے صفدری اس دلمیں عجب پھانس گڑی ہے

---

# حرف الضاد المعجمہ

در طے ایں حرف [ض] کر یچ شاعر کہ دوکس ازاں ضمیر تخلص میکند و دو عزیز ضیا اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ[۲]] شعر است

# ضبط

تخلص عزیزے است از دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از خوش فکراں

---

[۱] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ     [۲] نسخۂ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ☆

بلدۂ لکھنٔو و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست این مطلع از واست ؎
نقدِ دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا ہم نے بازارِ محبت میں یہ کیا سودا کیا

# ضمیر

تخلص دو کس میدانم

ضمیر (۱) **اول**۔ مردے نیک نہاد از سکنہ مستقر الخلافہ اکبرآباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد محمد ولی نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [نمودہ] اما از [شاہ] محمدی بیدار علیہ الرحمۃ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہر کیف [ایں دو شعر] طبع زاد اوست ؎

[چشم] بد دور جدھر آپ گذر کیجے گا ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے [گا]
وہ [ابھی تو] تو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے نہ کچھ اپنے سے ہی اوسے خبر [نہ] خدا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر (۲) **دوم**۔ لالہ گنگا داس وے کائتھ زادہ ایست با ادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہرہ دو زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالے میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] ایں پنج بیت از ریختہ ہائے [طبع اوست] ؎

سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر] [شوق] سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں
رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے] خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ [افگار] ہے
اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ سیر گل بے رشک گل آنکھوں میں اپنی خار ہے
میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے
سپردہ باندھ کے نکلا ہے آفتابی آج ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

# ضیا

تخلص دو کس [می شناسم]

ضیا (۱) **اول**۔ در [دریائے سلطنت را درخشندہ درم] زا ضیا بخت بہا [در] خلف الصدق

مرشد زاد [ہ میمنت لزوم مرزا] فرخندہ بخت مرحوم [ازا]نجا کہ جناب ایشاں از بدو شعور شیفتہ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و خوبی گرائیدہ گوئند کہ زمین ہاے سنگلاخ را رخش طبیعت ایشاں بسہولت طے می کند بہرکیف ایں سہ بیت از زادہاے طبع وقاد ایشان ا] ست ۔

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
متاع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اضطرار سا کچھ اضطرار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — بندھا جو اشک کا تا جیب تار [رہتا ہے]

[دوم ۔ گو] ہر دریاے حب رب العالمین [مسمی بہ میر ضیاء الدین مولدش خاک پاک] ضیاء(۲)
شاہ جہاں [آبادصا] نہا اللہ عن الشر و الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بربستہ ورق ۱۸۴
بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خداش رحمت کناد ملخص کلام
وے[۱] شاعر خوشش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بیشترے از
سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می انگارند ایں ہفت بیت از نتائج
طبع نقادا[۲] وست ۔

پلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں
باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

فیہ شی لا یخفی علی ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جبتک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — ابتو خط آنے لگا شائد کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا
چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو محلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے
تیرے کوچے سے ضیا کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے
ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد روے دیتا ہے

[۱] کلام کہ شاعر خوشش ۱۰۱ [۲] وقاد ۱۰۱

# حرف الطاء المہملہ

درسلکِ ایں حرف ذکرِ پنج شاعر کہ سہ ازاں طالب تخلص می کند اندراج یافتہ و مجموعِ اشعار چہل و پنج شعر است و منجملہ آں یک رباعی مستزاد واقع شدہ

# طالب

تخلص سہ کس میدانم

طالب (۱) **اول** - میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہما الرحمٰن وے جوانے است بسیار مہذب بغایت مودب خوش اختلاط نیک ارتباط با حلم پرحیا صاحب فہم بے ریا گاہے فکرِ ریختہ می کند و اصلاحِ سخن از والد ماجد خود می گیرد ایں سہ بیت از گفتہ ہائے وے است ؎

مضطر ہو کب میں اوٹھ شب لئے ناہر و نہ آیا ۔۔۔ گھر سے ترے گلی میں تا بام تو نہ آیا
جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے ۔۔۔ میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا
طالب رہا ہیں اوس کے دیدار کا پہ طالب ۔۔۔ مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

**دوم** - عاشور بیگ خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نیک طبع شیریں] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سراپا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراقؔ رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میرؔ ہم گذرانیدہ بہر کیف ایں چار بیت از ریختہ ہائے طبع اوست ؎

ورق ۱۸۴ رہا تجکو وہاں ست کام اپنا ۔۔۔ ہوا یاں کام اے خود کام اپنا
کہاں ملتا ہے طالب ہم سے وہ شوخ ۔۔۔ یوہیں بدنام ہے اب نام اپنا

لہ او ۱۰۱

رقص بسمل ہے طپشہائے دل — توبھی آ دیکھ تماشائے دل
ایک دم چین نہیں دیتا ہے — کاش سینے سے نکل جائے دل

سیوم ھم ۔عزیزیست شیریں کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پرورش در عہد خوشش عہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنؤ بدار و غگی خاصہ شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزامتیاز دارد گاہے بنا بر تحریک دوستاں ریختہ می گوید این ہیچمدان سراپا نقصان انہ تحریر دو بیتش راہ استیجاب می پوید اوراست ؎ طالب (۳

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ — اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے یار جو طالب نے بھری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

## طپش

اگرچہ تحریر این لفظ در طے حرف فوقانی ماہو التحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [در اینجا] مناسب نمود بہرحال این لفظ تخلص مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل و جہاں آبادی المولد و از اولاد امجاد خدادوست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل باریاش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشخو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدرا از عروض و قافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد فداش خوش دارد و شاگرد اوستاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت است عفی اللہ عنہ و گاہے شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی رایکہ تازمرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعرش کیفیتے دارد بہرکیف این عاصی بانواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش در اینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

---

لہ جینے ' ۱۰۱۔

[سا]قی ہے دورے ہے شب ماہتاب ہے — لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے
نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ — الہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو
خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا — تو نے کیا کیا نہ کیا اے گردش افلاک کیا
کس کی طرف سے آج طپش تجکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے
کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل میں اوسکی جب سے دور — اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور
کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید — آخر دنیا ہے جائے امید
ہاتھ پہ لایا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے — لے لو وارے سے ملیگی وست گرداں چیز ہے
رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں شاہد گل کا — ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا
اسی امید پہ اپنے تئیں آرام آتا ہے — کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے ورق ١٨٥
نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پیتے ہیں — اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں
سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا — ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی
بیٹھے بیٹھے یونہیں کچھ جی میں جو آجاتا ہے — خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

---

زندگانی کے بھلا اب کون سے آثار ہیں — زندگی جن سے عبارۃ ہے وہی بیزار ہیں
خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام مجھے — پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے
اوس شمع رو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے — سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے
خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے — لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے
آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں — کچھ کرو اپنی طرف سے اونکو [کچھ پروا نہیں]

## قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر — تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا
بے نوا ہیں کسی پہ زور نہیں یا محبوب — دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

## دیگر

کہاں ہیں دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤں[له] — نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

---

له ایک دکھلاؤں +

لگا کہنے طپش کیونکر بھلا اب گھر سے میں نکلوں اندھیری رات ہے برسات [ہے] بجلی چمکتی ہے

## دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اوسے پلک اشک بھی گو کہ اس میں ڈھل جاوے
آرزو ہے کہ جان آنکھوں سے دیکھتے دیکھتے نکل جاوے

## رباعی مستزاد

یا دیکھ نہ سکھتا تھا مجھے ٹک دل تنگ وہ غیرۂ ماہ
یا قتل کا اب کرنے لگا ہے آہنگ بیجرم و گناہ
گہہ مہر و وفاداری و غمخواری ہے گہ سنگدلی
القصہ طپش یار کے ہیں کیا کیا رنگ اللہ اللہ

---

# طفل

تخلص مرزا عبدالمقتدر فرزند ارجمند مرزا بابر مرحوم عم زادہ خدیو جہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر پادشاہ غازی است دیوانی و خانسامانی سرکار دولتمدار حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر بایشاں تعلق دارد بسیار نیک عقیدہ و پاک دین و با حیا و با تمکین و باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و بہ بیشترے از اوصاف پسندیدہ پیراستہ شنیدہ می شوند خیال شاعری از قدیم الایام در کاخ دماغ ایشاں جا گرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند ایں بیست و یک بیت از نتائج طبع اوشان است ؎

میل خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لاتا چلا نام کو سنتے ہی میرے ہس کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ پھڑک کر رہ گیا مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا دم بدم ترک آشنائی کیا

---

دل جلا کر مرا کباب کیا　　واہ وا تم نے کیا ثواب کیا
ہاے اس عشق نے مجھے یارو　　در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

---

بتاں کی چاہ پہ ہرگز [نہ ہو] جیو گمراہ　　گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروۃ کا
اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل　　تو نہ ہو اوس سے آشنا اے دل
تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل　　امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں
بوسہ دینے سے عار کرتے ہو　　دل مرا بیقرار کرتے ہو
جو [بعد] مرگ پیچھے تو کیا حصول ہوگا　　دیدار آخری ہے اسے قدر داں پہچو
کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو　　برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو
واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی　　زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی
رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے　　دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے
کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجیے　　پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے
ہم پہ اتنی بھی نہ کیجے مہربانی بخشیے　　دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے
ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے　　دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے
کہتے ہیں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے　　اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]
عشق کا کام جی جلانا ہے　　عاشقوں کو سدا ستانا ہے

---

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں　　ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے
ہجر میں تیرے تڑپھتا ہوں اکیلا دشت میں　　ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے
کیا کہوں کچھہ کہہ نہیں سکتا میں طفل دل کا حال　　بیطرح کچھہ آج تو سینے میں میرے درد ہے

---

# حرف الظاء المعجمه

درطے این حرف ذکر سہ شاعر اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد و شعر است

## ظاہر

ورق ۱۸۶ تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است اما از یکچند بمستقر الخلافہ اکبرآباد توطن گزیدہ و بہرہ از فن شریف طبابت بوے رسیدہ این دو شعر از وے کہ بدست افتادہ بزبان قلم در داد او راست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو | خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو
یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو | چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

## ظریف

تخلص خدا یردی خاں[۵۱] برادر خورد سعادة یار خاں رنگین است کہ پیشتر بیتاب تخلص می کرد وے نوجوانے است مہذب نہائت با ادب سپاہی نہاد و خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع دار کم گو گاہ گاہ فکر شعر می کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش میرسد این ہفدہ بیت از گفتہا ے اوست ؎

اس غم سے مر گئے ہم غمخوار تو نہ آیا | دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا
تیرے دہن سے از بس کھینچی بہت خجالت | غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

کچھ اسے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو | ہمقدر میرے دل کا سوزش میں تو نہ آیا
تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی | اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا
آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا | فائدہ کیا ہے اجی ہم سے قسم کھانے کا

[۵۱] "خدا وردی خان" - مجالس رنگین ص۱، مطبع محمدی ۱۲۶۴ھ

آہ و زاری ہے آج کچھ بیڈھب | بیقراری ہے آج کچھ بے ڈھب
جانکنی میں بھی اوسے تو نے نہ دیکھا ظالم | جان نکلی ترسے اوس طالب دیدار کی رات
ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے | کری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت
میرے قدم کو ہر اک خار سر پہ رکھتا ہے | یہ فخر رکھتی ہے اپنی برہنہ پائی آج
کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی | کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

---

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے | ہوا جو رات کو میں اوسے ایک ذرا گستاخ
وہ گلبدن ہے مرا خواب میں چونک اوٹھے | گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ
مجھسے وہ ہر دم کہے ہے آپ خنجر دیکھ کر | قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر
اپنی آہ بے اثر نے کچھ اثر شاید کیا | وہ بھی مضطر ہو گیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

---

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے | ہائے ہرگز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک[۵]
ہائے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو | دل بھی عیار ہوا اوس بت عیار سے مل
سیر گل کرنے کہاں پائے بھلا صیاد ہم | موسم گل میں ہوے زنداں سے کب آزاد ہم

---

## ظفر

تخلص درثمین دریاے سلطنت و شہریاری کوکب دری آسمان رفعت و بختیاری صورۃ انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام مملکت و ملک آرائی لایق سراپا لیاقت و سہیم خسروی و ظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی و اکبرشاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادہ والا قدر مرزا ابوالمظفر بہادر خلف الصدق مرشد زادہ ولی عہد والا جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر است ادام اللہ تعالے اقبالہما و استمر اجلالہما ذات ملکی صفات آں گل سرسبد چمنستان حشمت و اقبال اکبر
شاہی نہال سرسبز و شاداب بوستان جاہ و جلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خلیلے ورق ۱۸۷

[۵] ہائے ہوتی نہیں ہرگز مری بیماری ٹھیک ا۔ ا۔

مہذب و بہ تادیب آداب پسندیدہ بغایت مودب بلند فطرۃ عالی ہمت ارجمند فطنت والا نہمت خوش
طبع صاحب وضع سر بسر مہربانی و رافت یکسر قدردانی و عنایت آدم شناس صاحب قیاس ہوشیار
ستودہ کردار اعلےٰ منش والا روش واقع شدہ شعرے کہ از طبع دربار جناب ایشاں می تراود لولوے
باشد لالا سخنے کہ از فکر صائب حضرت شاں سر برآرد درے باشد یکسر صفا و سر بسر بہا شوق ایں
فن شریف بسیار در سر دارند و اکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی و نکتہ پردازی ہمت می گمارند
اگرچہ در ہائے ریختہ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند اما از
برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ کہ ازثنا سر رشتہ استادی ایں دودمان عالی شان
دارند و اکثر استشارہ می فرمائند [ بہر کیف ] شعر از نتائج طبع گوہر بار آں مہین اختر فلک خلافت و بہین
دری آسمان سلطنت در سلک آراستہ تحریر خود می کشم لیجنا بہ دام ظلہ ؎

پانو پھیلاے جنوں نے مرے یاں تک ہیں ظفر — کبھو ثابت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

---

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا — کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا
تو اس دم آ کہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا — زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا
برنگ شمع ہس ہس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے — شتاب اے دیدۂ پرآب کر میرا بدن ٹھنڈا
ظفر کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کئے پرزے — چلا آتا ہے دم بھرتا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا
فسانہ کیا کروں اظہار اپنی شام غربت کا — گریباں تا بہ دامن چاک ہو صبح قیامت کا

---

کیے تھی شب نہ گلگیر شمع رو رو کر — وہاں سر پہ مرا تاج زر بنایا تھا
مجھے [ تو بوسہ نہ ] دے تا ہو تلخ کامی دور — اسی لئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا
نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پہ — فلک نے انکا اوسے خوشہ چیں بنایا تھا
بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہم نے اشکوں سے — مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا
کس روش کس رنگ سے کیا کہیں آئی ہے بسنت — اک شگوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

لہ کچھ ۔ نسخہ

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف    کرے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات
کرے تھی ناز عبث تاج زر پہ اپنے شمع    وہاں سحر ہوئی آخر کو تاجداری رات
نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید    انہوں نے ہاتھ سے مہندی جو ہیں اوتاری رات

---

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار    پیرہن میں جو نہیں پھولے سمائی ہے بہار
دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے    اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

---

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس    ہم نے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس    ورق ۱۸۸
ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں    بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس
ہیں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر    جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس
دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا    جوں آئینہ وا کیوں نہو چشم پر طاؤس
روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ    ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس
کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو    جو داغ ہے سو ساغر بنگ پر طاؤس
حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر    جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس
اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں    رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں
لشکر طفلاں کو لیکر ساتھ کس شوکت سے آہ    تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

---

نہیں شکوہ کچھ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی    ہمیں جب دیکھتے ہیں وہ تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں
شرارہ کیا کہوں اوس کی کہ میرے خرمن دل میں    سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

---

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں    کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں
بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو    رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے — واں آب دم تیغ ہے یاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو — کیا کہیئے تمہیں حضرت دل بے ادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ — نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

---

تیغ کو تکتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق — جب چڑھا [۵۲] تا کہہ کے ہے اللہ اکبر آستیں
مجھکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو — خوں سے آلودہ ہے تیری اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر — طرفہ تیرے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

---

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش [۵۱] لایا — کف نرگس پہ دھر آئیو تکیہ صبا جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے — جلوہ گر آج کہیں یار سر [۵۳] بام نہ ہو

---

یہ کہدے اے صبا اونسے یہاں آؤ ہوا کھاؤ — چمن میں صبحدم تک سیر فرماؤ ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے — چمن میں اس دل پر داغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو — قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا — چلو بس اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

---

فرقت کی رات کاٹی جس نے تڑپ تڑپ کر — یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر — وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

---

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم — ہوا ہے چاک شاید چشم دریا بار کا پردہ
چمن میں شور سے آواز نالہ مت سنا ہرگز — بہت نازک ہے بلبل دیکھیہ گوش یار کا پردہ
مرا مونہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ — ابھی کھل جائیگا جو کچھہ کہ ہے سرکار کا پردہ

---

تو نے کو کوچے میں کرنے گریہ و زاری نہ دی — ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

---

دل پہ کیا زلف بلا خیز سے آفت آئی — یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی — جسدم زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق — تو نے اے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سن کر پیغام — کیا ظفر اونے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

۵۱ اولٹتا ن۔ا۔ ۵۲ بے شتاب ن۔ا۔ ۵۳ لب بام ا۔ا۔

# حرف العین المهمله

درطے این حرف ذکر سی و دو شاعر که من جمله آنها چار کس عاشق تخلص می کنند و دو عاجز و سه عزیز به عزیز متخلص اند و سه عشق و سه بزرگ را عظیم تخلص اختیار افتاده و دو را علی و تخلص دومرد عباس است اندراج یافته و مجموع اشعار چار صد و چهل و دو[۵۰] شعر است که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته و من جمله آنها هفت رباعی و دو رباعی مستزاد واقع شده و نه بند مخمس هم بالذات مرقوم گردیده و یک شعر میدان سخن سازی را [یکه تاز مرد خوا] چه میر درد و یک [شعر] شاعر شان علی المتخلص به ولی و دو شعر فارسی سخن ساز واقف امور مخفی و منجلی شاه ناصر علی علیهم الرحمة و الغفران بالعرض و تقریباً به تحریر درآمده

## عاصم

تخلص نواب معلی القاب امیر الامرا [صمصام[۵۱] الدوله خان دوران خان بهادر منصور جنگ شهید جنگ است ایشان از خواجه زاده های مستقر الخلافه اکبرآباد از اولاد امجاد مقبول درگاه کردگار حضرت خواجه علاء الدین عطار الله قدس سره شوکت امارت و شکوه سپه‌سالاری جناب ایشان بنابر وضوح واضح و شیوع شایع محتاج بیان و مفتقر تبیان نیست از حسن خلق و عذوبت بیان شان چه بر طراز د که خامه با وصف دو زبانی رقم عجز بر صفحهٔ تحریرش کم می نگارد از شجاعت و پر دلی ایشان چه بنویسد که قلم حقایق رقم با وجود سر بریده شدن سینه شق میکند با آنکه امرای بادشاهی هر یکی در نفاق و کینه توزی گوی سبقت از هم ربوده از میدان نبرد آزمائی پهلو تهی میکردند با معدودی چند که هر یکی از آنها صد رستم و هزار افراسیاب در جلو داشت به طهماسپ قلی نادر که با سه صد (کذا) هزار ایرانی غول بیابانی باستماع نفاق و نمک (حرامی[۵۲]) سران هندوستان جنت نشان یورش نموده بود طرف شده کارزاری بر روی کار آورده ع

---

[۵۱] ن ۱۰ ۱۰. [۵۲] نسخهٔ اصل میں یہاں سے لے کر تا اختتام اشعار عاصمی بقدر چالیس سطر عبارت درج نہیں ہے - جو یہاں صرف ۱۰ ۱۰ سے منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا ورق ضایع ہوگیا ہے [۵۳] بحرامی ۱۰ ۱۰

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ

و روح بہمن و سام از نظارہ اش چشم خیرہ شد آخرکار با رفقاے صاحب اقتدار خود زخمہاے کاری برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ خنداں و کشادہ پیشانی بروضہ رضواں خرامید و ہیچ یکے از متوسلانش از معرکہ دلیری رو نہ گردانید مجروحے نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش باقی ماند بقیہ عمر ترک تعلقات گزیدہ منزوی زاویہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام کلام با فضلا و علما مقصد اعلی و مطلوب قصوی آں شیر بیشہ ہیجا و ہزبر مضمار وغا بود بہرچہ تمامتر در تعظیم و توقیر ایں گروہ والا شکوہ می کوشید از اوصاف حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ نوکر را ہرگز برطرف (نہ) میکرد و از دامے گرفتہ تا صد ہزار تنگہ زر سرخ رشوۃ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت میگفت گاہے بنا بر تفنن شعر ریختہ ہم از طبع نقادش ریختہ در آخرہا شعرے کہ بنا بر وردبیہاے نفس نفیسش نظر بر کردار ناہنجار سپہ سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ درحین زمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش بر پکس نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ بقاسم ہیچدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد منہ عفی عنہ ؎

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں    تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من میں

---

## عاصی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہاں آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہاے عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعراے طبقہ ثانیہ بود یک بیت و یک قطعہ از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع السودا میکند ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالی ؎

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا    صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

---

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا

خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو کے یہاں[۱] غنچہ تھا یہاں گل تھا

## عارف

تخلص محمد عارف مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہان آبادی المولد و از شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد نیک خوبار باش پاکیزہ معاش بود از رفوگری ایام بسر می برد بر کتب ناٹکہ ہہید نظرے داشت بیشتر تارہاے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دوشالہ ریختہ مید وخت ازاں رو شعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاکھا ندارند تازہ مضمون می نمودہ بہرکیف ایں ہشت شعر از گفتہاے وے است ؎ ورق ۱۸۹

کب اوترتی سر سے تیرے زلف سی کالی بلا
خط نہ دھونے دے اگر اسطرح سے اے دلربا[۲]

جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر
پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدہ گریاں کے بیچ

ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر
[جنگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے

قمری ہے جھکاے ہوے سر سرو کے آگے
یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے

نہ ہووے درد اعضا تجکو بلبل
اگر ملتی رہے تو روغن گل

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے

دختر رز سے کہہ کہ آن ملے
ورنہ عارف افیم کھاتا ہے

طفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال
مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

## عاشق

تخلص ہیچ کس بمن رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدن یکے را از انہا بہ تکملہ النسب دیدہ و ازاں چار کس کہ دریں جا مرقوم گردیدہ

[۲] کذا مخطوطہ ۱۰۱۰ میں صرف ۱، ۲، اور ۸ واں شعر درج ہے ۔

اول - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران مآب علی مردان خان بغایت نیکذات و نہایت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ رو نیکو کردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ بہرکس بمواسا پیش می آمد و بہر یک از در مدارامی در آمد ظن غالب بلکہ بیقین واثق کہ از وے غیر کمینۂ بے حیا و سفیہے بے سروپا بد نخواہد بود خیال شعر گوئی خیلے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حملۂ حیدری و یوسف زلیخا ولیلی و مجنون و خسرو شیریں بزبان ریختہ در رشتۂ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد خاطر عاطر داشت اما [ عمر وفا نہ ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و ہیچ مانع قوی بل اقوی موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمودہ قلم حقایق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف مختصہ بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستان جانی گذاشتہ و بگلزار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خدایش رحمت کناد دہ بیت از زادہائے طبعش در ایں جا اتفاق تسطیر افتادہ منہ عفی عنہ ؎

دن تو جوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پہ — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پہ

یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر پڑے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے

یقیں ہے کب ہمارا لیکے ماتم آپ رو دینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ رو دیں گے

کشتۂ عشق کی کچھ سب سے ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پاؤں کی زنجیر جدا

چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل او سے میں نے گلے کا ہار ہوا

پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جیتا مجھے جنجال ہوا

ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا

گو آہ میں اپنی نہیں تاثیر سر دست — پر ہے یہ بساط اپنی میں اک تیر سر دست

ہوا آبرو بہادی حبیب اہل نظر کے بیچ — جوں مردمک وہ یار ہے چشم تر کے بیچ

کاکل ہے دام زلف بلا ایک نشد دو شد　　پھندے میں جب پھنسے تو دل ایک نشد دو شد

عاشق (۲) **دوم** ۔ بھولا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت بدیوانی نواب غفران مآب مجد الدولہ عبد الاحد خان بہادر بہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات خاصہ رسالہ خاص مرشد زادہ والاجاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ و با وفا است بہر دو زبان سخن می گوید در ہر دو میدان رخش ہمت می پوید ایں سیزدہ بیت از گفتہہاے اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے اے مہ بے مہر رات　　خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک وفا پیشوں کی برباد نہ کیجو　　بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا　　اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کسی کے کہے سے ملال آیا ہو　　خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھیو تو بھی مری جان تماشا　　آنکھوں سے کرے ہیں در غلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [ر] خسار کو دیکھا　　پھر عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں تیرے مشقتیں کیا کیا　　جفا و جور و ستم اور محنتیں کیا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جان رہا گرم　　اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق تک اک دم تھام رکھ　　یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

نام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے　　دیدہ ہر شب ترے در پہ نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے　　جور سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے　　اسبات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے　　جی نکل جاویگا میرا تیر کے پیکاں کیساتھ

عاشق (۳) **سیوم** ۔ مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادۃ انتساب کہ محقق فحل مدقق سر منشۂ فضلاے مدارس و معارک قاضی مبارک علیہ الرحمۃ و الغفران فرمودہ و کسب فنون نقلیہ از خدمت بابرکت زبدۂ علماے عالی جناب مولوی عبد الوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور جد مادری برخوردار کامگار میر

عزت اللہ عشق مدعمرہ وزادقدرہ نمودہ گاہے بنابر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقادش میریخت ایں
مطلع از ریختہ ہائے طبع دربار آں والا تبار است ؎

[بیہ] کس کے نوک مژگاں سے پڑا ناسور سینے میں — کہ بندھتے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشق (۴) **چہارم** - رام سنگھ کھتری وے جوانے بود خوش خو نیک گو استفادۂ سخن در ابتدا از
میر محسن تجلی نمودہ در اخرہا بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل فرمودہ از چندے آں بہانی شدہ بہر کیف ایں چار بیت
بوے منسوب است ؎

والبستہ ہے یہ تار نفس چشم زار میں — آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ تو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے — خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اوس گل کو مری فریاد سننے کی — نہ اتنا شور کر بلبل دماغ یار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی — رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [تاز]ک ہے

---

# عاقل

تخلص عاقل شاہ مرحوم است وے درویشے بود بغائت سیاح و نہائت با صلح و صلاح
ایں دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہاں آباد کو — وہ تو کب کہتا ہے ویراں رسم نو ایجاد کو

قید بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں — واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

---

# عاجز

تخلص دو کس میدانم
عاجز (۱) **اول** - عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے در اصل از سکنہ
شاہجہاں آباد صانہا [اللہ] عن الشر و الفساد است از یک چند فلک ناہنجار فتنہ بنیاد ویرا بعظیم آباد
[افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعر می نگارد ایں دو بیت از گفتہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی میرے جو جگر گرم ہوئی ‏ مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا
پھر یہ عاجز نہ گیا دل میں جوں نکہت گل ‏ ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

عاجز (۲) **دوم** ۔ زور آور سنگھ کھتری نبیرہ رائے انند رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب
شعرش کیفیتے وارد این احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام ‏ لے گیا صبر دل و طاقت و آرام تمام
عاشقوں کو ترے یکجا نہیں آرام کہیں ‏ دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے ‏ عشق میں جسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے
شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے ‏ کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

## عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

ورق ۱۹۲ **اول** ۔ شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است متعلمی پیشہ نیک
اندیشہ مہذب باخلاق مرداں بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور
خود می سازد اشعار رطب و یابس وارد این پنج بیت او راست ؎

کل تم ہمارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا ‏ فرماؤ یہ کہ بارے سدھارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ تو شمار ‏ گنواؤں تجھکو عرش کے تارے کہاں کہاں
وہ دن نہو کہ مجھسے جدا ہو مرا صنم ‏ اللہ مت مجھے وہ زمانہ دکھائیو
گردش نے جام چشم کی بدست کر دیا ‏ ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو
صبح کو وعدہ تھا مجسے شب کے آنے کا تمہیں ‏ اب یہ فرماؤ کرم فرما چلے ہو کس کنے

عزیز (۲) **دوم** ۔ کھیمادی لعل کائتہ کہ پدرش بدیوانی رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت
خوش می گوید این شش بیت از وست ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ ‏ ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

له اورا ادا

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ　　یاقوت جن کے آگے ہے لگے ایک سنگ سرخ

ہماری تری پردے میں گفتگو ہے　　جو اوٹھ جاے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے

یار اب[1] امتحان پہ آئے　　قصہ کوتاہ جان پر آئے

## قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں　　یوہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار میں ہے جی　　جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

عزیز (۳) **سیوم** - لالہ شنبھوناتھ وے ہے از مہاجنان حضرت دہلی است کہ بعہد گی ایام بسری بردہ بہر شناسا[2] بقدر مروت میکند شعرش بے کیفیت نیست این سہ شعر او راست

دیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں　　کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں

طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم　　ترے قدموں تلک پہنچے رسائی اسکو کہتے ہیں

عزیز اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں یا ہر پیر و مرشد نے　　بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

## عزلت

تخلص میر عبدالولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعداللہ سورتی ہمشیرہ زادہ حضرت شاہ پیر[3] ساکن ورق ۱۹۳ قدس سرہ است حضرت خلد مکان را انار اللہ برہانہ با سید سعداللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند عقیدۂ تام و اخلاص بمنام بود رقعہ چند بدستخط خاص بنام نامی جناب ایشان قلمی فرمودہ اند و این میر عبدالولی عزلت را باوصف کہ باوصاف صوفیان صافی و باخلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بودند برکتب متداولۂ علوم عقلیہ و بر صحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر بالاکلام بود بحدے کہ بر حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشان یادگار است ملخص کلام [ر] یختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند خاطر عاطر حضرت ایشان افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفنناً از طبع شریف و طبیعت ظریف شان شعر ریختہ ریختہ بہر کیف این سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ ثبت افتادہ

---

[1] یارب اب ا۔ ا۔　[2] آشنا ا۔ ا۔　[3] محمد قدس الخ ا۔ ا۔

دیکھ ڈھاڑی سے بچے کو ناکارہ ۔۔۔ چڑھ کے گانے لگی کلانوتنی

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے ۔۔۔ کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
جاتا ہے مونہہ چھپا کے کیوں دیکھ ٹک [ادہر بھی] ۔۔۔ اوالفی شال والے عودئی رومال والے

## عسکری

تخلص مغل زادے است خوبی التیام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت و ندرة شاگرد شاه قدرت الله قدرة گویند که مرد خوش طبع و نیک خو و عزیز [ظریف نہاد و کشاده] رو است بہرکیف این مطلع از و است ؎

کہنے کو ادہر اودھر گئے ہم ۔۔۔ تجھے تیری طرف جدھر گئے ہم

## عشق

تخلص سہ عاشق مزاج بمن رسیده

**اول** - شاه گھسیٹا ے مغفور نبیسۂ شاه فرہاد مبرور کہ در مغل پورۂ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیده عالمے را از انفاس متبرکہ خود بہره اندوز می فرمودند و بسلسلۂ علیہ حضرت ایشان بہ میر ابو العلی اکبرآبادی روح الله روحہ میرسد و مردے بود والا نژاد درویش نہاد جلیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی التاثیر مرشد سالکان ها [دی] رہ روان از یک چند بعظیم آباد توجہ نموده خلق کثیر را ہدائت راه مولی فرموده بیشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار رہماں دیار بروضہ رضوان خرامید در حین حیات خود بسیا [ر] بعزت و نہائت بحرمت دراں نواح ایام بسر برده رخش ہمت بمیدان تجرید و تو [کل] می تاخت و علم استادی دراں سرزمین می افراخت شعرش باکیفیت و تصوف آلوده و پر مزه و درد آموده است این یازده بیت از زادهاے طبع منیع آں سحر و سیح این قطره بے بہره می نگارد عشق (۱)

سلہ نہ ا ۔ ا ۔ اخیر کے دو بیت درج نہیں ۔

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں ۔۔۔ کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں

ہوئے صحرا نشیں تشریف لاوے جس کا جی چاہے ۔۔۔ در و درباں نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہے

جب تلک اشک تھمیں بیٹھ اگر آیا ہے ۔۔۔ تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں

عالم عشق ہیں مجنوں بھی بڑا گاڑھا تھا ۔۔۔ یار مجنوں سے بھی ہم گاڑھے ہیں پہ بڑھتے ہیں

بات کہنے کی نہیں طاقت شکائت کیا کروں ۔۔۔ عشق رخصت دے تو شور حشر اب برپا کروں

ورق ۱۹۴ دل سا جگر چور رکھے سوا اس سے دو بدو ہو ۔۔۔ مونہہ دیکھو آئینے کا جو اس کے رو برو ہو

حسرۃ نہ رکھ یہ دل میں ترو ار مار پیارے ۔۔۔ ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور تو ہو

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے چھنے ہے ۔۔۔ یہ عاشق جاں سوختہ کس دن کیلئے ہے

نے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے ۔۔۔ اے شور عشق سچ کہہ تو ان دنوں کہاں ہے

کیا فقیری ہیں عشق . . . . . . . . . ہے ۔۔۔ جسکو . . . . . . . . . . ہے[1]

دیدۂ عشق .. نظارا ہے ۔۔۔ کشتیِ چشم پہ اوتارا ہے

عشق دوم **دوم** - عزیزے از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب استعداد از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] و بتذکار علم و ہنر بیشتر ہمت می گمارد دو شعر از وے کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

یساں مردمک چشم جو ہیں اہل نظر ۔۔۔ قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں ۔۔۔ کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

**سیوم** - برخوردار کامگار فرزند سعادۃ نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزت اللہ مدعمرہ و زاد قدرہ وے جوانے است صالح خدا یاد نیک طبیعت درویش نہاد عقبی دوست دنیا دشمن پاکیزہ جان عاشق تن فتوۃ منش محبت التیام مروۃ روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر سرور سر بسر ابتہاج حافظ قران شریف صاحب طبع ظریف در فن طبابت ید طولی وارد بمعالجہ مرضی مسیحائیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است و برتجوید وجود

[1] ا۔ا۔ میں یہ دونوں بیت درج نہیں ۔

قرآن کلام الٰہی تعالے شتابہ منصور و فیروز و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است واز ہمنشینی متمولان و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم ہرچہ از پارسائیش برنگارد در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی شعائیش بیان نماید گوشش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار داند کے از بسیار در آید رجا از ارحم الراحمین جل جلالہ و غفور المذنبین عم نوالہ کہ عصیان این عاصی نامہ تباہ را بوے بخشد و از جرم این مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش در گزرد ؎

نشدیم پیر بعصیان امید (کذا) آں دارم — کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیداست و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی شاہوار نتائج طبع گوہر بارش برشتۂ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ و زاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے — ہو تیرے سوا کون نگین ایسے مکان کا

---

ورق ۱۹۵ کسے دماغ اوٹھاوے جو نازمو کمراں — مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا

نہ پوچھ ضعف سے تار نگہ میں اے مردم — ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں ہے سو من کا

[طریق] عشق میں قسمت سبو سے بیعت ہے — مرید شیخ نہیں معتقد برہمن کا

---

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ — چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا

جنوں ضرور ہے اب مجھ سے دست بردار ی — کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل نو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں نہ ہار ہوا

دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہاے — یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہاے اب تک [نہ] یار آیا — ادہر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا

خط نے دو فی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار — واہ کیا مکھڑے پہ پیارے خط گلزار کھلا

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو گداز اپنا    احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

---

کچھ فقط حیران نہ تاک بوستان تک رہ گیا    دیکھ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا قہر لاتا دوستاں    پر خدا نے خیر کی آکر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب    اسطرف اے عشق کون و لامکاں تک رہگیا

---

تازہ تر ہووینگے اپنے پھر گل زخم جگر    شوخ ان مہندی بھرے پاؤں سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے جھمکتا جانمن    چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
یار آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش    تو بھی نرگس خوانچے ہیں لیکے سیم و زر لگا

---

باتیں غلطے کی جو کیں میں نے تو ہنس کر بولے    بولو آہستہ کوئی اپنا [ پرایا ] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب اے رشک چمن    تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تاقیامت بخدا اپنے کفن میں ہرگز    پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا    آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہو[گا]

---

جوں بنے و وں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا    جا بھڑا کل عشق سے یہ دل بے سینا [ عشق کا ]
دیکھ زلفوں کی کجی یاں آگیا اس دل پہ آہ    ہو گیا اے سنگ دل مو دار مینا عشق کا
بوسہ ہا سے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر    ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا    کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

---

کیئے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے    کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ کبھی برسا نا
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں    یہی عشق بتاں میں ہے ادہر جانا ادہر جانا

چمن میں جیب وہ گل خوش ہو سر کا گل نکالے گا
پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا

چمن میں پھول ہونگے بلبل مسکیں کے اے شبنم
یہ گلچیں یہاں سے گر سیپارہ ہائے گل نکالے گا

لاکر شیشۂ دل جام لعل یار کے لب سے
خوشی ہو ہو ہو صدائے خندہ قلقل نکالے گا

غریق بحر ہمہ رنج و تعب ہوں عاقبت لیکن
مجھے اس ورطۂ غم سے شہ دلدل نکالے گا

ہمارا شیشۂ دل جام جم زیر بغل ہے پر
بھر [؟] اوس چشم میگوں سے تو جام مل نکالے گا

خیال گلرخاں جب دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم
بجائے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا ورق ۱۹۶

دل صد چاک کی میرے اگر تصویر لکھے گا
گل صد برگ کا بہزاد [؟] نقشہ گل نکالے گا

قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو
[خدا] کس رنگ سے اب دیکھیے بلبل نکالے گا

پڑھے گا یہ غزل تو عشق جب ہم اوس کی تربت پہ
نوائے آفریں واں بلبل آمل نکالے گا

---

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو
ہائے اس شہر کو یوں دشت غزالاں [دیکھا]

پنجۂ خور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے
صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا

مہ نو دیکھ کے دیکھا میں ترا مصحف رو
خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

---

کواکب اس کو نہ سمجھو کہ شب منقط ہے
نقاط زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ

وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے
ہوا ہے زیور دست اوس کو آستیں کا سانپ

---

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو
ملایا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث

نہ لعل لخت دل [نے] چشم میں ہیں اشک کے موتی
یہ سونا کیوں پڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

---

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود
غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

---

[خا] نہ بردوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ انہیں
نا لکی ریختہ ہے نے تخت ہوا دار پسند

یہ قیامت قامت اور تس پہ منڈنا خط کا ہائے　　جلوہ گر محشر ہے پر اب تک نہیں قرآں سفید

جرم پر میرے نہیں تو پنبہ مینا کو دیکھ　　میکشی سے ہووے ہے روے سیہ کاراں سفید

---

آئینے کا دیکھنا ہنسنا بنانا زلف کا　　بل بے یہ تیری پھبن اللہ رے تیرا گھمنڈ

---

ہمیں پروانگی اے شمع رو ہووے نہ بوسے کی　　ستم ہے اور بسی لوٹے پڑی دن رات چھاتی پر

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا　　یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ ساتھ چھاتی پر

سکندر راو سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے　　بایں شوکت گئے خالی ہی لے دو ہات چھاتی پر

---

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر　　اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر

نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے　　دل صد چا[ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

---

ہوگئے پامال عاشق آہ جوں نقش قدم　　او پری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھکر

غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس　　دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھکر

---

چشم پرخوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز　　ایک جا جمع ہیں یوں آتش و سیماب ہنوز

---

دل عشق میں بتاں کے سب کام سے گیا تو　　ناکام تجھسے رکھو کس کام کی توقع

---

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری　　ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

---

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ　　اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملا پاؤں سے اونے مست پھول　　یہ شگوفہ کوئی کہدے گل بادام تلک
کاوش خار جدائی کو مٹا دے جی سے　　مجکو پہچا دے الٰہی مرے گلفام تلک

---

تجکو خبر نہیں بت خود کام اب تلک　　آیا کبھی کا دل تو مرا کام اب تلک
رسوائے خلق تو نے محبت کیا مجھے　　میرا نہ جانتا تھا کوئی نام اب تلک　　ورق ۱۹۷

---

سوزن تدبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے　　تنگ چشموں سے نہ رکھ اے چشم زخم یار چشم

---

گر جانتے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم　　رکھتے بغل میں [کیوں] دل خانہ خراب ہم
دل بیشمار تو نے چرائے ہیں زلف یار　　لیویں گے بال بال کا [تجسے] حساب ہم

---

درد دل جان من کہوں کسنے　　درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں
قیس و فرہاد چل بسے کب کے　　کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں
عشق بے اختیار روتے ہو　　پھر کہوگے کہ دل لگا ہی نہیں

---

سیاہ کاری پہ اپنی دمبدم آتا ہے اب رونا　　برنگ خامہ پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

---

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جائے نظر　　آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں
انکھڑیاں سحر بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا　　حضرت عشق غرض زور صنم رکھتے ہیں

---

یہاں تکلف سے رکھائی واں بظاہر خلط واہ　　ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں
کردیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ　　ہیں تو لڑکے پر بڑے استاد گلکاری میں ہیں[1]

---

[1] ا ۔ ۱ ۔ ۱ ۔ میں یہ شعر درج نہیں ۔

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں　　خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
چھپکے ہے آنکھہ آپکی جاگے ہو غیر کے　　قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

---

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھہ آب وتاب پانی ہیں　　برنگ ماہی بے آب ہے بیتاب پانی ہیں
نہیں ہے دختِ رز پردے میں میناے بلوریں کے　　[چھپی] ہے میکشاں ہوکر یہ آتش آب پانی ہیں

---

اوس شعلہ خو کو دیکھتے ہی آہ خواب ہیں　　آتش سی پھک گئی دل خانہ خراب ہیں

## قطعہ

کل رات جلکے کلبۂ احزاں میں دوستاں　　دیکھے جو میں نے حضرتِ عشق اضطراب ہیں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ　　سنکر یہ لاے درد کا مطلع جواب ہیں
ہستی ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب ہیں　　جوں موج آپ کھسے ہیں عجب پیچ وتاب ہیں

---

سبزۂ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں　　جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھہ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب　　متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

## قطعہ

کہرباؤ سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا　　کاہ و آہن انکے جذبے سے بر آسکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں　　حضرت عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

---

کہے ہے جلوہ عکسِ بناگوش و سرِ گیسو　　نہ دیکھے ہوں تو دیکھو ایک جا دن رات آنکھوں میں
خیال خال لب ڈل پر جو شب کو آ بندھا ہمدم　　کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

---

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہوتا ہے کیا　　جھپکے ہے آنکھہ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

---

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے　　اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
نقشے کو دیکھ جسکے مانی نے آن مانی　　دل کے ورق پہ اوسکی تصویر کھینچتے ہیں

## قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب بتاں سے　　یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الہٰی　　دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

---

تیری خاطر اوس پری رو تک دلا جاتا ہوں میں　　ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد ہیں اوس کاکل پیچاں کی گھبرایا ہوا　　یہاں سے واں جاتا ہوں میں اور واں سے یاں آتا ہوں میں ورق ۱۹۸
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار　　تو نے مجھے سمجھایا تھا یا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے بے دید دیدو آگ لگتی ہے مجھے　　تم تماشا دیکھتے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

---

گل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو　　یاد کر رویا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار　　دیکھ اکل ارویا بہت میں عشق کی تصویر کو

---

مئے گلرنگ سے ہے مینا میں بھری دیکھو تو　　بند شیشے میں ہے یا[ں] لال پری دیکھو تو
وہ جدا مجسے نہو میں نہ اوسے دیکھوں حیف　　عشق میری بھی ذرا بے بصری دیکھو تو

---

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو　　اوس سنگدل کے دلمیں ہاں کچھ تو راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ　　غصے سے آج اونے ہم پر نگاہ کی جو

---

لے آئی ایکدم میں کھینچ اوسے بل بے کشش تیری　　وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
ملو دل کو نہ تلووں سے خدا کے واسطے ہر دم　　ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے　　اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ایدھر دیکھو

تم رُکتے ہو سینے ہیں پڑے ناک میں دم ہے   لو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

## قطعہ

بلبل تو عبث پھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

---

کاروان اشک سے دل نے کہا تم تو چلو   پیچھے پیچھے ہم بھی آتے آہ یا نالے کے ساتھ
توڑی غنچے نے صراحی گل نے پٹکا ساغر آہ   گل جو گلشن میں گیا وہ جام و مینا لے کے ساتھ
کوہکن محمود وامق قیس رانجھا مہر عشق   ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے و[الے کے ساتھ]

---

اوچھالو شیشہ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں   ادھر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی
سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت   طلب پر ایک بوسے کے ہے سو باری نہیں ہوتی
[لگاویں] عشق دل کس سے کہاں ہمکو دماغ اتنا   میاں ہم سے کسی کی ناز برداری نہیں ہوتی

---

حد برا لپکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ   بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

---

داغ دل سے دن دیے سینے میں روشن ہے چراغ   جان من عاشق کا تیرے دیکھ یہ ایجاد ہے

---

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے یہ اس دل کو   رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے
کیا کیجے بیاں لطف وصفائے لب و دنداں   گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے یشب ہے

---

تصور ہے صنم کا دمبدم اور میں ہوں اے ہمدم   مری اس بت پرستی پر ہر اک دیندار ہنستا ہے
تماشا ہے ادھر تو میں برنگ ابر روتا ہوں   اودھر جوں ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہردم چشم پُرآب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہردم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

---

ورق ۱۹۹ دل عاشق تو کافر دمبدم بکھرا ہی جاتا ہے — تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے

کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

---

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پہ جیسے ہو تحریر سونے کی — نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتیلی پہ یہ دیکھو اتنے کیا سرسوں جمائی ہے

---

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

---

با این فروغ دلکشں دیکھ اوسکی مانگ شبکو — تھی عقل چرخ یارو گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر بڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں نے ہے دوہائی بسنت کی

---

دیتے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد — کیجے سودا کیا برا ہے ہے کفایت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنایت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی ہیں

جلا ہی تھا شررِ عشق سے بدن سارا　　جلے کو لختِ دل آنکھوں سے آب لے نکلے

---

کل رونے کی آمد میں گھٹا جائے تھا دم ہائے　　ہوتی ہے بلا موسمِ برسات کی گرمی

---

جہاں سے ایک سو بہتر نشیں مثلِ فلاطوں ہیں　　مغاں جس دن سے کی ہے بیعتِ دستِ سبو ہمنے
تصور میں خیالِ یار ہم آغوش تھا ہم سے　　نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

---

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوئے مقابل جو یار دیگر
وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

---

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے　　لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق، عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے　　اس راہ پرخطر سے چلیو قدم اوٹھائے

---

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے　　بلبلِ شورشِ وحشت کے پہ و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پہ گل　　دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

---

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلفام ہے　　راحتِ جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پہ اچھا تو سہی اپنا ہی ہیں　　تجھکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

---

یارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے　　جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے　　بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے
آسائشِ جہاں سے اپنے ہی دم قدم سے　　جب آپ مر گئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے　　مینا سے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

یہ جوشِ گریہ ہر دم چشم پُر آب کیا ہے　　اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا　　احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

---

ورق ۱۹۹ دل عاشق تو کافر دم بدم بکھرا ہی جاتا ہے　　تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بنا تا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جانِ من بجلی چمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

---

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے　　کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پہ جیسے ہو تحریر سونے کی　　نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن　　ہتیلی پہ یہ دیکھو اتنے کیا سرسوں جمائی ہے

---

یہ دستِ پیرِ فلک مرتعش نہیں ہے اگر　　تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

---

ہاایں فروغ دلکش دیکھ اوسکی مانگ شبکو　　تھی عقل چرخ پارہ گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب　　ہو مفت پر پڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی　　بلبل چمن میں نے ہے دوہائی بسنت کی

---

دیجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد　　کیجے سودا کیا برا ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو　　بارشِ رحمت نے یہ ہم پر عنائت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی　　بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا　　کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی ہیں

جلا ہی تھا شررِ عشق سے بدن سارا ۔۔۔ بھلے کو لختِ دل آنکھوں سے آب لے نکلے

---

کل رونے کی آمد میں گھٹا جاے تھا دم ہاے ۔۔۔ ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

---

جہاں سے ایک سو ہو ہم نشیں مثل فلاطوں ہیں ۔۔۔ مغاں جس دن سے کی ہے بیعتِ دستِ سبو ہمنے
تصور میں خیال یار ہم آغوش تھا ہم سے ۔۔۔ نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

---

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوے مقابل جو یار دیگر
وہ چشم میگوں پہ دیدۂ تر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

---

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے ۔۔۔ لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق، عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے ۔۔۔ اس راہ پرخطر سے چلیو قدم اوٹھائے

---

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے ۔۔۔ بلبل شورشِ وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل ۔۔۔ دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سہی حال کھلے

---

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلفام ہے ۔۔۔ راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پہ اچھا تو سہی اپنا ہی ہیں ۔۔۔ تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

---

یارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے ۔۔۔ جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے ۔۔۔ بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے
آسائش جہاں ہے اپنے ہی دم قدم سے ۔۔۔ جب آپ مرگئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے ۔۔۔ مینا ہے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

ورق ۲۰۰

خال واں ٹکھڑے پہ ہر بار بنے بگڑے ہے — یہاں سویدائے دل زار بنے بگڑے ہے
تختۂ سینہ پر اپنے مژۂ پر خوں سے — یک قلم چھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے
دل کے ٹکڑوں سے کبھو پر ہے کبھو خالی چشم — روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

## قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم — جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے
تاج زریں پہ نہ مغرور ہو اپنے آ دیکھ — شمع کا طرۂ زر تار بنے بگڑے ہے

---

آئے ہے آفت نظر ہمکو جدہر جائیے — عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے
اوسے جو کل متصل مینے کہا درد دل — بولے کہ بس ہو چکا اب کہیں گھر جائیے
دل نہیں میرا لیا دیکھو ادہر تو ذرا — مفت بری وا چھڑے واہ مکر جائیے
کھینچے ہے مالا اودھر در بناگوش ادیھر — ناک میں آیا ہے جی آہ کدہر جائیے

## شش بیت از قطعہ قصیدۂ طوی درتہنیت رجشن، مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا — نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں
بخت تخت سلطنت مسند نشین تمکنت — آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں
بادشاہ ربع مسکوں والی روے زمیں — شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں
زیور روم و عراق آرائش چین و [ختن] — زینت ملک عجم زیبائش ہندوستاں
اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجسے کیا کروں — جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں
کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی — چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

---

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی درتہنیت تولد [فرزند] ارجمند بمشکوے شاہزادہ والا قدر مرزا ابوظفر بہادر دام اجلالہ

اشجار سبز فام کا ہر ایک برگ برگ — مانند برگ پاں نظر آیا بہر کنار
سبکے ہی اوڑ رہے تھے عرض عطر کے تمام — کھولے تھے موتیلے نے زبس عطرداں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا کیے رکذا ہچ گھڑے کو وا    اودھر گلاب پاش سنبھالے تھا کو کنار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیئے تھا بین    نرگس گھڑی بجاتی تھی نے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادیدھر    طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

## رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی    ہے ورد زباں سدا تجھے نا د علی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں    عین ایماں ہے حب اولاد علی

## دیگر

یونتو مدت سے تل ملی ہے دل کو    کل سے پر سخت بیکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو اوسے    جسے آرام یا علی ہے دل کو

## دیگر

ٹھوکر ہر دم لگا نہ دل پہ باز آ    ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھرا ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ    باز آ باز آ اب اس سے کافر باز آ    ورق ۲۰۱

## دیگر

کبتک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو    آٹھ آٹھ آنسو پڑی رولاوے مجکو
اے حضرت عشق حب میں جانو تم کو    [بیدردوہ] آپ سے بلاوے مجکو

## رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید    حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید    سرکش ہے تمام
ہو عشق سے تجکو اب شتابی سے کہیں    [بہرہ وافی]
یا حضرت فخر جلد کیجے تائید    از بہر [نظا]م

## دیگر

رہتا ہے نپٹ ہی دل مرا آہ حزیں    گذرے مہ وسال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں    ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الہی میرے    اس رنج پہ اب
مجھے یا آ ملے شتابی سے کہیں    وہ خود مثال

---

## عشرة

تخلص سیدزادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [بسر می] برد و بحسن خلق و خوشش اختلاطی بدل ہر کس راہ می کند این سہ بیت از گفتہاے اوست ــ

اوس دشت پر بلائیں اب آکے ہم ڈٹے ہیں    مجنوں کے لاکھ باری جس جا قدم ہٹے [ہیں]

---

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو    نہ دیکھوں گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہچے رات کو چھپ کر    بلند اپنی اچک کر ہم نے تا مقدور کی گردن

---

## عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقابل میر جعفر مرحوم المعروف بہ زٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان را پر ہنگامہ آرا در زمان سعادۃ نشان حضرت خاقان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیر بازی ید طولی داشت و فتنہ پردازی ہا می نمود اما خیلے [دلاور] و مشہور بود والد والدہ ماجدہ خود کہ در محلسراے اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دو روپیہ بردہ

بلا ناغہ می گرفت و در اتکاب [منہیا] ت بر باد می داد و مبلغ دیگر بیروں ازیں یومیہ مقرریہ ہم اخذ میکرد و با ایں ہمہ اخذ و [جر مفلسانہ] زندگی بسر می برد در آخر ہا ہدائت ازلی وسعادۃ لم یزلی دستش گرفتہ ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بجوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خالق النفوس [والعقول] تکیہ بستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست برچوکی] نشستہ سیر آئند و روندمی فرمود انا بشمشیرے خوردک کہ بہ [نیمچہ اشتہار دارد دراں حالت] ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

## حکائت

سر امد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیش شنیدہ بعزم رزم از وطن مالوف رخت سفر بر بستہ وارد حضرت دہلی شد و بعد تفحص و تجسس بر در جامع باوے در خورد و از جہل جبلی کہ در سر ایں مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہر چند ترک لباس خود را حیلہ [سا] ختہ ابائے کلی درمیاں آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از بیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد بسیار وکد بے شمار درہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت ا [لحرام] دارد بہ پرخاش جوئی وکینہ [تو] زی برخواست ناچار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی نخواہی ایشاں را سر شمشیر بازی است وے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شمارا حملہ باید کرد آں بیباک سفاک بیباکانہ شمشیرے بر رویش انداخت کہ زخمے صعب بر روے کار آمد بعد بہ [داشتن] ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشید کہ ما ہم رسیدیم آں بے حمیت گردہ سپر پیش [رو کشیدہ] وایں صاحب حیا نیمچہ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب بر رو کشیدن [عادت] نسوان است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں بہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ بطور خود [دردیہ] ایں چنیں مردم میگفت ایں سہ [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

[ز] کت پیا سا چھر ا یاروں کا جسم میان سے نکلا
[عادو در ہر قدم] در خون خود ریپٹا [گرا کھسلا]
[اٹلہم] دھو کڑم کیٹی چپیا [ڈہم] با نکہ رندم
کر از دھاک من دھو کڑ گگن از [جاے خود کہسلا]

ورق ۲۰۲

[ایں] ہردو شعر را بعضے نظر بر لفظ اٹل تخلص میر عبدالجلیل بالگرامی [کہ] با محمد عطا تقارے داشت [وبہمیں رو] بہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عنداللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدہ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[۱]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

[۱] رہنا، ا، ا۔